منشی محمد بلال صاحب مدرس مدرسہ قصبہ

خوشنودی مزاج جناب معلے القاب علم پرور

ککس صاحب بہادر انسپکٹر مدارس حلقۂ انبالہ

ونیز

جناب فضیلت مآب عالم تحریر فاضل شہیر جناب لالہ بلدیو سہاے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

...چہ نعتِ مصطفےٰ

...یک سخن بشار الیہ بہلا صفت کو شد کجا مسکیں بلال بینوا

...ماہر بخوبی جانتے ہیں کہ ارتباط الفاظ سے جملہ بنانا - پھر جمل میں تقدیم و تاخیر کا

...رہے - فی الجملہ ظاہر ہے کہ مُعلّمیں و مُتعلّمین کو نحوی کتابوں اور ترکیبی رسالوں بغیر تعلیم و

تعلّم میں دقتِ اتم پیش آتی ہے اسلئے اس ہیچدان احقر الرجال فقیر محمد بلال متوطن قصبہ ساڈھورہ ضلع انبالہ نے

باوجود کم لیاقتی اور عدیم الفرصتی کے اس امرِ اہم کے سہل کرنے کو محض بنظر حصول ثواب نفع اندوزیِ

طلاب اپنا بارِ دوش کیا چنانچہ ۱۸۸۰ء میں باب اول بوستاں کو ترکیب و ترجمہ کیا - جس کی حکّام وقت نے

قدردانی فرمائی - شائقین نے از راہ دلداری خریداری کی بعد ازآں ۱۸۸۲ء میں باب دوم و سوم کی

طبع کا خیال مطبوع خاطر فاتر ہوا اب چوتھی دفعہ بفضل داورِ کارساز نہایت صحت و صفا کے ساتھ چھپ کر

تیار ہو گئے ہیں - من بعد ۱۸۸۳ء عیسوی میں جو خلوص قلبی و حب الوطنی نے جوش مارا تو گلستاں کے

چھ باب معہ گلدستۂ دانش خیابانِ ترکیب ہوئی - ہنوز اس گل افشانی سے سیر نہ ہوا تھا کہ جی نے

گلستاں کے مابقی دو باب کی نو بہار ترکیب دکھانی چاہی - ہر چند سمجھایا - باز نہ آیا - آخر الامر

میانِ ہمت پر کمرِ عزیمت باندھ ہر دو باب کا گلدستہ بنا جداگانہ چھپوا ناظرین کے نذر کیا - جمیع سخن پردازان

معنی طراز کی خدمت میں بکمال عجز و انکسار گزارش ہے - کہ جہاں کہیں سہو و خطا پائیں بعنایت فرما

چھپائیں مجھے ممنون فرمائیں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوم در احسان

اگر ہوشمندی بمعنی گرای — کہ معنی بماند نہ صورت بجای

اگر تو عقلمند ہے نیک عملوں کیطرف توجہ کر — کیونکہ نیک عمل قایم رہینگے اور نہ جسم

کرا دانش و جود و تقوی نبود — بصورت درش ہیچ معنی نبود

جس شخص میں عقل اور بخشش اور پرہیزگاری — اسکے جسم میں کچھ کمالات روحانی ہی نہیں ہیں

کسے خسپد آسودہ در زیر گل — کہ خسپند ازو مردم آسودہ دل

وہ شخص قبر میں آرام سے سوئیگا — جس سے لوگ دنیا میں آسودہ دل ہو کے سوتے ہوں

غم خویش در زندگی خور کہ خویش — بمردہ نپردازد از حرص خویش

اپنا غم اپنی زندگی میں آپ کہا کیونکہ رشتہ دار — اپنی حرص کی سبب مردہ کیطرف متوجہ نہوگا

۱

زر و نعمت اکنوں بدہ کانِ تست
که بعد از تو بیروں ز فرمانِ تست

روپیہ و دولت اب خیرات کر کہ تیری ملک ہے
کیونکہ تیرے پیچھے تیرے حکم سے باہر ہے

نخواہی که باشی پراگنده دل
پراگندگان را ز خاطر مہل

جب تجھے یہ نہیں چاہتا ہو کہ تو پراگندہ دل ہو
تو مسکینوں کو دل سے مت بھلا

پریشاں کن امروز گنجینه چست
که فردا کلیدش نه در دستِ تست

آج جلدی سے خدا کے رستے میں خزانہ خرچ کر
کیونکہ کل کو اسکی کنجی تیرے ہاتھ نہیں ہے

تو با خود ببر توشه خویشتن
که شفقت نیاید ز فرزند و زن

تو اپنا توشہ اپنے ساتھ لے جا
کیونکہ بیوی اور لڑکے سے کچھ مہربانی نہ ہوگی

کسے گوئے دولت ز دنیا برد
که با خود نصیبے بعقبے برد

وہ شخص دنیا سے دولت کی گیند لیجاتا ہے
جو اپنے ساتھ عاقبت میں حصہ لیجاتا ہے

بغمخوارگی جز سرِ انگشتِ من
نخارد کسے در جہاں پشتِ من

غمخوارگی سے میری انگلی کے سوا
کوئی جہان میں میری پیٹھ نہیں کھجلاتا

مکن بر کفِ دست ہر چہ ہست	کہ فردا بدندان گزی پشت دست
جو کچھ تیرے پاس ہے لوگوں کے ہاتھ پر رکھ لیا مت کر۔ کہ تو قیامت میں اپنے ہاتھ کی پیٹھ دانتوں سے کاٹے	
بپوشیدن سترِ درویش کوش	کہ سترِ خدایت بود پردہ پوش
درویش کے ستر ڈھانکنے میں کوشش کر	تاکہ خدا کی بخشش تیری پردہ پوش ہو
مگرداں غریب از درت بے نصیب	مبادا کہ گردی بدرہا غریب
مسافر کو اپنے دروازہ سے محروم نہ جانے دے	ایسا نہو کہ تو لوگوں کے دروازوں پر محتاج ہو
بزرگی رسانند بمحتاج خیر	کہ ترسد کہ محتاج گردد بغیر
وہ بزرگ آدمی محتاج کو نیکی پہنچاتا ہے	جو غیر کا محتاج ہوجانیسے ڈرتا ہے
بحالِ دلِ خستگاں درنگر	کہ روزی تو دل خستہ باشی مگر
مسکینوں کے حال پر رحم کر	کیونکہ تو بہی شاید کسی دن مسکین ہوجائے
فرو ماندگاں را درون شاد کن	ز روز فرو ماندگی یاد کن
عاجز کا دل خوش کر	اور عاجزی کے دنکو بہی یاد کر

نه خواهنده بر در دیگران | بشکرانه خواهنده از در مران
تو اور دں کے دروازہ پر مانگنے والا نہیں ہے | اس شکرانہ میں فقیر کو دروازہ سے خالی مت نکال

گفتار در ترحم بر یتامی

پدر مرده را سایه بر سر فگن | غبارش بیفشان و خارش بکن
یتیم لڑکے کے سر پر سایہ ڈال | اسکا غبار پونچھ اور اسکا کانٹا نکال

ندانی چه بودش فرومانده سخت | بود تازه بے بیخ هرگز درخت
تو نہیں جانتا اسکو کیا ہوا کہ وہ سخت عاجز ہو گیا | درخت جڑ بدوں بھی کبھی تازہ رہتا ہے

چو بینی یتیمے سر افگنده پیش | مده بوسه بر روے فرزند خویش
جب تو کسی یتیم کو سر جھکائے آگے دیکھے | تو تو اسوقت اپنے لڑکے کے منہ کو مت چوم

یتیم ار بگرید که نازش خرد | وگر خشم گیرد که بارش برد
یتیم اگر روتا ہے تو کون اسکا نازبردار ہے | اور اگر وہ غصہ کرتا ہے تو اسکا بوجھ کون اٹھاتا ہے

الا تا نگرید که عرش عظیم | بلرزد همی چون بگرید یتیم
خبردار ہرگز یتیم نہ رونے پائے | کیونکہ عرش عظیم کانپتا ہے جب یتیم روتا ہے

برحمت بکن آبش از دیده پاک

تو رحمت سے اسکی آنکھوں سے آنسو پونچھ

بہ شفقت بیفشانش از چہرہ خاک

اور مہربانی سے اسکے چہرہ پر سے گرد صاف کر

اگر سایهٔ او برفت از سرش

اگر اسکا سایہ (یعنی باپ) اسکے سر سے جاتا رہا

تو در سایهٔ خویشتن پرورش

تو تو اپنے مہربانی کے سایہ میں اسکو پال

من آنگه سر تاجور داشتم

میرا سر اس وقت تاجور تھا

که سر در کنار پدر داشتم

کہ جب میرا سر باپ کی بغل میں تھا

اگر بر وجودم نشستے مگس

اگر میرے جسم پر مکھی ہی بیٹھتی

پریشان شدے خاطر چند کس

تو بہت سے آدمیوں کا دل رنج ہوتا تھا

کنون گر بزندان برندم اسیر

اب اگر قیدخانہ میں بھی قید کر دیں

نباشد کس از دوستانم نصیر

تو بھی میرے دوستوں میں سے کوئی مددگار نہ ہوگا

مرا باشد از دردِ طفلان خبر

مجھکو بچوں کی تکلیف کی بخوبی اچھی طرح خبر ہے

که در طفلی از سر برفتم پدر

کیونکہ لڑکپن ہی میں میرا باپ میرے سر سے گزر گیا

۵

حکایت بر سبیل تمثیل

یکے خار پاے یتیمے بکند
ایک شخص نے ایک یتیم کے پانوں میں کانٹا نکالا

بخواب اندرش دید صدر خجند
خجند کے گدی نشین نے اسکو خواب میں دیکھا

ہمیگفت و در روضہ ہا می چمید
کہ وہ کہتا تہا اور باغوں میں ٹہلتا تہا

کز آں خار بر من چہ گلہا دمید
کہ اس کانٹے سے مجہپر بہت پہول کہلے

مشو تا توانی ز رحمت بری
جہانتک تجہسے ہوسکے رحمت سے الگ مت ہو

کہ زحمت برندت چو رحمت بری
کیونکہ فرشتے تیرے واسطے تکلیف اوٹہاوینگے جب تو رحمت کریگا

چو انعام کردی مشو خود پرست
جب تونے بخشش کی تو مغرور مت ہو

کہ من سرورم دیگران زیر دست
اور خیال مت کر کہ میں سردار ہوں اور زیر دست اور ہیں

اگر تیغ دورانش انداخت است
اگر زمانہ کی تلوار نے اسکو عاجز کیا ہے

نہ شمشیر دوران ہنوز آختہ است
تو کیا زمانہ کی تلوار ابتک کہنچی ہوئی نہیں ہے

چو بینی دعاگوی دولت ہزار	خداوند را شکر نعمت گزار
جب تو اپنی دولت کے ہزاروں دعاگو دیکھے	تو خدا تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کر
کہ چشم از تو دارند مردم بسے	نہ تو چشم داری بدست کسے
کہ بہت سے آدمی تیرے سے امید رکھتے ہیں	اور تو کسیکی ہاتھ کی طرف تکنے والا نہیں ہے

گفتار اندر احسان با مردم نیک و بد

گرہ بر سر بند احساں مزن	کہ ایں زرق و شیدست و آں مکر و فن
تو خیرات کی تھیلی پر گرہ مت لگا	اس خیال سے کہ یہ مکر اور دھوکا ہے اور دغا اور فریب ہے
زیاں میکند مرد تفسیر داں	کہ علم و ادب میفروشد بناں
تفسیر جاننے والا مرد نقصاں کرتا ہے	کہ وہ علم اور ادب کو روٹی کے عوض بیچتا ہے
کجا عقل با شرع فتویٰ دہد	کہ مرد خرد دیں بدنیا دہد
عقل شرع کی ساتھ کہاں حکم دیتی ہے	کہ عقلمند آدمی دین دنیا کے عوض بیچدے

ولیکن تو بستان کہ صاحب خرد | ز ارزاں فروشاں برغبت خرد
اور لیکن تو خریدے کیونکہ عقلمند آدمی | سستا بیچنے والوں سے خواہش سے خریدتا ہے

حکایت عابد با شیاد شوخ چشم

زباندانے آمد بصاحبدلے | کہ محکم فرو ماندہ ام در گلے
ایک شاعر ایک صاحبدل کے پاس آیا | اور کہا کہ میں نہایت ہی کیچڑ میں دھنسا ہوا ہوں

یکے سفلہ را دہ درم بر منست | کہ دانگے ازاں بر دلم دہ منست
ایک کمینہ کے دس روپیہ میرے ذمے ہیں | کہ اسکا ایک دانگ میرے اوپر دس سیر کے برابر ہے

ہمہ شب پریشاں ازو حال من | ہمہ روز چوں سایہ دنبال من
تمام رات اس سے میرا حال پریشان ہے | تمام دن سایہ کی طرح وہ میرے پیچھے لگا رہتا ہے

بکرد از سخنہائے خاطر پریش | درون دلم چوں در خانہ ریش
اس نے دل کو پریشان کرنیوالی باتوں سے | میرے دل کے باطن کو گھر کے دروازہ کی طرح زخمی بنا دیا

خدایش مگر تا ز مادر نزاد | جز ایں دہ درم چیز دیگر نداد
جب وہ ماں سے پیدا ہوا شاید خدا نے اس سے | اس دس درم کے سوا اور کچھ نہیں دیا

٩

ندانستہ از دفتر دیں الف
وہ دین کے دفتر میں سے الف بھی نہیں جانتا تھا
خور از کوہ یک روز سر بر نزد
ایسا کسی دن بھی پہاڑ سے آفتاب نے سر نہیں نکالا
در اندیشہ ام تا کدامم کریم
میں اس فکر میں ہوں کہ کوئی سخی
شنید ایں سخن پیر فرخ نہاد
مبارک ذات بڈھے نے جو یہ بات سنی
زر افتادہ در دست افسانہ گوی
جب اس شاعر کے ہاتھ میں روپیہ لگا
یکے گفت شیخ ایں ندانی کہ کیست
ایک شخص نے کہا کہ اے شیخ تو جانتا نہیں ہے

نخواندہ بجز باب لا ینصرف
نہ خروج کرنیکے باب کے سوا کچھ پڑھا ہے
کہ آں قلتباں حلقہ بر در نزد
کہ اس بیہودہ نے اگر دروازہ کا کنڈا کھٹکھٹایا ہو
ازاں سنگدل دست گیرد بسیم
اس سنگدل سے چاندی کے عوض میری دستگیری کرے
درستی دو در آستینش نہاد
تو دو اشرفیاں اسکے ہاتھ میں دیں
بروں رفت ازانجا چو زر تازہ رو
تو سونے کی طرح تازہ خوش ہو کر وہاں سے نکلا
برو گر بمیرد نباید گریست
وہ ایسا ہے اگر مر جائے تو اسپر رونا بھی نہیں چاہئے

استفہام اور جواب استفہام ملکر جواب ندا کا ہوا اندا جواب کے ساتھ ملکر متقولہ ہوا گفت کا گفت فعل فاعل و مفعول اسکے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا ۔

۱۰

گدائے کہ بر شیر نر زین نہد

یہ فقیر ایسا ہے کہ شیر نر پر سواری کرتا ہے

بر آشفت عابد کہ خاموش باش

عابد نے غصہ ہو کر کہا چپ رہ

اگر راست بود آنچہ پنداشتم

اگر وہ بات جو میں نے خیال کی ہی سچ تھی

اگر شوخ چشمی و سالوس کرد

اگر اُسنے بیحیائی اور مکر کیا

کہ خود را نگہداشتم آبروے

کیونکہ میں خدا (شیر مولی ہے) اپنی عزت

بدو نیک را بذل کن سیم و زر

بد اور نیک آدمی کو روپیہ دے

ابوزید را اسپ و فرزین دہد

اور ابوزید شطرنج باز کو اسپ و فرزین یکسان بازی لیجاتا ہے

تو مرد زبان نیستی گوش باش

تو زبان کا مرد نہیں ہے تو کان لگا کر سن

ز خلق آبرویش نگہداشتم

تو میں اُس کی عزت خلقت سے بچادی

الا تا نہ پنداری افسوس کرد

خبردار تو یہ خیال مت کر کہ اُسنے افسوس کیا

ز دست چنان گربزِ یاوہ گوے

ایسے مکار بیہودہ بکنے والے کے ہاتھ سے بچائی

کہ این کسب خیر است و آن فعل شر

کیونکہ یہ نیکی کمانا ہے اور وہ بدکاری کا دور کرنا

خنک آنکه در صحبت عاقلاں
بڑے چین سے وہ شخص ہے جو عاقلوں کی صحبت میں رہکر

بیاموزد اخلاق صاحبدلاں
بزرگوں کی نیک خصلتیں سیکھتا ہے

گرت عقل و رائیست و تدبیر و ہوش
اگر تیرے میں عقل اور تدبیر اور ہوش ہے

بعزت کنی پند سعدی بگوش
تو سعدی کی نصیحت گوش عزت سے سن

کہ اغلب دریں شیوہ دارد مقال
کہ اکثر اس نصیحت کے طریقہ میں اسکی گفتگو ہے

نہ در چشم و زلف و بناگوش و خال
معشوقوں کی آنکھ اور زلف اور کنپٹی اور تل کی

حکایت پدر ممسک و فرزند جوانمرد

یکے رفت و دنیا ازو یادگار
ایک شخص مرگیا اور دنیا میں اس سے

خلف ماند صاحبدل و ہوشیار
ایک بیٹا صاحبدل اور ہوشیار یادگار رہا

نہ چوں ممسکاں دست بر زر گرفت
اسنے بخیلوں کیطرح روپیہ پر ہاتھ نہ رکھا

چو آزادگاں بند از زر برگرفت
بلکہ آزادوں کیطرح اس سے قید اٹھائی

ز درویش خالی نماندے درش
اسکا دروازہ فقیروں سے خالی نہ رہتا

مسافر بمہمانسرا اندرش
مسافر اسکی مہمانسرا میں موجود رہتے تھے

١٣

دل خویش و بیگانه خرسند کرد	نه همچون پدر سیم و زر بند کرد
اپنے اور بیگانہ کا دل روپیہ سے خوش کیا	باپ کی طرح چاندی اور سونا قید نہ کیا
ملامت کنی گفتش ای باد دست	بیک ره پریشان مکن هر چه هست
ایک ملامت کرنیوالے نے اسکو کہا اے فضول خرچ	جو کچھ تیرے پاس ہے اسکو ایکبارگی خرچ مت کر
بیک سال نتوان خرمن اندوختن	بیک دم نه مردی بود سوختن
ایک سال میں کھلیان جمع کرتے ہیں	ایسے دم بھر میں جلا دینا جوانمردی نہیں
چو در تنگدستی نداری شکیب	نگهدار وقت فراخی حسیب
جب تنگی میں صبر کرنیکی طاقت نہیں رکھتا	تو فراخ دستی کے وقت حساب کو نگہ رکھ

تمثیل

بدختر چه خوش گفت بانوی ده	که روز نوا برگ سختی بنه
ایک چودھرن نے اپنی لڑکی سے یہ کیا اچھی بات کہی	کہ مال کی کثرت کے دن سختی کے دنکا سامان رکھ چھوڑ
همه وقت بردار مشک و سبو	که پیوسته در ده روان نیست جو
ہر وقت اپنی مشک اور گھڑے کو بھرا ہوا رکھ	ہر وقت گاؤں میں ندی جاری نہیں رہتی

بدینار توان آخرت یافتن
روپیہ سے بہشت حاصل کر سکتے ہیں
بزر پنجۂ دیو بر تافتن
اور روپے سے دیو کا پنجہ مروڑ سکتے ہیں

ز دست تہی بر نیاید امید
خالی ہاتھ سے امید نہیں پوری ہوتی
بزر بر کنی چشم دیو سپید
اور تو روپے سے دیو سپید کی آنکھیں نکال سکتا ہے

وگر ہرچہ داری بکف بر نہی
اور اگر جو کچھ تیرے پاس ہے وہ تو سب لوگوں کے ہاتھ پر رکھ دے
کف وقت حاجت بماند تہی
تو تیرا ہاتھ ضرورت کے وقت خالی رہ جاویگا

گدایان بسعی تو ہرگز قوی
فقیر لوگ تیری کوشش سے کبھی دولتمند نہ ہونگے
نگردند و ترسم تو لاغر شوی
اور میں ڈرتا ہوں کہ تو بیشک تنگدست ہو جائیگا

بازآمدم بحکایت فرزند خلف

چو مناع خیر اینحکایت بگفت
جب نیکی سے روکنے والے نے یہ بات کہی
ز غیرت جوانمرد را رگ بخفت
تو وہ جوانمرد اس کی غیرت کے سبب اس کلام سے باز رہا

پراگندہ دل گشت ازان عیب جوی
اس عیب جو کی بات سے وہ بہت رنجیدہ دل ہوا
برآشفت و گفت ای پراگندہ گوی
اور غصہ ہو کر کہا کہ اے بیہودہ بکنے والے

ساتھ ملکر جملہ ندائیہ ہوکر مقولہ ہوا گفت کا گفت فعل فاعل و مقولہ کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ہوا - ۱۲

۱۷

مرا دستگاہے کہ پیرامن است

یہ روپیہ جو میرے پاس موجود ہے

نہ ایشان بحسرت نگہداشتند

انہوں نے کنجوسی سے اس دولت کو بچا رکھا

بدستم بیفتاد مال پدر

میرے باپ کا مال میرے ہاتھ آیا

ہمان بہ کہ امروز مردم خورند

یہی بہتر ہے کہ آج لوگ میرے ہاتھ سے کھائیں

خور و پوش و بخشای و راحت رسان

آپ کھا اور پہن اور لوگوں کو دے اور آرام پہنچا

برند از جہان با خود اصحاب رای

عقلمند لوگ جہان سے اپنے ساتھ دولت کو لیجاتے ہیں

پدر گفت میراث جد من است

میرے باپ نے کہا تھا کہ یہ روپیہ میرے دادا کی میراث ہے

بحسرت بمردند و بگذاشتند

آخر حسرت میں مر گئے اور چھوڑ گئے

کہ بعد از من افتد بدست پسر

کہ میرے پیچھے میرے بیٹے کے ہاتھ لگیگا

کہ فردا پس از من بیغما برند

ورنہ کل کو میرے مرنے کے بعد اور لوٹ لیجائینگے

نگہ می چہ داری ز بہر کسان

لوگوں کیواسطے تو کیا جمع کر رکھتا ہے

فرومایہ ماند بحسرت بجائے

کمینہ بچاتا ہوا یہیں چھوڑ جاتا ہے

زر و نعمت اکنوں بدہ کاں تست
روپیہ اور دولت اب دے کہ تیری ملک ہے

کہ بعد از تو بیروں ز فرمان تست
کیونکہ تیرے مرنیکے بعد تیرے حکم سے باہر ہے

بدیں ناتوانی کہ عقبیٰ خوری
تو دنیا کے بدلے آخرت کو خرید سکتا ہے

بخر جان من ورنہ حسرت بری
اے میری جان خرید لے اور نہیں تو پچھتاویگا

حکایت اندر راحت رسانیدن بہمسایگاں

بنا زید وقتے زنے پیش شوے
ایک دن ایک عورت نے اپنے خاوند سے شکایت کی

کہ دیگر مخر نان ز خباز کوے
اور کہا کہ اس گلی کے بھٹیارہ کی روٹی خرید

بیا زار گندم فروشاں گرے
گیہوں کی روٹی بیچنے والوں کے بازار میں جا

کہ ایں جو فروشست و گندم نمائے
کیونکہ یہ بھٹیارہ جو کی روٹی بیچنے والا اور گیہوں کی

نہ از مشتری کاز دحام مگس
خریداروں سے نہیں بلکہ مکھیوں کے ہجوم سے

بیک ہفتہ روئیش ندیدست کس
ایک ہفتہ سے کسی نے اسکی شکل نہیں دیکھی ہے

بدلداری آں مرد صاحب نیاز
اس نیک خو مرد نے دلداری کے ساتھ

بزن گفت کاے روشنائی بساز
عورت سے کہا کہ اے دانا موافقت کر

۱۵

بامید ما کلبه اینجا گرفت	نه مردی بود نفع ازو وا گرفت
اس بھیکاری نے ہماری امید پر بیٹھک دکان کی	اسے نفع ہونے دینا جوانمردی نہیں
رهِ نیکمردان آزاده گیر	چو استاده دست افتاده گیر
آزاد نیک مردوں کا رستہ اختیار کر	جب تو کھڑا ہے تو گرے ہوئے کا ہاتھ پکڑ
ببخشای کانانکه مرد حق اند	خریدار دکان بے رونق اند
تو بخشش اختیار کر کیونکہ جو لوگ خدا کے مرد ہیں	وہ بیرونق دکان کے خریدار ہوتے ہیں
جوانمرد اگر راست خواهی ولیست	کرم پیشهٔ شاه مردان علیست
اگر تو سچ پوچھے تو سخی آدمی خدا کا دوست ہے	سخاوت حضرت علی ... مردوں کا پیشہ ہے

حکایت

شنیدم که مردی براهِ حجاز	بهر خطوه کردی دو رکعت نماز
میں نے سنا کہ ایک مرد حجاز کے راستہ میں	ہر قدم پر دو رکعت نماز پڑھتا جاتا تھا
چنان گرم رو در طریقِ خدای	که خارِ مغیلان نکندی ز پای
خدا کے رستہ میں اب تیز رفتار	کہ کیکر کے کانٹے بھی اپنے پاؤں سے نہ نکالتا تھا

به آخر ز سودای خاطر پریش | پسند آمدش در نظر کار خویش

آخر دل کے برے اس خبط شیطانی وسوسوں سے | اپنا کام اسکی نظر میں پسند آیا

به تلبیس ابلیس در چاه رفت | که نتوان ازین خوبتر راه رفت

شیطان کے اس مکر سے گمراہی کے کوئیں میں گرا | کہا کہ خیال کیا کہ اس سے اچھا کوئی نہیں چل سکتا

گرش رحمت حق نه دریافتی | غرورش سر از جاده برتافتے

اگر خدا کی رحمت اسکی خبر گیر نہ ہوتی | تو غرور اس کا سر راستے سے پھیر دیتا

یکے هاتف از غیب آواز داد | که ای نیکبخت مبارک نهاد

ایک فرشتے نے غیب سے آواز دی | کہ اے نیک بخت مبارک ذات

مپندار گر طاعتے کرده | که نزلے بدین حضرت آورده

اگر تونے خدا کی بندگی کی ہے تو یہ گمان نہ کر | کہ تو اس درگاہ میں کچھ تحفہ لایا ہے

باحسانے آسوده کردن دلے | به از الف رکعت بهر منزلے

احسان سے کسی دل کو خوش کرنا | ہر منزل پر ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے

حکایت

بسرہنگ سلطان چنین گفت زن
بادشاہ کے سپاہی کو اسکی عورت نے یہ بات کہی

کہ خیز ای مبارک در رزق زن
کہ اے مبارک اُٹھ اور رزق کی تلاش کر

برو تا ز خوانت نصیبی دہند
بادشاہ کے ہاں جا کہ تجکو بھی دسترخوان کے حصہ دیں

کہ فرزندگانت بسختی درند
کیونکہ تیرے بال بچہ بھوکے ہیں

بگفتا بود مطبخ امروز سرد
اُسنے کہا کہ آج باورچیخانہ سرد ہوگا

کہ سلطان بشب نیت روزہ کرد
کیونکہ بادشاہ نے رات روزہ کی نیت کی تھی

زن از ناامیدی سر انداخت پیش
عورت نے ناامیدی سے سر نیچے جھکایا

ہمیگفت با خود دل از فاقہ ریش
اپنے دل میں کہتی تھی اور دل فاقہ کے سبب گھایل تھا

کہ سلطان ازین روزہ آیا چہ خواست
کہ بادشاہ نے اس روزہ سے کیا فائدہ حاصل کیا

کہ افطار او عید طفلان ماست
کیونکہ اُسکا بے روزہ رکھنا ہمارے لڑکوں کی عید ہے

خورندہ کہ خیرش برآید ز دست
جو کہانیوالا کہ اسکے ہاتھ سے خیرات ہو

بہ از صائم الدہر دنیا پرست
وہ شخص بارہ مہینے کے روزہ رکھنے والے بخیل سے اچھا ہے

مسلم کسے را بود روزہ داشت

اُس شخص کو روزہ رکھنا درست ہے

کہ درماندہ را دہد نان چاشت

جو کوئی دو پہر کا کھانا محتاجوں کو دیدے

وگرنہ چہ حاجت کہ زحمت بری

اور نہیں تو کیا ضرور ہے کہ تو بھوکہ اور پیاس کی تکلیف اٹھاے

زخود باز گیری و ہم خود خوری

اپنے سے اُس کھانا کو بچا رکھے اور پھر آپ ہی کھالیوے

خیالاتِ نادانِ خلوت نشیں

جاہل گوشہ نشین کے خیالات

بہم بر کنند عاقبت کفر و دیں

آخر کفر اور دین کو رلا ملا دیتے ہیں

صفاہست در آب و آئینہ نیز

صفائی آئینہ اور پانی دونو میں ہے

ولیکن صفا را ببايد تمیز

لیکن صفائی کو تمیز کرنا چاہئے کہ کونسی نافع ہے

حکایت کریم تنگدست با سائل

یکے را کرم بود و قوت نبود

ایک شخص سخی تھا اور روپیہ اُسکے پاس نہ تھا

کفافش بقدر مروت نبود

اسکی آمد سخاوت کرنیکے اندازہ کے موافق نہیں تھی

که سفله خداوند هستی مباد

خدا کرے کمینہ دولتمند نہ ہو

کسے را که همت بلند اوفتد

جس شخص کی ہمت بلند ہوتی ہے

چو سیلاب ریزان که بر کوهسار

سخی کے پاس روپیہ نہیں ٹھیرتا بلکہ بہ جاتا ہے

نه در خورد سرمایه کردی کرم

وہ اپنے مقدور کے موافق سخاوت نہیں کیا کرتا تھا

برش تنگدستے دو حرفی نوشت

ایک تنگدست نے اسکے پاس دو حرف لکھے

یکے دست گیرم بچندی درم

چند روپے سے میری مدد کر

جوانمرد را تنگدستی مباد

اور سخی آدمی کو تنگدستی نہ ہو

مرادش کم اندر کمند اوفتد

اسکی مراد حاصل نہیں ہوتی یا جلد حاصل

نگیرد همے بر بلندی قرار

کہ وہ پہاڑ کی بلندی پر نہیں ٹھیرتا

تنک مایه بودے ازیں لا جرم

اسی سبب سے ہمیشہ تنگ دست رہا کرتا

که اے خوب فرجام فرخ سرشت

کہ اے نیک انجام اور مبارک پیدایش

که چندیست تا من بزندان درم

اسواسطے کہ چند روز سے میں قیدخانہ میں ہوں

۳۰

بچشم اندرش قدر چیزی نبود
اُسکی آنکھہ میں کسی چیز کی قدر نہ تھی

ولیکن بدستش پشیزی نبود
اور لیکن اُس وقت اُسکے ہاتھ میں ایک دمڑی بھی نہیں تھی

بخصمان بندی فرستاد مرد
قیدخانہ کے نگہبانوں کے پاس آدمی بھیجا

کہ اے نیکنامان آزاد مرد
کہ اے نیک نام آزاد مردو

بدامید چندے کف از دامنش
چند روز اُسکے دامن سے دست بردار ہو جاؤ

وگر میگریزد ضمان بر منش
اور اگر یہ بھاگ جاوے تو اُسکی ضمانت میرے ذمہ ہے

وزانجا بزندان در آمد کہ خیز
اور وہاں سے قیدخانہ میں آکر اُس سے کہا کہ اُٹھ

وزین شہر تا پائے داری گریز
اور جہانتک تو بھاگ سکتا ہے اِس شہر سے بھاگ جا

چو گنجشک در باز دید از قفس
جب چڑیا نے پنجرہ کا دروازہ کھلا دیکھا

قرارش نبود اندر ان یکنفس
تو ایکدم اُسکے اندر اُسکو قرار نہ ہوا

چو باد صبا زان میان سیر کرد
بادِ صبا کی طرح اُس جگہ سے نکل گیا

نہ سیر کہ بادش رسیدی بگرد
ایسا گیا کہ ہوا بھی اُسکی گرد کو نہ پہنچی

۲۱

گرفتند حالے جوانمرد را | که حاضر بکن سیم یا مرد را

سپاہیوں نے اُسوقت اس سخی کو پکڑ لیا | اور کہا کہ یا مرد کو حاضر کر یا روپیہ دے

ز بیچارگی راہِ زندان گرفت | که مرغ از قفس رفته نتوان گرفت

ناچار ہو کر اُس سخی نے قید خانہ کا رستہ لیا | کیونکہ پنجرے سے گئے ہوئے جانور کو کوئی نہیں پکڑ سکتا

شنیدم که در حبس چندی بماند | نه رقعه نبشت و نه فریاد خواند

مینے سنا کہ مدت تک وہ قید خانہ میں رہا | اس مدت میں تو اُسنے کسی کو خط لکھا اور نہ فریاد کی

زمانها نیاسود و شبها نخفت | برو پارسائے گذر کرد و گفت

اُسنے مدتوں آرام نپایا اور راتوں کو نہ سویا | اُسکے پاس ایک فقیر نے گذر کیا اور کہا

نپندارمت مالِ مردم خوری | چه پیش آمدت تا بزندان دری

میں تو گمان نہیں کرتا کہ تو لوگوں کا مال چرا کر کھایا ہے | تجھے کیا ہوا ہے کہ تو قید خانہ میں قید ہے

بگفتا که هان ای مبارک نفس

اُس سخی نے کہا کہ ہاں اے مبارک دم

یکے ناتوان دیدم از بند ریش

لیکن مینے ایک غریب کو قیدی زخمی دیکھا

ندیدم بنزدیک دانش پسند

یعنے عقل کے نزدیک اسبات کو اچھا نہ سمجھا

بمرد آخر و نیکنامی ببرد

آخر قید میں مرگیا اور نیکنامی کما لے گیا

تن زنده دل خفته در زیر گل

سخی زندہ دل کا وجود قبر میں سویا ہوا

دل زنده هرگز نگردد هلاک

زندہ دل سخی کبھی نہیں مرتا

نخوردم بحیلت گهی مال کس

بیشک میں کسی کا مال فریب سے تو نہیں کھایا ہے

خلاصش ندیدم بجز بند خویش

اور اسکا چھٹکارا اپنی قید کے سوا نہ دیکھا

من آسوده و دیگری پای بند

کہ میں آرام سے اور دوسرا قید میں رہے

زہے زندگانی که نامش نمرد

عجب زندگانی ہے کہ اسکا نام نہ مرا

به از عالمی زنده مرده دل

مردہ دل جیتوں کے ایک جہان سے بہتر ہے

تن زنده دل گر بمیرد چه باک

اگر زندہ دل کا جسم مرجائے تو کچھ مضایقہ نہیں ہے

حکایت در معنی احسان با خلق بند

یکی در بیابان سگی تشنہ یافت
ایک شخص نے جنگل میں ایک پیاسا کتا دیکھا
برون از رمق در حیاتش نیافت
اسکی زندگی میں رمق سے زیادہ جان باقی نہ تھی

کلہ دلو کرد آن پسندیدہ کیش
اُس پسندیدہ مذہب نے ٹوپی کا ڈول بنایا
چو حبل اندر آن بست دستار خویش
اور اُسمیں رسی کی جگہ اپنی پگڑی باندھی

بخدمت میان بست بازو گشاد
خدمت کیلئے اُسنے کمر باندھی اور آستین چڑھا کر
سگے ناتوان را دمے آب داد
ناتوان کتے کو ایک گھونٹ پانی پلایا

خبر داد پیغمبر از حال مرد
اُس زمانہ کے پیغمبر نے اُس مرد کے حال کی خبر دی
کہ داور گناہان او عفو کرد
کہ خدا نے اُسکے گناہ معاف کر دیئے

الا گر جفاکاری اندیشہ کن
خبردار اگر تو گنہگار ہے تو اندیشہ کر
کرم پیشہ گیر و وفا پیشہ کن
بخشش اختیار کر اور وفا کو پیشہ بنا

کسے با سگے نیکوئی گم نکرد
جب کسی نے کتے کے ساتھ نیکی کرکے اپنی نیکی [illegible]
کجا گم کند خیر با نیک مرد
تو تو نیک مرد کے ساتھ نیکی کرکے کہاں کھوئیگا

کرم کن چناں کت بر آید ز دست
جیسے بھی ہاتھ سے بخشش ہو سکے ویسی کر

جہاناں در خیر بر کس نبست
کیونکہ خدا نے نیکی کا دروازہ کسی پر بند نہیں کیا

گرت در بیابان نباشد چہے
اگر جنگل میں کوئی تیرا کنواں کچھ دریا ہوا نہیں

چراغے بنہ در زیارت گہے
تو کسی بارگاہ میں ایک چراغ ہی روشن کر کے رکھدے

بقنطار زر بخش کردن ز گنج
پلڑے بھر بھر کر خزانہ میں سے روپیہ خیرات کر

پخندانکہ دینارے از دست رنج
اتنا ثواب نہیں رکھتا جتنا کہ محنت کا ایک دینار

برد ہر کسے بار در خورد زور
ہر شخص اپنے زور کے موافق بوجھ اٹھاتا ہے

گرانست پائے ملخ پیش مور
چیونٹی کے نزدیک ٹڈی کا پاؤں بھی بھاری ہے

تو با خلق نیکی کن اے نیکبخت
اے نیکبخت تو خلقت کے ساتھ اب نیکی کر

کہ فردا نگیرد خدا بر تو سخت
تاکہ قیامت میں خدا تیری سختی نہ کرے

گر از پا در آید نماند اسیر
اگر وہ عاجز ہو تو اسی حالت میں ہمیشہ نہیں رہتا

کہ افتادگانرا بود دستگیر
جو شخص عاجزوں کا مددگار رہتا ہے

۲۵

موصول و صلہ ملکر مبتدا ہو موخر ہوا مبتدا خبر کے ساتھ ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا +

بازار فراں دہ برو
تو کر برکسی طرح کی تکلیف کا حکم مت دے

چو تمکین و جاہت بود بر دوام
جب تو چاہے کہ تیری عزت اور مرتبہ ہمیشہ بنا رہے

کہ افتد کہ با جاہ و تمکیں شود
کیونکہ شاید کبھی ایسا اتفاق ہو کہ وہ فقیر بادشاہ

نصیحت شنو مردم نیک بیں
نصیحت سننے والی اور سب کو نیک دیکھنے والے آدمی کی

خداوند خرمن زیاں میکند
کھلیان کا مالک بڑا نقصان کرتا ہے

نترسد کہ نعمت بمسکیں دہد
وہ کھلیان والا اس بات سے نہیں ڈرتا کہ خدا یہ دولت

کہ باشد کہ افتد بفرماندہی
کیونکہ شاید وہ کسی دن تیرے اوپر حاکم ہو جاوے

مکن ور بر مرد درویش عام
تو غریب اور محتاج رعیت پر ہرگز ظلم مت کر

چو بیذق کہ ناگاہ فرزیں شود
پیادہ کی طرح کہ ایک چانک شطرنج میں وزیر ہو جاتا ہے

نپاشد در ہیچ دل تخم کیں
کوئی آدمی کینہ کا بیج نہیں بوتا

کہ بر خوشہ چیں سر گراں میکند
کہ سلا چننے والوں کے اوپر تکبر کرتا ہے

وزاں بار غم بر دل ایں نہد
اور اس حال سے اسکے دل پر غم کا بوجھ اور زیادہ رکھے

بسا زورمندا که افتاد سخت	بس افتاده را یاوری کرد بخت
بہت دفعہ اتفاق ہوا ہے کہ دولتمند کنگال ہو گئے	اور بہت دفعہ کنگالوں کو نصیب نے مدد کی
دل زیردستان نباید شکست	مبادا که روزی شوی تنگدست
محتاجوں کی دل شکنی نہ کرنی چاہیے	ایسا نہ ہو کہ کبھی تو بھی محتاج ہو جاوے

حکایت

بنالید درویشی از ضعف حال	بر تندخوئی خداوند مال
ایک فقیر اپنی تنگدستی کے سبب	ایک بخیل مالدار کے پاس رویا
نه دینار دادش سیه دل نه دانگ	بر او زد بسر باری از طیره بانگ
اس سیاہ دل نے اسکو نہ دینار دیا اور نہ پیسہ	بلکہ اور اُلٹا اُس پر غصہ ہوا
دل سائل از جور او خون گرفت	سر از غم برآورد و گفت ای شگفت
سائل کا دل اسکی سختی سے رنجیدہ ہوا	غم سے سر اٹھایا اور کہا کہ ای تعجب
توانگر ترش روی باری چراست	مگر می‌نترسد ز تلخی گداست
تونگر ترش رو سے کیوں ہے	شاید مانگنے کی خواری سے نہیں ڈرتا

٢٧

بفرمود کوتہ نظر تا غلام
اس کوتہ نظر امیر نے حکم دیا کہ سایل کو نکالو تو نکالا غلام نے

براندش بخواری و زجر تمام
جھڑکی اور خواری کے ساتھ نکال دیا

بنا کردن شکر پروردگار
میں نے سنا کہ خدا کی ناشکری کے سبب

شنیدم کہ برگشت از روزگار
اس کا زمانہ پلٹ گیا

بزرگیش سر در تباہی نہاد
اسکی بزرگی نے تباہی میں سر رکھا

عطارد قلم در سیاہی نہاد
عطارد نے اسکے نصیب میں بدبختی لکھدی

شقاوت برہنہ نشاند چو سیر
بدبختی نے اسکو لہسن کیطرح ننگا بٹھا دیا

نہ بارش رہا کرد نے بارگیر
نہ اسکے پاس اسباب چھوڑا اور نہ اسباب اٹھانیوالے

فشاندش قضا بر سر از فاقہ خاک
قضا نے اسکے سر پر فاقہ کی خاک جھاڑی

مشعبد صفت کیسہ و دست پاک
نٹ کیطرح اسکا دامن اور کیسہ صاف ہوگیا

سراپای حالش دگرگونہ گشت
اسکا تمام حال الٹ پلٹ ہوگیا

بریں ماجرا مدتے برگذشت
اس حال پر ایک عرصہ گزر گیا

غلامش بدست کریمی فتاد | توانگر دل و دست و روشن نہاد

اُسکا غلام ایک میر سخی کے ہاتھ لگ گیا | کہ وہ امیر دل اور ہاتھ کا دولتمند اور روشن ضمیر تھا

بدیدارِ مسکین آشفتہ حال | چنان شاد بودے کہ مسکین بحال

وہ امیر مسکین پریشان حال کو دیکھکر ایسا خوش ہوتا تھا | جیسا مسکین دولت سے

شبانگہ یکی بر درش لقمہ جست | ز سختی کشیدن قدمہاش سست

رات کیوقت ایک فقیر آ اُسکے دروازہ پر سوال کیا | کہ فاقہ کی سختی کھینچنے سے اُسکے پاؤں سست تھے

بفرمود صاحب نظر بندہ را | کہ خوشنود کن مرد خواہندہ را

پرکھنے والے امیر نے غلام کو حکم دیا | کہ اس مانگنے والے آدمی کو کھانا دیکر خوش کر

چو نزدیکش خوان بہرہ | برآورد بیخویشتن نعرہ

جب غلام اُس فقیر کے پاس دسترخوان میں کھانا | تو بے اختیار ہو کر اُسنے ایک آواز ماری

چو نزدیک آمد بر خواجہ باز | عیان کرد اشکش بدیباچہ راز

جب اپنے مالک کے پاس پھر ہٹ کر آیا | تو اُسکے آنسوؤں نے رخسارہ پر بھید کو ظاہر کیا

بپرسید سالار فرخنده خوی — که اشکت ز جور که آمد بروی

مبارک خو سردار نے پوچھا — کہ یہ آنسو تیرے منہ پر کسکے ظلم سے جاری ہوئے

بگفت اندرونم بشوریده بخت — بر احوال این پیر شوریده بخت

اُس غلام نے کہا کہ میرا دل — اُس تیرہ بخت بڈھے کے حال پر بہت پریشان ہوا

که مملوک وے بودم اندر قدیم — خداوند املاک و اسباب و سیم

کہ میں پہلے زمانہ میں اسکا غلام تہا — اور یہ شخص ملک اور روپیہ اور اسباب والا تہا

چو کوتاه شد دستش از عز و ناز — کند دست خواهش بدرها دراز

اب چونکہ اسکا ہاتہ عزت اور ناز سے چہوٹا ہو گیا — ناچار لوگوں کے دروازے پر مانگنے کا ہاتہ پہیلاتا ہے

بخندید و گفت ای پسر جور نیست — ستم بر کس از گردش دور نیست

اُس امیر نے ہنسکر کہا کہ اے لڑکے یہ ظلم نہیں ہے — زمانہ کی گردش سے تو کسی پر بھی ظلم نہیں ہے

نه آن تند خویست بازارگان — که برده سر از کبر بر آسمان

کہ یہ وہی بخیل تند خو سوداگر نہیں ہے — کہ غرور کے سبب سے اپنا آسمان پر خیال کرتا تہا

۳۰

از در جار مجرور متعلق فعل

منم آنکہ آن روزم از در براند	بروزِ نقش ورگیتی نشاند
اور میں فقیر ہوں کہ اُس نے مجھے دروازہ سے نکالا تھا	اب زمانہ کی گردش نے اُس کو میرے دن میں بٹھایا
نگہ کرد باز آسمان سوے من	فرو شست گرد غم از روی من
آسمان نے میری طرف پھر مہربانی کی نگہ کی	اور وہ غم کی گرد میرے بدن سے دھو ڈالی
خدا ار بحکمت بہ بندد دری	کشاید بفضل و کرم دیگری
خدا تعالی اگر اپنی حکمت سے ایک دروازہ بند کرتا ہے	تو اپنے فضل و کرم سے دوسرا کھول دیتا ہے
بسا مفلسِ بینوا سیر شد	بسا کارِ منعم زبر زیر شد
اکثر مفلس غریب آدمی امیر ہو گئے	اور اکثر امیروں کا کار خراب ہو گیا

حکایت

یکے سیرتِ نیکمرداں شنو	اگر نیک مردی و پاکیزه رو
ایک دانا نیکمردوں کی خصلت کا حال سن	اگر تو نیکمرد اور پاکیزہ چلنے والا ہے
کہ شبلی ز حانوتِ گندم فروش	بده برد انبانِ گندم بدوش
کہ حضرت شبلی گیہوں بیچنے والی کی دوکان سے	گیہوں کی بھری ہوئی بوری مونڈھے پر اٹھا کر

۳۶

۱ مورے یائے وحدت مبین کاف بیانیہ میدوید فعل صحیح

نگہ کرد مورے در آں غلہ دید	کہ سرگشتہ از ہر طرف میدوید
وہاں جا کر جو خیال کیا تو اُس اناج میں ایک چیونٹی	کہ وہ پریشان ہر طرف دوڑتی پھرتی تھی
ز رحمت بر وشب نیارست خفت	بمأواش خود بازش آورد و گفت
اُسپر رحم کرنیکے سبب تمام رات اُسکو نیند نہ آئی	اُسکی جگہ پر پھر لایا اور کہا کہ
مروت نباشد کہ ایں مور ریش	پراگندہ گردانم از جای خویش
یہ جوانمردی نہیں ہے کہ اس مسکین چیونٹی کو	میں اُسکی جگہ سے پریشان کر دوں
درون پراگندگان جمع دار	کہ جمعیت باشد از روزگار
پراگندوں کے دلکو تو جمع رکھ	تا کہ تجھے جمعیت زمانہ سے حاصل ہو
چہ خوش گفت فردوسی پاکزاد	کہ رحمت برآں تربت پاک باد
پاک پیدائش فردوسی نے کیا اچھی بات کہی	کہ اُسکی پاک قبر پر ہمیشہ رحمت ہو
میازار مورے کہ دانہ کش است	کہ جاں دارد و جان شیریں خوشست
دانہ چگنے والی چیونٹی بھی مت ستا	کیونکہ وہ بھی جان رکھتی ہے اور جان شیریں کو پیاری ہے

سیہ اندرون باشد و سنگدل	کہ خواہد کہ موری شود تنگدل
وہ شخص بڑا ہی سنگدل اور سیہ دل ہے	جو کوئی یہ بھی چاہے کہ ایک چیونٹی تنگدل ہو
مزن بر سر ناتوان دست زور	کہ روزے بپایش در افتی چو مور
ناتوان غریب کے سر پر زبردستی کا ہاتھ مت مار	تاکہ ایسا نہ ہو کہ تو چیونٹی کی طرح اسکے پاؤں میں پڑے
نہ بخشید بر حال پروانہ شمع	نگہ کن چو سوخت در پیش جمع
شمع نے پروانہ کے حال پر رحم نہیں کیا	دیکھ کہ مجلس میں سب کے آگے کس طرح جل گئی
گرفتم ز تو ناتوان تر بسی است	توانا تر از تو ہم آخر کسی است
میں نے مانا کہ بہت لوگ تیرے سے کمزور ہیں	آخر تیرے سے زیادہ زور آور بھی کوئی ہوگا

گفتار در طریق تسخیر مردم باخلاق و کرم

ببخش اے پسر کآدمی زادہ صید	باحسان توان کرد و وحشی بقید
اے لڑکے بخشش کر کیونکہ آدمی زادہ کو احسان	تابع کر سکتے ہیں اور جنگلی جانور کو رسی سے

عدو را بالطاف گردن بہ بند
دشمن کی گردن مہربانی کی رسی سے باندھ

کہ نتوان بریدن بہ تیغ این کمند
اسواسطے کہ اس رسی کو تلوار سے بھی نہیں کاٹ سکتے

چو دشمن کرم بیند و لطف و جود
جب دشمن تیری طرف سے مہربانی اور بخشش دیکھیگا

نیاید دگر خبث ازو در وجود
تو پھر اس سے کبھی تیرے ساتھ بدی نہو سکیگی

مکن بد کہ بد بینی از یار نیک
تو کسیکے ساتھ بدی مت کر کر تو اپنے نیک یار سے بدی دیکھیگا

نروید ز تخم بدی بار نیک
کیونکہ بدی کے بیج سے نیک پھل نہیں اُگتا

چو با دوست دشوار گیری و تنگ
جب دوست کیساتھ سختی اور تنگی کریگا

نخواہد کہ بیند ترا نقش و رنگ
تو وہ بھی تیری شکل و صورت نہیں دیکھنی چاہیگا

وگر خواجہ با دشمنان نیکخوست
اور اگر خواجہ دشمنوں کے ساتھ بھی نیکخو ہے

بسے بر نیاید کہ گردند دوست
تو بہت مدت نہ گذریگی کہ وہ سب دوست بن جائینگے

حکایت در معنی صید کردن دلہا باحسان

برہ در یکے پیشم آمد جوان
رستہ میں ایک جوان میرے سامنے آیا

بتگ در پیش گوسفندے دوان
کہ ایک بکری اسکے پیچھے دوڑی جاتی تھی

۳۵

بدو گفتم این ریسمانست و بند
میں نے اُس جوان سے کہا یہ رسی اور قید ہے

که مے آرد اندر پیت گوسفند
کہ تیرے پیچھے بکری کو لاتی ہے

سبک طوق و زنجیر ازو باز کرد
اُس جوان نے جب اُسیوقت طوق و زنجیر اُس سے

چپ و راست پوئیدن آغاز کرد
اور آپ دائیں اور بائیں دوڑنا شروع کیا

برہ در پیش همچنان میدوید
وہ بکری اُسیطرح اُسکے پیچھے دوڑتی تھی

که جو خورده بود از کف مرد خوید
اسواسطے کہ اُسنے اُس جوان کے ہاتھ سے جو اور سبزی

چو باز آمد از عیش و بازی بجای
جب وہ جوان اُس کھیل کود سے اپنی جگہ آیا

مرا دید و گفت ای خداوند رای
تو اُسنے مجکو دیکھ کر کہا کہ اے عقلمند

نه این ریسمان میبرد با منش
اُس بکری کو یہ رسی میرے ساتھ نہیں لیجاتی

که احسان کمندیست در گردنش
بلکہ احسان کی رسی اُسکی گردن میں ہے

بلطفے که دیدست پیل دمان
اُس مہربانی کے سبب کہ مست ہاتھی نے دیکھی ہے

نیارد همی حمله بر پیلبان
ہاتھی بان پر حملہ نہیں لاتا

بد انرا نوازش کن ای نیکمرد
اے نیکمرد بروں کے ساتھ بھی نیکی کر

که سگ پاس دارد چو نان تو خورد
کیونکہ کتا جب تیری روٹی کھاتا ہے تو وہ تیری نگہبانی بھی [کرتا ہے]

بر آں مرد کند است دندان یوز
چیتے کے دانت اس آدمی پر کند ہیں

که مالد زباں بر پنیرش دو روز
جسکے پنیر پر وہ دو روز بھی زبان لگا لیتا ہے

حکایت روباہ و درویش

یکے روبہی دید بیدست و پای
ایک شخص ایک لنجی لومڑی دیکھکر

فرو ماند در صنع و لطف خدای
خدا کی نیک پروری اور مہربانی میں عاجز رہا

کہ چوں زندگانی بسر میبرد
اور خیال کیا کہ یہ لنجی لومڑی کسطرح زندگی بسر [کرتی ہے]

بدیں دست و پا از کجا میخورد
ان ہاتھ پاؤں سے کہاں سے کھاتی ہے

دریں بود درویش شوریدہ رنگ
درویش دیوانوں کیطرح اسی حال میں حیران تھا

کہ شیری در آمد شغالے بچنگ
کہ ایک شیر گیدڑ کو پنجہ میں پکڑے ہوئے آیا

شغالے نگوں بخت را شیر خورد
بدنصیب گیدڑ کو شیر نے کھا لیا

بماند آنچہ روباہ ازو سیر خورد
جو کچھ اس میں سے بچ رہا اس سے لومڑی نے پیٹ بھر لیا

دگر روز باز اتفاقے فتاد
دوسرے روز پھر ایسا ہی اتفاق ہوا

کہ روزی رساں قوت روزش بداد
خدا تعالیٰ نے دیکھا کھانا اسکو بھیجا

یقیں مرد را دیدہ بینندہ کرد
یقین نے اس مرد کی آنکھیں روشن کر دیں

شد و تکیہ بر آفرینندہ کرد
وہاں سے روانہ ہوا اور خدا پر بھروسہ کیا

کزیں پس بکنجے نشینم چو مور
اور دل میں کہا کہ آج سے چیونٹی کی طرح ایک کونہ میں بیٹھونگا

کہ روزی نخوردند پیلاں بزور
کیونکہ ہاتھیوں نے کچھ بزور روزی نہیں کھائی

زنخداں فرو برد چندیں بجیب
چند روز کاروبار چھوڑ مراقبہ میں بیٹھا

کہ بخشندہ روزی فرستد ز غیب
اس خیال میں کہ خدا غیب سے روزی بھیجے

نہ بیگانہ تیمار خوردش نہ دوست
اس عرصہ میں کسی اپنے بیگانے نے اسکا غم نہ کھایا

چو چنگش رگ و استخواں ماند و پوست
چنگ کی طرح اسکی ہڈی اور رگ اور چمڑا ہی باقی رہا

چو صبرش نماند از ضعیفی و ہوش
جب نا طاقتی سے اسکا صبر اور ہوش قایم نرہا

ز دیوار محرابش آمد بگوش
تو مسجد کی دیوار سے اسکے کان میں آواز آئی

برو شیر درنده باش ای دغل
اے مکار تو جا اور پھاڑنیوالا شیر بن

میانداز خود را چو روباه شل
یعنی لومڑی کی طرح اپنے آپکو عاجز مت بنا

چنان سعی کن کز تو ماند چو شیر
ایسی کوشش کر کہ شیر کیطرح تیرے پاس سے بچے

چو روبه چه باشی بوامانده سیر
لومڑی کیطرح اوروں کے بچے ہوئے سے کیا پیٹ بہرتا ہے

چو شیران کرا گردن فربه است
جو شخص شیروں کی برابر شہ زور ہے

گر افتد چو روبه سگ از وی به است
اگر وہ لومڑی کیطرح اپنے آپکو عاجز بنا لے تو کتا اسسے اچھا ہے

بچنگ آر و با دیگران نوش کن
اپنے ہاتھ سے کما اور غریبوں کو ساتھ کھلا

نه بر فضلهٔ دیگران گوش کن
اور وں کے بچے ہوے پر نگہہ نہ رکھ

بخور تا توانی ببازوی خویش
جبتک تو سکے اپنے بازو کے کمائی سے کھا

که سعیت بود در ترازوی خویش
کیونکہ تیری کوشش تیرے اعمالنامہ میں صحیح ہو گی

فصل فعل با فاعل مفعول و متعلق کے ساتھ مگر جملہ تعلیہ انشائیہ ہو کر جزا و شرط ہوئی

چو مرداں ببر رنج و راحت رساں
مردوں کی طرح تو تکلیف اُٹھا اور دوسروں کو آرام پہنچا

مخنث خورد دسترنج کساں
ہیجڑا لوگوں کی کمائی کھایا کرتا ہے

بگیر ای جواں دستِ درویشِ پیر
اے جوان بوڑھے درویش کا ہاتھ پکڑ

نہ خود را بیفگن کہ دستم بگیر
اور اپنے آپ کو عاجز نہ بنا کہ میرا ہاتھ پکڑ

خدا را برآں بندہ بخشایش است
اُس بندہ پر خدا کی رحمت ہوتی ہے

کہ خلق از وجودش در آسایش است
جسکے وجود سے خلقت میں آرام رہتا ہے

کرم ورزد آں سر کہ مغزے در وست
وہ شخص بخشش اختیار کرتا ہے جسمیں عقل ہوتی ہے

کہ دوں ہمتانند بے مغز پوست
کیونکہ کم ہمت آدمی بے مغز چھلکے ہیں

کسے نیک بیند بہر دو سرائے
وہ شخص دو جہان میں بھلائی دیکھیگا

کہ نیکی رساند بخلقِ خدائے
جو کوئی خدا کی خلقت کو نیکی پہنچائیگا

حکایت عابد بخیل

شنیدم کہ مردیست پاکیزہ بوم
میں نے سنا کہ ایک پاک طینت مرد

شناساور رہرو در اقصای روم
خدا کا پہچاننے والا اور طریقت کے رستہ کا

منِ چند سالوکِ صحرا نورد
ہیں اور کئی درویش جنگل طے کرنیوالے

پے رفتیم قاصد بدیدارِ مرد
اُس مرد کی دیکھنے کا ارادہ کرکے وہاں گئے

سر و چشم ہر یک ببوسید و دست
اُسنے ہر ایک کی آنکھیں اور ہاتھ اور سر چوما

بتمکین و عزت نشاند و نشست
ہم سبکے عزت اور رتبہ سے بٹھایا اور آپ بیٹھ گیا

زرش دیدم و زرع و شاگرد و رخت
دیکھا اسکے پاس روپیہ اور کھیتی اور نوکر اور اسباب تھا

ولے بیمروت چو بے بر درخت
لیکن بے پھل درخت کیطرح بیمروت تھا

بخلق و کرم گرم رو مرد بود
خلق اور کرم میں وہ مرد بڑا تیز رفتار تھا

ولے دیگدانش قوی سرد بود
لیکن اُسکا چولھا بہت ہی ٹھنڈا رہتا تھا

ہمہ شب نبودش قرار و ہجوع
تمام رات اسکو تسبیح اور تہلیل پڑھنے سے

ز تسبیح و تہلیل و ما از جوع
چین اور آرام نہوا اور ہمکو بھوک سے

سحرگہ میاں بست و در باز کرد
صبح کیوقت کمر باندھی اور دروازہ کھولا

ہماں لطف و دوشینہ آغاز کرد
اور وہی کل کیسی مہربانی کی باتیں شروع کیں

جوانے کہ شیرین و خوش طبع بود — کہ با ما مسافر در آن ربع بود
ایک جوان کہ شیریں سخن اور خوش طبع تھا — ہمارے ساتھ اس ملک میں مسافر تھا

مرا بوسه گفتا بہ تصحیف ده — کہ درویش را توشہ از بوسہ بہ
اسنے کہا مجھکو بوسہ نقطے بدل کر دے — کیونکہ درویش کو توشہ بوسہ سے اچھا ہے

بخدمت منه دست بر کفش من — مرا نان ده و کفش بر سر بزن
خدمت کے واسطے میری جوتیوں پر ہاتھ مت رکھ — مجھکو روٹی دے اور جوتی میرے سر پر مار

بہ ایثار مردان سبق برده اند — نہ شب زنده داران دل مرده اند
جو بخشش کے سبب سبقت لیگئے ہیں — نہ وہ رات کے جاگنے والے کہ مردہ دل ہیں

همی دیدم از پاسبان تتار — دل مرده و چشم شب زنده دار
میں تاتار کے پاسبانوں کو دیکھتا تھا — کہ دل انکا مردہ اور آنکھیں رات کے جاگنے والی ہیں

کرامت جوانمردی و نان دهی است — مقالات بیهوده طبل تهی است
جوانمردی اور روٹی دینا بزرگی ہے — بیہودہ باتیں خالی ڈھول کی آواز ہے

قیامت کسے باشد اندر بهشت — کہ معنی طلب کرد و دعوی بهشت
قیامت کو وہ شخص بہشت میں داخل ہوگا — جسنے کمالات روحانی طلب کیا اور دعوی چھوڑا

دم بیقدم تکیہ گاہیست سست	یعنی توانگر دو دعوی درست
دعوی عمل بدون سست تکیہ گاہ ہے	نیک عملوں سے دعوی کو درست کر سکتے ہیں

حکایت حاتم طائی وجود وے

شنیدم در ایام حاتم که بود
سنا کہ حاتم کے زمانہ میں ایک گھوڑا

بخیل اندرش باد پائی چو دود
اسکے گھوڑوں کے گلے میں ہوئیں کی سا سیاہ

صبا سرعتے رعد بانگ ادہمی
وہ گھوڑا صبا کی سی چال گرج کی سی آواز تھا

که بر برق پیشی گرفتی همے
کہ دوڑنے میں بجلی سے بڑھ جاتا

تگ ژاله میریخت بر کوه ودشت
دوڑتے وقت پہاڑ اور جنگل پر اولے کی بہر تا تھا

تو گفتی مگر ابر نیساں گزشت
تو کہے شاید گنا وانی کا بادل آگیا

یکے سیل رفتار هاموں نورد
وہ گھوڑا کی سی چال یا جنگل کاٹے کرنے والا

که باد از پیش بازماندی چو گرد
کہ ہوا بھی اسکے پیچھے گرد کی طرح رہجاتی تھی

بگفتند مردان صاحب علم هم
واقف لوگوں نے حاتم کی باتیں

سخنهای حاتم بسلطان روم
روم کے بادشاہ کے پاس جا کر کہیں

که همتای او در کرم مرد نیست | چو اسپش بجولان و ناورد نیست

کہ سخاوت میں اُسکی برابر کوئی آدمی نہیں | اُسکے گھوڑے کی مانند میدان و چال میں نہیں

بیابان نوردی چو کشتی بر آب | که بالای سیرش نپرد عقاب

جنگل کو ایسا طے کرتا ہے جیسے کشتی پانی پر چلتی ہے | کہ اُسکی چال کی برابر عقاب بھی نہیں اُڑ سکتا

بدستور دانا چنین گفت شاه | که دعوی خجالت بود بے گواه

بادشاہ نے دانا وزیر سے یہ بات کہی | کہ بدون گواہ کے دعوی کرنا شرمندگی ہوتی ہے

من از حاتم آں اسپ تازی نژاد | بخواهم گر او مکرمت کرد و داد

میں اُس عربی نسل گھوڑے کو حاتم سے مانگتا ہوں | اگر اُس نے بخشش کی اور مجھکو دیدیا

بدانم که در وے شکوه مهیست | وگر رد کند بانگ طبل تہیست

تو میں جانونگا کہ اُسمیں سرداری کا دبدبہ ہے | اور اگر میرے سوال کو رد کر دیگا تو سمجھونگا کہ

رسول خردمند عالم بطے | روان کرد و ده مرد همراه وے

جہاں کا عقلمند قاصد طے کیطرف روانہ کیا | اور دس آدمی اُسکے ساتھ کئے

زمین مردہ و ابر گریان برو
اُسوقت زمین مری ہوئی تھی اور بادل اُسپر

صبا گرد بارد گر جان درو
صبانے اُسکے اندر پھر جان ڈالی تھی

بمنزلگہ حاتم آمد فرود
وہ قاصد حاتم کے مکان پر آکر اُترا

بر آسود چون تشنہ بر زندہ رود
پیاسے کیطرح چلتی ندی کے کنارے پر آرام پایا

سماطی بیفگند و اسپی بکشت
دسترخوان بچھایا اور ایک گھوڑا حلال کیا

بدامن شکر داد و شان زر بمشت
انکو دامن بھر مٹھائی اور مٹھی بھر کر روپیہ دیے

شب آنجا بودند و روز دگر
وہ سب رات کو اسجگہ رہے اور دوسرے دن

بگفت آنچہ دانست صاحب خبر
جو کچھ قاصد کو کہنا تھا وہ سب بیان کیا

ہمیگفت حاتم پریشان چو مست
حاتم پریشان مست کی طرح

ز حسرت بدندان ہمی کند دست
دانتوں سے تاسف کی بجہ ہاتھ کو کاٹتا ہوا کہتا تھا

کہ اے بہرہ ور مردم نیکنام
کہ اے نیکنام مرد فائدہ دینے والے

چرا پیش ازینم نگفتی پیام
پہلے سے تونے کسواسطے مجھسے پیام نہ کہا

من آن بادرفتار دلدل شتاب
میں نے اس ہوا کی سی چال اور دلدل کی سی دوڑ والے گھوڑے

ز بہر شما دوش کردم کباب
کل تمہارے واسطے کباب کر دیے

ندانستم از دست باران و سیل
کیونکہ میں نے خیال کیا کہ مینہ اور رو کے سبب

نشاید شدن در چراگاہ خیل
گھوڑ دوڑ کی چراگاہ میں کوئی نہیں جا سکیگا

بنوعے دگر روی و راہم نبود
اور دوسری طرح سے مجھکو چارہ نہ تھا

جز او بر در بارگاہم نبود
اس گھوڑے کے سوا میرے مکان پر اور نہ تھا

مروت ندیدم در آئین خویش
میں نے اپنے مذہب میں یہ بات جوانمردی کی نہ سمجھی

کہ مہمان بخسپد دل از فاقہ ریش
کہ مہمان فاقہ کے سبب رنجیدہ دل ہو سوے

مرا نام باید در اقلیم فاش
مجھے تو ولایت میں اپنا نام مشہور چاہیے

وگر مرکب نامور گو مباش
اگرچہ نامور گھوڑا میرے پاس نہ ہو

کسانش درم داد و تشریف و اسب
سب ساتھیوں کو روپیہ اور خلعت اور گھوڑے دیے

طبیعیست اخلاق نیکو نہ کسب
نیک عادتیں پیدائشی ہیں کمائی ہوئی نہیں

٤٥

خبر شد بروم از جوانمردِ طے
جب حاتم طائی کی خبر روم کے بادشاہ کے پاس پہنچی

ہزار آفریں کرد بر طبع وے
تو بادشاہ نے اُسکی طبیعت پر ہزار شاباش کہی

ز حاتم بدیں نکتہ راضی مشو
حاتم کی اسی بات پر راضی مت ہو

ازیں نغز تر ماجرائے شنو
بلکہ اس سے بھی ایک عمدہ بات سُن

حکایت امتحان شاہ یمن حاتم را در جوانمردی

ندانم کہ گفت اینحکایت بمن
میں نہیں جانتا کہ یہ بات میرے پاس کسنے بیان کی

کہ بودست فرماندہے در یمن
کہ یمن کے ملک میں ایک بادشاہ ہوا ہے

ز نام آوراں گوی دولت ربود
نام ناموروں سے دولت کی گیند لے گیا

کہ در گنج بخشی نظیرش نبود
کیونکہ خزانہ بخشی میں کوئی اُسکا ثانی نہ تھا

تواں گفت اورا سحاب کرم
اُس بادشاہ کو بخشش کا بادل کہنا چاہیئے

کہ دستش چو باراں فشاندے درم
کیونکہ اُسکا ہاتھ مینہ کیطرح لوگوں پر روپیہ برساتا

کسے نام حاتم نبردے برش
جو کوئی حاتم کی سخاوت کا نام اُسکے پاس لیجاتا

کہ سودا نرفتی ازو در سرش
تو اُسیوقت اُسکے سر میں اُس سے غصہ بھر جاتا تھا

که چندی از مقالات آن بادسنج | که نه ملک دارد نه فرمان گنج

اور کہا کرتا تھا کہ اس بیوقوف کی باتیں کیا کرتا ہے | کہ وہ نہ تو خزانہ نہ حکومت نہ ملک رکھتا ہے

شنیدم که جشنی ملوکانه ساخت | چو چنگ اندر آن بزم خلقی نواخت

میں نے سنا کہ اسنے بادشاہوں کا سا ایک جشن کیا | چنگ کی طرح اس محفل میں ایک خلقت کو خوش کیا

در ذکر حاتم کسی باز کرد | دگر کس ثنا گفتن آغاز کرد

ایک شخص نے اس مجلس میں حاتم کا ذکر چھیڑا | دوسرے شخص نے اسکی تعریف کہنی شروع کی

حسد مرد را بر سر کینه داشت | یکی را بخون خوردنش برگماشت

حسد نے بادشاہ کو دشمنی پر بہانا آمادہ کیا | کہ ایک شخص کو اسکے قتل کرنیکے واسطے مقرر کیا

که تا هست حاتم در ایام من | نخواهد به نیکی شدن نام من

اور کہا کہ جبتک حاتم میرے زمانہ میں ہے | میرا نام نیکی کے اندر مشہور نہ ہوگا

۴۷

بلاجوی راه بنی طی گرفت

بلاجوی گماشتہ نے بنی طی کا رستہ لیا

جوانے بره پیش باز آمدش

ایک جوان اُسکو رستہ میں آ ملا

نکوروی و دانا و شیرین زبان

وہ جوان خوبصورت اور دانا اور شیرین زبان تھا

کرم کرد و غم خورد و پوزش نمود

بخشش کی اور غم کھایا اور عذر کیا

نہادش سحر بوسہ بر دست و پای

صبح کیوقت اُسکے ہاتھ اور پانْو کو چوما

بگفتا نیارم شد ایدر مقیم

اُس گماشتہ نے کہا کہ میں اس جگہ نہیں ٹھیر سکتا

بجستن جوانمرد را پے گرفت

اور حاتم کے قتل کرنیکو قدم اُٹھایا

کز و بوی اُنسے فراز آمدش

کہ اُس سے محبت کی بو اُسکو معلوم آئی

بر خویش برد آن شبش میہمان

اُس رات اُس جوان نے اُسکو اپنا میہمان بنایا

بداندیش را دل بہ نیکی ببود

دشمن کے دل کو نیکی سے تابع بنا لیا

کہ نزدیک ما چند روزی بپای

اور کہا کہ چند روز اسی جگہ ہمارے پاس ٹھیرو

کہ در پیش دارم مہمے عظیم

کیونکہ مجھے ایک بڑی مہم درپیش ہے

بگفت ای ارنہی بامن اندر میان

حاتم نے کہا اگر تو وہ کام جیسے بیان کرے

بمن واگذار ای جوانمرد گوش

اُس گمشتہ نے کہا اے جوانمرد میری طرف کان کر

دریں بوم حاتم شناسی مگر

اس ملک میں شاید تو حاتم کو پہچانتا ہے

سرش بادشاہ یمن خواستست

یمن کے بادشاہ نے اُسکا سر مانگا ہے

گرم رہنمای بدآنجا کہ اوست

اگر تو مجکو اُس جگہ کا رستہ بتلادے کہ جس جگہ وہ ہے

بخندید برنا کہ حاتم منم

اُس جوان نے ہنسکر کہا کہ حاتم تو میں ہی ہوں

چو یاران یکدل بکوشم بجان

تو یکدل یاروں کی طرح میں جان سے کوشش کروں

کہ دانم جوانمرد را پردہ پوش

کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جوانمرد پردہ پوش ہوتا ہے

کہ فرخندہ نامست و نیکو سیر

کہ وہ مبارک نام اور نیک خصلت ہے

ندانم چہ کین درمیان خاستست

یہ میں تو نہیں جانتا کہ آپس کیا عداوت پیدا ہوگئی ہے

ہمین چشم دارم ز لطف تو دوست

اے دوست میں تیری مہربانی سے امید رکھتا ہوں

سرانیک جدا کن بہ تیغ از تنم

تلوار کے ساتھ میرا سر تن سے جدا کر

٥٠

نباید کہ چوں صبح گردد سفید

ایسا نہو کہ جب صبح روشن ہو جائے

گرزمدت رسد یا شوی ناامید

تو میری دراہیوں سے تجکو تکلیف پہنچے یا تو ناامید ہو

چو حاتم بآزادگی سر نہاد

جب حاتم نے جوانمردی سے سر جھکایا

جواں را برآمد خروش از نہاد

تو جوان کی ذات سے رونے کا شور نکلا

بخاک اندر افتاد و بر پاے جست

بیہوش ہو کر خاک پر گرا اور پھر ہوش میں آیا

گہش خاک بوسید و گہ پا و دست

کبھی اسکی خاک اور کبھی اسکے ہاتھ اور پاؤں چومنے لگا

بینداخت شمشیر و ترکش نہاد

تلوار پھینکی اور ترکش نیچے رکھ دیا

چو فرمانبراں دست برکش نہاد

بیچاروں کی طرح سینہ پر ہاتھ رکھ لیا

کہ گر من گلی بر وجودت زنم

اور کہا کہ اگر میں تیرے بدن پر ایک پھول ماروں

نہ مردم کہ در کیش مرداں زنم

تو میں مرد نہیں ہوں بلکہ مردوں کے مذہب میں عورت ہوں

دو چشمش ببوسید و در بر گرفت

اسکی دونوں آنکھیں چومکر اسکو بغل میں لیا

وز آنجا طریق یمن بر گرفت

اور وہیں سے یمن کا رستہ لیا

ملک در میان دو ابروے مرد
بادشاہ اُس مرد کی مدنو بہنود نکو دیکھکر
بگفتش بیا تا چہ داری خبر
بادشاہ نے اُس سے کہا کہ تو بیان کر کہ کیا خبر ہے
مگر بر تو نام آورے حملہ کرد
شاید اُس نامور نے تجھپر حملہ کیا
جوانمرد شاطر زمین بوسہ داد
چالاک جوانمرد نے زمین چومی
بدو گفت کاے شاہ باداد و ہوش
اُس سے کہا کہ اے ہوش اور انصاف والے بادشاہ
کہ دریافتم حاتم نامجوے
کہ میں نے نامجوے حاتم کو

بدانست حالے کہ کارے نکرد
اُسی وقت پہچان گیا کہ اُسنے کام پورا نہیں کیا
چرا سر نہ بستی بفتراک بر
کس واسطے تو اُسکا سر شکاربند میں باندھکر نہ لایا
نیاوردی از ضعف تاب نبرد
اور تو ناتوانی سے لڑنیکا
ملک را ثنا گفت و تمکین نہاد
بادشاہ کی تعریف کی اور تعظیم کی
ازین در سخنہاے حاتم نیوش
اس طرح کی حاتم کی باتیں سن
ہنرمند خوش منظر و خوبروے
ہنرمند اور خوبشکل اور خوبصورت پایا

۵۲

جوانمرد و صاحب خرد دیدمش · بمردانگی فوق خود دیدمش

اور میں نے اسکو جوانمرد اور عقلمند دیکھا · جوانمردی میں اپنے سے بڑھکر اسکو دیکھا

مرا بار لطفش دو تا کرد پشت · بشمشیر احسان و فضلم بکشت

اسکی مہربانی کی بوجھ نے میری پیٹھ کو کبڑا کیا · اسنے اپنے احسان اور بزرگی کی تلوار سے مجھکو ہلاک کیا

بگفت آنچه دید از کرمهاے وے · شهنشه ثنا گفت بر آل طے

جو کچھ اسنے اسکی بخششیں دیکھیں تھیں بیان کیں · بادشاہ نے اسکی صفتیں کر کے آل طے کی تعریف کی

فرستاده را داد مهر و درم · که مهر است بر نام حاتم کرم

اور اس ایلچی کو بہت اشرفیاں اور انعام دیا · اور کہا کہ سخاوت کی مہر حاتم کے نام پر لگی ہوئی ہے

مراو را رسد گر گواهی دهند · که معنی و آوازه اش همرهند

اگر جہان کے لوگ اسکی گواہی دیں تو لایق ہے · کیونکہ اسکی حقیقت سخاوت کی آوازہ دونو ہمراہ ہیں

حکایت در همت حاتم

زنہگاہ حاتم یکے پیرمرد
ایک بوڑھے آدمی نے حاتم کی مکان سے
ز راوی چنین یاد دارم خبر
میں کہنے والے سے ایسا یاد رکھتا ہوں
زن از خیمہ گفت این چہ تدبیر بود
حاتم کی عورت نے خیمہ میں سے کہا کہ یہ کیا تدبیر تھی
شنید این سخن نامبردار طے
طے کے مشہور کرنیوالے حاتم نے جب بات سنی
گر او در خور حاجت خویش خواست
اگر اسنے اپنی حاجت کے موافق سوال کیا
چو حاتم بآزادمردی دگر
جوانمردی میں حاتم سا مرد شاید

طلب دہ درم سنگ فانید کرد
دس درم بھر شکر کا سوال کیا
کہ پیشش فرستاد تنگ شکر
کہ حاتم نے شکر کی گون اسکے پاس بھیجی
ہماں دہ درم حاجت پیر بود
بڈھے کی خواہش تو دس درم بھر شکر کی تھی
بخندید و گفت اے دل آرام حی
تو ہنسکر کہا اے کہ قبیلہ کی دلآرام
جوانمردی آل حاتم کجاست
دا دمیں اسکو مقصد دوں تو آل حاتم کی جوانمردی کہاں رہی
ز دوران گیتی نیامد مگر
زمانہ کی گردش سے کوئی دوسرا پیدا نہیں ہوا

ابوبکر سعد آنکہ دست نوال

(میرا بادشاہ) ابوبکر بن سعد ایسا ہے کہ

نہد ہمتش بر دہان سوال

اسکی ہمت بخشش کا ہاتھ سوال کے منہ پر رکھتی ہے

رعیت پناہا دلت شاد باد

اے رعیت کی پناہ تیرا دل خوش رہے

بہ سعیت مسلمانی آباد باد

تیری کوشش سے مسلمانی آباد رہے

سرافراز دایں خاک فرخندہ بوم

اس مبارک زمین کی خاک

ز عدلت بر اقلیم یونان و روم

تیرے انصاف کے سبب یونان اور روم پر فخر کرتی ہے

چو حاتم گہ گر نیستے فروے

حاتم کہ طرح کیونکہ اگر اسکا دبدبہ طے کے قبیلہ میں نہ ہوتا

بنازد کس اندر جہان نام طے

تو طے کا نام جہان میں کوئی بھی نہ لیتا

ثنا ماندے ازاں نامور در کتاب

اس نامور کی تو اس کتاب میں تعریف باقی نہ رہتی

ترا ہم ثنا ماند و ہم ثواب

تیری تعریف بھی رہیگی اور ثواب بھی

کہ حاتم ازاں نام و آوازہ خواست

کیونکہ حاتم نے اس سخاوت سے اپنی ناموری اور آوازہ چاہا تھا

ترا سعی و جہد از برائے خدا ست

اور تیری تمام سعی اور کوشش خدا کے واسطے ہے

تکلف بر مرد درویش نیست	وصیت ہمیں یک سخن بیش نیست
جبہ درویش آدمی کے پاس تکلف نہیں	اس ایک بات سے زیادہ وصیت نہیں ہے
گر چندانکہ جہدت بود خیر کن	ز تو خیر ماند ز سعدی سخن
کر جہانتک تیری کوشش ہوسکے نیکی کر	کیونکہ تیری نیکی کا ثواب رہیگا

حکایت در حلم بادشاہان

یکے را خرے در گل افتادہ بود	ز سوداش خون در دل افتادہ بود
ایک شخص کا گدہا کیچڑ میں دہنس گیا تہا	اس رنج سے اسکے دل میں خون پڑ گیا تہا
بیابان و باران و سرما و سیل	فرو ہشتہ ظلمت بر آفاق ذیل
جنگل اور جاڑا اور بارش اور رو تہی	رات کے اندہیرے نے جہان پر اپنا دامن چہوڑ دیا تہا
ہمہ شب دریں غصہ تا بامداد	سقط گفت و نفرین و دشنام داد
اس نے تمام رات اس رنج میں صبح تک	لوگوں کو برا کہا اور گالیاں دیں

55

نہ دشمن بدست اندر زبانش نہ دوست

اسکی زبان کے ہاتھ نہ تو دشمن چھوٹا اور نہ دوست

قضا را خداوند آن پہن دشت

اچانک اس فراخ جنگل کا بادشاہ

شنید آن سخنہای دور از صواب

اور وہ بری باتیں اسکی سنی

ملک خشمگین و بخشم نگریست

بادشاہ نے غصہ ہوکر اسکو غصہ کی نظر سے دیکھا

یکے گفت شاہا بہ تیغش بزن

ایک نے کہا کہ اے بادشاہ اسکو تلوار سے ہلاک کر

نگہ کرد سلطان عالی محل

جب بلند مرتبہ والے بادشاہ نے اسکی طرف نگاہ کی

نہ سلطان کہ آن بوم و بر زان اوست

اور نہ بادشاہ کہ وہ زمین جسکی ملک تھی

در آن حال منکر بر او بر گذشت

اس بری حالت میں اسکے پاس آ پہنچا

نہ صبر شنیدن نہ روی جواب

نہ تو سننے کا صبر تھا نہ جواب کی طاقت

کہ سودای این بر من از بہر چیست

اور کہا کہ اس شخص کا غصہ مجھ پر کیسا ہو گیا

کہ نگذاشت کس را نہ دختر نہ زن

کیونکہ اس نے کسی کو نہ لڑکی کو اور نہ کسی عورت کو چھوڑا

خودش در بلا دید و خر در وحل

اور اسکو بلا میں پھنسا دیکھا اور اسکے گدھے کو کیچڑ میں

۵۸

شنیدم که مغروری از کبر مست
مجھے سنا کہ ایک مغرور تکبر سے مست تھا

در خانہ بر روی سائل ببست
اسنے ایک سائل کو اپنے دروازہ پر سے جھڑک کر نکالدیا

بکنجی فرو ماندہ بنشست مرد
وہ بیچارا مرد گلی کے ایک کونہ میں بیٹھ رہا

جگر گرم و آہ از تف سینہ سرد
غم و غصہ سے اسکا جگر گرم تھا اور سینہ کی گرمی سے آہ ٹھنڈی

شنیدش یکی مرد پوشیدہ چشم
ایک اندھے آدمی نے اسکی آواز سنی

بگفتا چہ در تابت آورد و خشم
اور کہا کہ تو کسواسطے غصہ اور گرمی میں ہے

فرو گفت و بگریست بر خاک کوی
وہ فقیر گلی کی خاک پر رویا اور جو ظلم کہ

جفای کز آن شخص آمد بروی
اس شخص نے اسکے اوپر کیا تھا وہ سب بیان کیا

بگفت ای فلان ترک آزار کن
اس فقیر سے کہا کہ آج کی خیر اس تکلیف کو بھلا دے

یک امشب بنزد من افطار کن
اور آج کی رات تو میرے ہاں کھانا کھا

بخلق و فریبش گریبان کشید
خوش خوئی اور فریب سے اسکا گریبان کھینچا

بمنزل در آورد و خوان کشید
اپنے مکان پر لیکر آیا اور اسکے آگے دسترخوان بچھایا

بر آسود درویش روشن نهاد | بگفت ایزدت روشنائی دهاد

روشن خیال درویش نے کہا نا کہا کر آرام پایا | اور کہا کہ خدا تیری آنکھوں میں روشنائی دے

شب از نرگسش قطره چند چکید | سحر دیده بر کرد و دنیا بدید

رات کو اسکی آنکھوں میں سے پانی کے چند قطرے ٹپکے | صبح کو آنکھیں کھولیں اور دنیا دیکھی

حکایت بشهر اندر افتاد و جوش | که بی دیده دیده بر کرد دوش

تمام شہر میں اس بات کا شور مچ گیا | کہ کل ایک اندھے کی آنکھیں روشن ہو گئیں

شنید این سخن خواجهٔ سنگدل | که بر گشت درویش از و تنگدل

جب اُس سنگدل امیر نے یہ بات سنی | کہ جس سے وہ درویش تنگدل ہو کر پھرا تھا

بگفتا حکایت کن ای نیکبخت | که چون سهل شد بر تو این کار سخت

تو اُسنے اُس شخص سے جا کر کہا کہ اے نیکبخت بیان کر | کہ یہ مشکل کام تیرے اوپر کس طرح آسان ہو گیا

که بر کرد تا این شمع گیتی فروز | بگفت ای ستمگار آشفته روز

یہ جہان کی دیکھنے والی آنکھیں تیری کسنے روشن کیں | اُسنے کہا کہ اے ظالم بدبخت اے پریشان زمانہ

۵۹

تو کوته نظر بودی و سست رای
تو بڑا ہی کوتہ نظر اور سست عمل تھا

که مشغول گشتی بجغد از همای
کیونکہ تو ہما جانور سے الّو کی طرف مشغول ہوا

بروی کسی این در کسی کرد باز
اس شخص نے میرے منہ پر یہ دروازہ کھولا

که کردی تو بر روی او در فراز
جسکو تو نے اپنے دروازہ سے نکال دیا تھا

اگر بوسه بر خاک مردان زنی
اگر تو خدا کے مردوں کے قدموں کی خاک پر بوسہ دیگا

بمردی که پیش آیدت روشنی
تو جوانمردی کی قسم ہے کہ باطن کی روشنی تجھکو حاصل ہوگی

کسانیکه پوشیده چشم دل اند
جو لوگ کہ دل کی آنکھہ کے اندھے ہیں

همانا کزین توتیا غافل اند
وہ لوگ بیشک اس سرمے یعنی خاک پاے مردان سے غافل ہیں

چو برگشته دولت ملامت شنید
جب اس الٹے نصیبے نے یہ ملامت سنی

سر انگشت حسرت بدندان گزید
افسوس کی انگلی دانتوں میں کاٹنے لگا

که شهباز من صید دام تو شد
اور کہا کہ میرا شہباز تیرے جال کا شکار ہوا

مرا بود دولت بنام تو شد
میری دولت تھی تیرے نام پر ہو گئی

کسے چون بدست آورد جرہ باز
وہ شخص جرہ باز کو کسطرح حاصل کرے

فرو بردہ چون موش دندان باز
جو کوئی چوہے کیطرح دانت حرص میں گڑو بیٹھیگا

در تلاش اہل اللہ بخدمت خلق اللہ

الا گر طلبگار اہل دلی
خبردار اگر تو اللہ والوں کا طلبگار ہے

ز خدمت مکن یکزماں غافلی
تو لوگوں کی خدمت کرنے سے ایکدم بھی غفلت مت کر

خورش دہ بگنجشک و کبک و حمام
چڑیا اور چکورا اور کبوتر کو کھانا دے

کہ یکروزت افتد ہمائے بدام
تاکہ کسی دن ہما بھی تیرے جال میں پھنس جاوے

چو ہر گوشہ تیر نیاز افگنی
جب تو ہر طرف عاجزی کے تیر پھینکے گا

امید ست ناگہ کہ بازے افگنی
تو امید ہے کہ تو اچانک باز کو بھی مار لیگا

دُرے شہم برآید ز چندیں صدف
کتنی ہی سیپوں میں سے ایک موتی نکلتا ہے

ز صد چوبہ آید یکے بر ہدف
سینکڑوں تیروں میں سے ایک نشانہ پر پہنچتا ہے

حکایت ہمدرین معنی

یکے را پسر گم شد از راحلہ
ایک شخص کا لڑکا قافلہ میں سے گم ہوگیا
ز ہر خیمہ پرسید و ہر سو شتافت
ہر خیمہ میں پوچھا اور ہر طرف تلاش کیا
چو آمد بر مردم کاروان
جب قافلے والے آدمیوں کے پاس ہٹ کر آیا
ندانی کہ چون راہ بردم بدوست
تو نہیں جانتا کہ میں اس لڑکے کو کس طرح پایا
مشایخ بجان طالب کس اند
بزرگ لوگ دل وجان سے ہر ایک آدمی کے طالب ہیں

شبانگہ بگردید در قافلہ
وہ تمام رات اسکو قافلہ میں ڈھونڈھتا پھرا
بتاریکی آن روشنائی بتافت
اندھیرے میں وہ روشنائی چمکی
شنیدم کہ میگفت با ساربان
تو میں نے سنا کہ وہ اونٹ والے سے کہتا تھا
ہر آنکس کہ پیش آمدم گفتم اوست
جو کوئی میرے سامنے آیا میں نے کہا یہ وہی ہے
کہ باشد کہ وقتی بمردی رسند
تاکہ شاید کبھی کسی مرد خدا سے بھی ملجاویں

برِ دل از برائے دلے بارہا — خورند از برائے گلے خارہا

ایک دل کیواسطے بہت سی تکلیفیں اٹھاتے ہیں — اور ایک پھول کیواسطے بہت کانٹے کھاتے ہیں

حکایت ہم دریں معنی

ز تاج ملکزادۂ در ملاخ — شبے لعلے افتاد در سنگلاخ

شہر ملاخ میں ایک شہزادے کے تاج میں سے — ایکدن رات کو ایک لعل کنکریوں میں گر پڑا

پدر گفتش اندر شب تیرہ رنگ — چہ دانی کہ گوہر کدامست و سنگ

باپ نے اسکو کہا کہ تو اندھیری رات میں — کیا جانے کہ کونسا موتی اور کونسا پتھر ہے

ہمہ سنگہا گوش دار اے پسر — کہ لعل از میانش نہ گردد بدر

اے بیٹا تمام پتھروں کو اکٹھا کر کے نگاہ رکھ — کیونکہ لعل ان سب سے باہر نہ ہوگا

در اوباش پاکان شوریدہ رنگ — ہمان جائے تاریک و لعلست و سنگ

بچوں میں پاک لوگ دیوانوں کی سی صورت — ایسے ہوتے ہیں جیسے اندھیری جگہ میں لعل و پتھر

٦٣

بعزت بکش بار ہر جاہلے
ہر ایک جاہل کی عزت کے واسطے خاطر تواضع کر

کسے را کہ با دوستے سر خوشست
جس شخص کو ایک دوست کے ساتھ محبت ہے

ندرد چو گل جامہ از دست خار
پھول کی طرح کانٹے کے ہاتھ سے کپڑا نہیں پھاڑتا

غم جملہ خور در ہوائے یکے
ایک کی محبت میں سب کا غم کھا

گر ست خاکپایان شوریدہ سر
اگر خاکسار اور عارف مست

تو ہرگز مبیں شان بچشم پسند
تو انکو پسند کی آنکھ سے کبھی مت دیکھ

کہ افتی بسر وقت صاحبدلے
کیونکہ کوئی صاحبدل شاید تجکو ملجائیگا

نہ بینی کہ چوں بار دشمن کشست
تو نہیں دیکھتا کہ وہ دشمن کی تکلیف کسطرح کھینچتا ہے

کہ خوں در دل افتادہ خندد چو نار
بلکہ عاشق تکلیف اٹھا کر انار کی طرح ہنستا ہے

مراعات صد کن برائے یکے
ایک کے واسطے سو کی رعایت کر

حقیر و فقیر اند اندر نظر
تیری نظر میں حقیر اور فقیر معلوم ہوتے ہیں

کہ ایشاں پسندیدۂ حق بسند
کیونکہ وہی خدا کے پسندیدہ بجو کافی ہیں

کسے را کہ نزدیک ظنت بد اوست	چہ دانی کہ صاحب ولایت خود اوست
جو شخص تیرے گمان میں برا ہے	تو اسکو کیا جانتا ہے کہ وہ ولی ہے
در معرفت برکسانیست باز	کہ درہاست بر روے ایشان فراز
معرفت کا دروازہ اُن لوگوں پر کھلا ہوا ہے	کہ جنکے منہ پر خلقت کے دروازے بند ہیں
بسا تلخ عیشان تلخی چشاں	کہ آیند در خلد دامن کشاں
بہت تلخ عیش اور تلخ سہنے والے لوگ	بہشت میں دامن ہلاتے ہوئے آوینگے
بپوشی گرت عقل و تدبیر ہست	ملک را نوادر نواخانہ دست
اگر تیرے اندر عقل اور تدبیر ہے	تو تو بادشاہزادہ کے ہاتھ قیدخانہ میں ہے
کہ روزے برون آید از شہر بند	بلندیت بخشد چو گردد بلند
کیونکہ وہ کبھی تو قیدخانہ سے نکلیگا	تجکو بلندی بخشیگا جب آپ بلند ہوگا
مسوزان درخت گل اندر خریف	کہ در نوبہارت نماید طریف
پھول کے درخت کو سادنی کے موسم میں مت جلا	کیونکہ نوبہار میں تجکو لذت دیگا

۶۵

حکایت پدرِ بخیل و فرزندِ مُسرف

یکے زہرہ خرج کردن نداشت
ایک شخص زر و پیہ خرچ کرنیکی طاقت نرکہتا تہا

زر و سیم بود و یارائے خوردن نداشت
روپیہ اسکے پاس جمع تہا اور اسکو کہانیکی قوت نرکہتا تہا

نخوردے کہ خاطر بیاسایدش
نہ تو آپ کہاتا کہ اُسکا دل ہی آرام پاتا

ندادے کہ فردا بکار آیدش
اور نہ اللہ دیتا کہ قیامت میں ہی اُسکے کام آتا

شب و روز در بند زر بود و سیم
وہ رات اور دن چاندی اور سونے کی جمع کرنیکی فکر میں

زر و سیم در بند مرد لئیم
اور سونا چاندی کنجوس آدمی کی قید میں تہا

بدانست روزے پسر در کمیں
ایک دن لڑکے نے گھات میں بیٹھکر معلوم کیا

کہ ممسک کجا کرد زر در زمیں
کہ کنجوس نے روپیہ وہاں دفن کیا ہے

ز خاکش بر آورد و بر باد داد
خاک سے اُسکو نکال کر برباد کیا

شنیدم کہ سنگے در آنجا نہاد
بیٹے سنا کہ اُس جگہ ایک پتھر رکھہ دیا

جوانمرد را زر بقائے نکرد
اُس جوانمرد کے پاس روپیہ نہ ٹھیرا

بیک دستش آمد بدیگر بخورد
ایک ہاتھ سے اُسکے پاس آیا دوسرے سے کھایا

ازیں کم زنے بود بیباک رو
ایسا فضول خرچ اور بدچلن تھا

کلاہش ببازار و میزر گرو
کہ اُسکی ٹوپی اور پاجامہ بازار میں گرو رہتا تھا

نہادہ پدر چنگ در نائے خویش
باپ اپنے گلے میں انگوٹھا دیکر مرنے لگا

پسر چنگی و نائی آورد پیش
لڑکے نے نَے اور چنگ بجانے والے کو بلایا

پدر تا ز روگریاں ہمہ شب نخفت
باپ تمام رات روتے روتے نہ سویا

پسر بامداداں بخندید و گفت
لڑکا صبح ہی باپ سے ہنسکر کہنے لگا

زر از بہر خوردن بود اے پدر
اے باپ روپیہ کھانے کے واسطے ہوتا ہے

ز بہر نہادن چہ سنگ و چہ زر
رکھنے کے واسطے سونا اور پتھر برابر ہے

زر از سنگ خارا برون آورند
سونے کو کان سے باہر اس واسطے نکالتے ہیں

کہ بخشند و پوشند و آساں خورند
کہ اللہ واسطے دیں اور پہنیں اور آرام سے کھائیں

زر اندر کفِ مردِ دنیا پرست
ہنوز ای برادر بسنگ اندر است

اے بھائی بخیل آدمی کے ہاتھ میں پیسہ ایسا ہے
جیسا ابھی کان کے اندر ہی ہے

چو در زندگانی بدی با عیال
گرت مرگ خواہند ازیشاں منال

جب تو اپنے قبیلہ والوں کے ساتھ اپنی زندگانی میں بدی کرے
اگر وہ تیرا مرنا چاہیں تو انکی شکایت نکر

چو چشمار و آنگہ خورند از تو سیر
کہ از بام پنجہ گز افتی بزیر

تیرے قبیلہ والے اسوقت تیری سے چکر کھائینگے
جب تو پچاس گز کی اونچی کوٹھے سے گر کر

بخیل توانگر بدینار و سیم
طلسمیست بالای گنجی مقیم

چاندی اور سونے کا دولتمند بخیل
خزانہ کے اوپر ایک طلسم بیٹھا ہوا ہے

ازیں سالہا می بماند زرش
کہ دارد طلسمی چنین بر سرش

اس سبب سے اسکا روپیہ مدت تک قایم رہتا ہے
کہ ایک ایسا طلسم اسکے سر پر بیٹھا ہوا ہے

بسنگ اجل ناگہش بشکنند
بآسودگی گنج قسمت کنند

جب فرشتے اسکو اچانک اجل کے پتھر سے ہلاک کرینگے
پھر تو قبیلہ والے چین سے خزانہ کو تقسیم کرینگے

پس ازاں برون و گرد گرد چو مور — بخور پیش ازاں کت خورد کرم گور

چیونٹی کیطرح لیتا کو لیجا اور جمع کر لیسے پیچھے — اسوقت سے پہلے کھا کہ تجکو قبر کے کیڑے کھا لینگے

سخنہائے سعدی مثالست و پند — بکار آیدت گر شوی کاربند

سعدی کی باتیں مثال اور نصیحت ہیں — اگر تو انپر عمل کریگا تو تیرے کام آوینگی

دریغست ازیں روے برتافتن — کزیں روے دولت تواں یافتن

اُن باتوں پر عمل نکرنا اور ان سے منہ پھیرنا افسوس ہے — کہ جن سے دولت حاصل کر سکتے ہیں

حکایت

کسے دید صحرائے محشر بخواب — چو مس تفتہ روی زمیں ز آفتاب

ایک شخص نے قیامت کے میدان کو خواب میں دیکھا — سورج کی گرمی سے زمین کی رو تانبے کی مانند گرم تھی

ہمے بر فلک شد ز مردم خروش — دماغ از تپش می برآمد بجوش

خلقت کا واویلا آسمان تک پہنچتا تھا — اور انکا دماغ سورج کی گرمی سے چکراتا تھا

یکے شخص ازیں جملہ در سایہ — بگردن بر از خلد پیرایہ

اُن سب میں سے ایک شخص سایہ میں — اور اُسکے بدن میں بہشتی لباس

۷۰

پسر شیدکای مجلس آرای مرد — کہ بود اندرین مجلست یار مرد

خوابدیکھنیوالے نے پوچھا اے مجلس کے زینت دینے والے — اس مجلس میں تیرا مددگار کون تھا

رزی داشتم بر در خانہ گفت — بسایہ درش نیکمردے بخفت

اسنے کہا کہ میرے گھر کے دروازے پر ایک انگور کا — اسکے سایہ میں ایک دفعہ ایک نیکمرد سویا تھا

درین وقت نومیدی آن مرد راست — گناہم زدادار داور بخواست

اس نا امیدی کے وقت میں اس سچے آدمی نے — میرے گناہ خداوند تعالی سے معاف کرائے

کہ یارب برین بندہ بخشایشی — کز و دیدہ ام وقتی آسایشی

کہا کہ اے بار الہا اس عاجز بندی پر رحم کر — کیونکہ مینے ایک دفعہ اس سے آرام دیکھا ہی

چہ گفتم چو حل کردم این راز را — بشارت خداوند شیراز را

جب مینے اس خواب کو بیان کیا تو کیا اچھی بات کہی — شیراز کے بادشاہ کو اس بات کی خوشخبری ہو

که آفاق در سایهٔ همتش	مقیمند بر سفرهٔ نعمتش
کہ جہان کے لوگ اُسکی ہمت کے سایہ میں	اُسکی نعمت کے دسترخوان پر مقیم ہیں
درختے ست مرد کرم باردار	وزو بگذری هیزم کوہسار
سخی آدمی میوہ دار درخت کی مانند ہے	اور اگر تو اُسکے سوا اور کا ذکر کریگا تو وہ پہاڑ کی
حطب را اگر تیشه بر پے زنند	درخت برومند را کے زنند
سو کبھی لکڑی کو اگر کلہاڑا ماریں تو ماریں	میوہ دار درخت کے کب مارتے ہیں
بسے پایدار اے درخت ہنر	که هم میوه داری و هم سایه ور
اے ہنر کے درخت تو ہمیشہ قائم رہ	کیونکہ تو میوہ دار بھی ہے اور سایہ ور بھی

گفتار در بیان معنی سیاست و تدبیر ملکداری و عدل و داد

بگفتیم در باب احساں بسے	ولیکن نه شرط است با هر کسے
ہمنے خلقت کے ساتھ نیکی کو بہت کچھ کہا ہے	لیکن آدمی کے ساتھ نیکی کرنی بھی انصاف کی شرط

٧١

بخور مردم آزار را خون و مال	کہ از مرغ بدکندہ بہ پر و بال
ظالم آدمی کا خون اور مال کھا	کیونکہ برے جانور کے پر و بازو اکھاڑے ہوئے اچھے ہیں
کسے را کہ باخواجہ تست جنگ	بدستش چرا میدہی چوب و سنگ
جس کسی کو تیرے خدا کے ساتھ لڑائی ہے	تو اسکے ہاتھ میں لاٹھی اور پتھر کس واسطے دیتا ہے
برانداز بیخے کہ خار آورد	درختے بپرور کہ بار آورد
جس جڑ سے کانٹا پیدا ہوا اسکو اکھاڑ ڈال	جس درخت پر میوہ لگے اسکو پال
کسے را بدہ پایۂ مہتراں	کہ بر کہتراں سر ندارد گراں
سرداروں کا مرتبہ اس شخص کو دے	کہ جو غریبوں پر ظلم نہ کرے
مبخشائے بر ہر کہ آں ظالمیست	کہ رحمت برو جور بر عالمیست
جو شخص ظالم ہے اسکے اوپر رحم مت کر	کیونکہ اسکے اوپر رحم کرنا خلقت پر ظلم ہے
جہانسوز را کشتہ بہتر چراغ	یکے بہ در آتش کہ خلقے بداغ
ظالم کی زندگی کا چراغ بجھا ہوا اچھا ہے	خلقت کو داغ پہنچنے سے ایک آدمی کا جلنا اچھا ہے

براَنگہ کہ بردزد رحمت کنی — بہ بازوی خود کاروان میزنی

جب تو چور پر رحم کرتا ہے — تو تو اپنے ہی بازو سے قافلہ کو مارتا ہے

جفا پیشگان را بدہ سر بباد — ستم بر ستم پیشہ عدلست و داد

ظالموں کے سر کو تن سے جدا کر — ظالم کے اوپر ظلم کرنا عدل اور انصاف ہے

گفتار در بیں کہ احسان باکسے کہ سزاوار احسان نیست

شنیدم کہ مردی غم خانہ خورد — کہ زنبور بر سقف او لانہ کرد

میں نے سنا کہ ایک مرد نے گھر کا غم کھایا — کیونکہ بھڑوں نے اسکی چھت میں چھتہ کیا تھا

زنش گفت ازینان چہ خواہی مکن — کہ مسکین پریشان شوند از وطن

عورت نے اسکو کہا تو ان سے کیا لیتا ہے مت چھیڑ — کیونکہ بیچاری بھڑیں گھر سے بےگھر ہو جائینگی

بشد مرد نادان پس کار خویش — گرفتند یکروز زن را بہ نیش

نادان مرد اپنے کام کیواسطے چلا گیا — ایک روز عورت کے بھڑوں نے ڈنک مارا

زنی بیخرد بر در و بام و کوی

بیعقل عورت دروازہ اور چھت پر لگی پر

بیامد ز دکان سوی خانه مرد

مرد دوکان سے گھر کی طرف آیا

بگفتش رو بر مرو ای زن هُش

اور کہا اے عورت تو لوگوں پر غصہ مت کر

کسے با بدان نیکوئی چون کند

کوئی بدوں سے نیکی کس طرح کرے

چو اندر سرش بینی آزار خلق

جب تو کسی شخص کے اندر خلقت کی تکلیف دہ دیکھے

سگ آخر چه باشد که خوانش نهند

سگ کون ہے کہ اُسکے واسطے دسترخوان بچھا دیں

همی کرد فریاد و میگفت شوی

فریاد کرتی تھی اور کہتی تھی اے شوہر

برآں بیخرد زن بسے تیره گرد

اور اُس بیعقل عورت پر بہت غصہ ہوا

تو گفتی که زنبور مسکین مکش

تونے ہی کہا تھا کہ بیچاری بھڑ کو مت مار

بدان را تحمل بد افزون کند

بھلائی تو بدوں کو زیادہ برا بنا دیتی ہے

بشمشیر تیزش بیازار حلق

تو تیز تلوار سے اُسکی گردن اُڑا

بفرمای تا استخوانش نهند

حکم دے کہ اُسکے آگے ہڈی ڈالیں

۲۵

چه نیکو زده است این مثل پیرده
ایک جودھری نے کیا اچھی مثل بیان کی ہے
دگر ناتک مردی نیاید عسس
اور اگر کوتوال چوروں پر رحم کرے
نیے نیزه در حلقهٔ کارزار
لڑائی کے میدان میں نیزہ کی نے
نه هر کس سزاوار باشد بکال
ہر آدمی دال شیت کے لائق نہیں ہوتا
چو گربه نوازی کبوتر برد
جب تو بلی کو پالیگا تو کبوتر لے جائیگی
بنائے که محکم ندارد اساس
جو عمارت کہ مضبوط بنیاد نہیں رکھتی

ستور لگدزن گرانبار به
لات مار نیوالا بیل بہت لدا ہی بہتر ہے
نیارد بشب خفتن از دزد کس
تو رات کو کوئی شخص چور کے ڈر سے نہ سو سکے
به قیمت تر از نیشکر صد هزار
لاکھوں گنوں سے زیادہ قیمت رکھتی ہے
یکے مال خواهد یکے گوشمال
کوئی مال کا خواہاں ہے اور کوئی سزا کا
چو فربه کنی گرگ یوسف درد
اور جب تو بھیڑیے کو موٹا کریگا تو وہ یوسف کو پھاڑ کھائیگا
بلندش مکن ور کنی زو بهراس
تو اسکو بلند مت کر اور اگر کرتا ہے تو اس سے ڈر

حکایت در پیش بینی و عاقبت اندیشی

چه خوش گفت بهرام صحرانشین
جنگل میں بیٹھنے والے بہرام نے کیا اچھی بات کہی
چو یکران توسن زدش بر زمین
جب سرکش گھوڑے نے اسکو زمین پر پٹخا

دگر اسپے از گلہ باید گرفت
دوسرا ایسا گھوڑا گلہ میں سے چھانٹنا چاہیے
کہ گر سر کشد باز شاید گرفت
کہ اگر وہ سرکشی کرے تو اسکو ڈانٹ سکیں

ببند ای پسر دجلہ گر آب کاست
ارے بیٹے اگر پانی کم ہو گیا تو دجلہ کو بند کر
کہ سودے ندارد چو سیلاب خاست
کیونکہ جب رو چڑھی تو پھر کچھ فائدہ نہ ہوگا

چو گرگ خبیث آیدت در کمند
جب خبیث بھیڑیا تیری کمند میں پھنس جاوے
بکش ورنہ دل برکن از گوسفند
تو اسکو مار ڈال ورنہ تو اپنی بکریوں سے دل بر کر

ز ابلیس ہرگز نیاید سجود
شیطان سے کبھی سجدہ نہیں ہو سکتا
نہ از بدگہر نیکوئی در وجود
اور بدذات سے کبھی نیکی نہیں ہوتی

بد اندیش را جائے فرصت مدہ

دشمن کو کبھی فرصت کا موقع مت دے

مگو شاید ایں مار کشتن بچوب

تو یہ مت کہہ کہ اس سانپ کو لاٹھی مارنا چاہیئے

قلم زن کہ بد کرد با زیر دست

جس منشی نے غریب آدمی کے ساتھ برا کیا

مدبر کہ قانون بد مے نہد

جو وزیر برا قانون چلاتا ہے

مگو ملک را ایں مدبر بس است

تو یہ مت کہہ کہ ملک کیواسطے یہ وزیر کافی ہے

سعید آورد قول سعدی بجا

نیک بخت آدمی سعدی کا کہنا بجا لاتا ہے

عدو در چہ و دیو در شیشہ بہ

دشمن کنویں میں بہتر اور دیو شیشہ میں اچھا ہے

چو سر زیر سنگ تو دارد بکوب

بلکہ جب کہ تیرے پتھر کے نیچے اسکا سر تو پتھر سے کچل دے

قلم بہتر اور ا بشمشیر دست

اسکے ہاتھ تلوار سے کاٹ دینے اچھے ہیں

تراہی برد تا بہ آتش ہا

وہ تجکو لیجاتا ہے کہ دوزخ میں ڈالے

مہ بر مجو انش کہ دد بخت است

اسکو وزیر مت کہہ کیونکہ وہ بد بخت آدمی ہے

کہ توفیر ملک است تدبیر رائے

کہ تدبیر اور عقل ملک کی ترقی ہے

مضاف و مضاف الیہ ملکر مفعول ہوا بجاستہ جار مجرور متعلق فعل فعل فاعل و مفعول و متعلق کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معلول ہوا کا فی علت

باب سوم در عشق

خوشا وقت شوریدگان غمش — اگر ریش بینند و گر مرهمش

خدا کے عاشقوں کا حال بہت ہی اچھا ہے — خواہ زخم دیکھیں یا اسکا مرہم

گدایانی از پادشاہی نفور — بامیدش اندر گدائی صبور

وہ دنیا کی بادشاہی سے نفرت کرنے والے فقیر ہیں — اسکے وصال کی امید پر گدائی میں صابر

دمادم شراب الم در کشند — وگر تلخ بینند دم در کشند

دم بدم عشق الٰہی کے درد کی شراب پیتے ہیں — اور اگر انہیں تکلیف کڑوی ہو تو چپ رہتے ہیں

بلائے خمارست در عیش مل — سلحدار خارست با شاہ گل

شراب کے عیش میں توڑ کی بلا ہے — پھول کے بادشاہ کے ساتھ کانٹے کا سپاہی ہمراہ

نہ تلخ است صبری کہ بر یاد اوست — کہ تلخی شکر باشد از دست دوست

جو صبر اسکی یاد میں ہے وہ کڑوا نہیں — کیونکہ دوست کے ہاتھ کی کڑوی چیز بھی میٹھی ہوتی ہے

اسیرش نخواہد رہائی ز بند — شکارش نجوید خلاص از کمند

اسکا قیدی قید سے چھٹکارا نہیں چاہتا — اسکا شکار کمند سے رہائی نہیں چاہتا

۷۹

سلاطین عزلت گدایان حی
وہ گوشہ نشین بادشاہ اور خدا کے فقیر

منازل شناسان گم کردہ پی
اور معرفت الٰہی کی منزلوں کے پہچاننے والے کھوج گم کرکے

دلا مستِ کشانند مستان یار
یارکے دیدار کے مشتاق عمر کی ملامت کھینچنے والے ہیں

سبک تر برد اشتر مست بار
مست اونٹ بہت تیزی سے بوجھ لیجاتا ہے

بسر وقت شان خلق کی رہ برند
خلقت انکے راز پر کب واقف ہوسکتی ہے

کہ چون آب حیوان بظلمت درند
کیونکہ وہ آب حیات کی طرح اندھیری میں ہیں

چو بیت المقدس درون پر ز تاب
بیت المقدس کی طرح انکا باطن معرفت کی روشنی سے بھرا ہے

رہا کردہ دیوار بیرون خراب
اور باہر کی دیوار خراب چھوڑے ہوئے ہیں

چو پروانہ آتش بخود در زنند
پروانہ کی مانند اپنے آپ عشق الٰہی کی آگ میں ڈالتے ہیں

نہ چون کرم پیلہ بخود در تنند
ریشمی کیڑے کی طرح اپنے اوپر جالا نہیں بنتے

دلارام در بر دلارام جوی
معشوق بغل میں رکھتے ہیں اور معشوق کی تلاش میں ہیں

لب از تشنگی خشک بر طرف جوی
ندی کنارے بیٹھے ہیں اور پیاس سے خشک لب ہیں

نگویم که بر آب قادر نیند	که بر ساحل نیل مستسقی اند
میں نہیں کہتا کہ وہ پانی میں قدرت نہیں رکھتے	بلکہ نیل کے کنارے پر جیسے پیاسے ہیں

حکایت در اشتغال اہل محبت

چنین دارم از پیر داننده یاد	که شوریده سر بصحرا نهاد
پیر و مرشد سے میں ایسی بات یاد رکھتا ہوں	کہ ایک خدا کا عاشق یا حق میں جنگل میں نکل گیا
پدر در فراقش نخورد و نخفت	پسر را ملامت بکردند گفت
باپ نے اسکی جدائی میں نہ کھایا اور نہ سویا	لوگوں نے لڑکے کو ملامت کی اور لڑکے نے کہا
از آنگه که یارم کس خویش خواند	دگر با کسم آشنائی نماند
جب سے خدا نے مجھ کو اپنا آدمی کہا ہے	تب سے مجھ کو کسی کے ساتھ محبت نہیں رہی ہے
بحقش که تا حق جمالم نمود	دگر هرچه دیدم خیالم نمود
اسکے حق کی قسم کہ جب سے خدا نے مجھ کو اپنا جمال دکھایا	تب سے جو کچھ میں نے دیکھا مجھ کو خیال دکھلائی دیا

۸۰

٨١

نشد گم که روی از خلایق بتافت | که گم کردهٔ خویش را باز یافت

جو شخص گم نہوا جس نے خلقت کی صحبت سے منہ پھیر لیا | بلکہ اسنے اپنے کھوئے ہوئے معبود کو پھر حاصل کیا

پراگندگانند زیر فلک | که هم دد توان خواندشان هم ملک

بہت سے عشق الٰہی کے دیوانے آسمان کے نیچے ایسے ہیں | کہ انکو ظاہر میں درندے اور حقیقت میں فرشتے کہہ سکتے ہیں

ز یاد ملک چون ملک نارمند | شب و روز چون دد ز مردم رمند

خدا کی یاد سے فرشتوں کی طرح ایکدم آرام نہیں پاتے | رات دن درندوں کیطرح آدمیوں سے بھاگتے ہیں

قوی بازوانند کوتاه دست | خردمند شیدا و هشیار مست

اصل میں قوی بازو اور ظاہر میں کم طاقت | اور باطن میں عقلمند اور ہشیار اور ظاہر میں دیوانے اور

گه آسوده در گوشهٔ خرقه دوز | گه آشفته در مجلسی خرقه سوز

کبھی آرام کونے میں بیٹھکر گدڑی سینے لگتے ہیں | اور کبھی گھبرا کر سماع کی مجلس میں گدڑی جلا دیتے ہیں

نه سودای خودشان نه پروای کس | نه در کنج توحیدشان جای کس

نہ انکو اپنا خیال ہے اور نہ کسی کی پروا | اور نہ انکی توحید کے کونے میں کسی ماسوا اللہ کی جگہ ہے

خو مضاف الیہ ملکر مجرور ہوا جار مجرور متعلق فعل یا خبر۔ فعل ناقص اسم و خبر و متعلق کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا یا جملہ اول معطوف علیہ و ثانی معطوف

پریشیدہ عقل و پراگندہ ہوش
وہ پریشان عقل اور پراگندہ ہوش ہیں

ز قول نصیحت گر آگندہ گوش
اور ناصح کے کلام سے اُنکے کان بھرے ہیں

بط ار یا نخواہد شدن بط غریق
بطخ دریا کے اندر کبھی نہ ڈوبتی

سمندر چہ داند عذاب الحریق
سمندر آگ کا کیڑا آگ کو عذاب کیا سمجھے

تہیدست مردان پُر حوصلہ
وہ تہیدست پر حوصلہ لوگ

بیاباں نوردان بے قافلہ
قافلہ کے بغیر جنگلوں کو طے کرتے ہیں

ندارند چشم از خلائق پسند
خلقت سے پسند کی امید نہیں رکھتے

کہ ایشاں پسندیدۂ حق بسند
کیونکہ وہ خدا کے پسند کیے ہوئے کافی ہیں

پُر از میوہ و سایہ ور چوں رزند
انگور کی طرح سایہ ور اور معرفت کی میوہ سے پُر

نہ چوں ما سیہ کار و ازرق رزند
ہماری طرح گنہگار اور سیاہ لباس نہیں ہیں

بخود سر فرو بردہ ہمچوں صدف
سیپ کی طرح اپنے میں سر گھسوئے ہوئے ہیں

نہ مانند دریا بر آوردہ کف
دریا کی طرح جھاگ نکالے ہوئے نہیں

نہ مردم ہمیں استخوانند و پوست
یہ ہڈیاں اور چمڑہ ہی آدمی نہیں

نہ ہر صورتے جان معنی در وست
اور نہ ہر جسم میں باطن کی جان ہے

نہ سلطان خریدار ہر بندہ ایست
نہ در زیر ہر ژندہ زندہ ایست

بادشاہ ہر غلام کا خریدار نہیں ہوتا
اور نہ ہر گدڑی کے اندر زندہ دل درویش ہوتا ہے

اگر ژالہ ہر قطرہ در شدے
چو خر مہرہ بازار ازو پر شدے

اگر ابر نیساں کا ہر قطرہ موتی بنجایا کرتا
تو کوڑیوں کی طرح اس سے بازار بھر جاتے

چو غازی بخود بر نہ بندد پاے
کہ محکم رود پاے چوبیں ز جاے

وہ بازیگر کیطرح اپنی لکڑی کے پانو نہیں لگاتے
کیونکہ لکڑی کا پانو جگہ سے ضرور پھسل جاتا ہے

حریفان خلوت سرا الست
بیک جرعہ تا نفخہ صور مست

الست کی خلوت سرا کے شراب پینے والے
ایک گھونٹ میں صور کے پھونکنے تک مست ہیں

بہ تیغ از غرض بر نگیرند چنگ
کہ پرہیز و عشق آبگینہ ست و سنگ

تلوار کے ساتھ بھی مطلب سے ہاتھ نہیں اٹھاتے
کیونکہ پرہیز اور عشق مثال شیشہ اور پتھر کے ہیں

حکایت در صبر و ثبات

چنین نقل دارم ز مردان راہ
میں خدا کے رستہ کے مردوں اور اسکے فقیروں

فقیران منعم گدایان شاہ
اور اسکے درویشوں کی ایک نقل بیان کرتا ہوں

که پیرے بدریوزہ شد بامداد
کہ ایک بوڑھا درویش صبح کے وقت مانگنے کو گیا

در مسجدے دید و آواز داد
اسنے ایک مسجد کا دروازہ دیکھکر آواز دی

یکے گفتش اینخانہ خلق نیست
ایک شخص نے اسکو کہا کہ یہ خلقت کا گھر نہیں ہے

کہ چیزے دہندت بشوخی مایست
کہ کچھ تجھکو دینگے شوخی سے یہاں مت کھڑا ہو

بپرسید کین خانہ کیست پس
اسنے پوچھا پس یہ کس کا گھر ہے

کہ بخشائشے نیست بر حال کس
کہ اسکو کسی کے حال پر رحم ہی نہیں ہے

بگفتا خموش این چہ لفظ خطاست
اسنے کہا چپ رہ یہ کیا واہیات بولتا ہے

خداوند خانہ خداوند ماست
اس گھر کا مالک تو ہم سب کا مالک ہے

نگہ کرد قندیل و محراب دید

جب اسنے اسطرف نگہ کی تو قندیل اور محراب کو دیکھکر

بسوز از جگر نعرہ بر کشید

جگر سے جلنے کے ساتھ ایک آواز ماری

کہ حیف است ازینجا فراتر شدن

اور کہا کہ اسجگہ سے خالی جانا افسوس

دریغ است محروم ازین در شدن

اور اس دروازہ سے محروم جانا حسرت ہے

نرفتم نومیدی از ہیچ کوے

میں کسی گلی سے نا امید ہو کر نہیں گیا

چرا از در حق روم زرد روے

خدا کے دروازہ سے کیوں محروم جاؤں

ہم اینجا کنم دست خواہش دراز

میں اسی جگہ اپنی خواہش کا ہاتھ پھیلاتا ہوں

کہ دانم نگردم تہیدست باز

کیونکہ جانتا ہوں کہ یہاں سے خالی نجاؤنگا

شنیدم کہ سالے مجاور نشست

میں نے سنا کہ ایک مدت تک اس جگہ رہا

چو فریاد خواہان بر آوردہ دست

اور فریادیوں کی طرح ہاتھ پسارے بیٹھا رہا

شبے پاے عمرش فرو شد بگل

ایکرات اسکی عمر کا پاؤں کیچڑ میں دہنسا یعنی مرنے لگا

طپیدن گرفت از ضعیفیش دل

اور ضعیفی کے سبب سے اسکا دل بیقرار ہونے لگا

سحر برد شخصے چراغش بسر

صبح صادق کے وقت ایک شخص کے پاس چراغ آگیا

ہمیگفت غلغل کناں از فرح

وہ درویش فرط خوشی سے شور مچاتا ہوا کہتا تھا

رہی دیدہ از دود چون چراغ سحر

صبح کے چراغ کی طرح اسکی ایک مدت جان باقی رہی دیکھی

و من دق باب الکریم انفتح

کہ جسنے سخی کا دروازہ کھٹکھٹایا کھل گیا

طلبگار باید صبور و حمول

عاشق صابر اور متحمل چاہیے

کہ نشنیدہ ام کیمیاگر ملول

کیونکہ میں نے کبھی نہیں سنا ہے کہ کیمیاگر رنجیدہ ہوا ہو

چہ زرہا بخاک سیہ در کنند

کیمیاگر بہت سا زر یہ راکھ میں ملا دیتا ہے

کہ باشد کہ روزے مسی زر کنند

اس امید پر کہ شاید تانبے کو کبھی سونا بنالیں

حکایت در معنی آنکہ طالب صادق بجفا برنگردد

شنیدم کہ پیرے شب زندہ داشت

سنا کہ ایک پیر تمام رات خدا کی یاد میں جاگتا تھا

سحر دستہائے دعا بر فراشت

اور صبح کو دعا کا ہاتھ خدا کی درگاہ میں اٹھایا

یکے ہاتف انداخت در گوش پیر

ایک فرشتہ نے غیب سے پیر کے کان میں آواز دی

برو کہ در دعای تو مقبول نیست

اس دروازے پر تیری دعا مقبول نہیں ہے

شبے دیگر از ذکر و طاعت نخفت

دوسری رات بھی ذکر الہی اور بندگی کرنے سے نہ سویا

چو دیدی کز آں روے بستہ است در

کہ جب تو نے دیکھا کہ خدا کیطرف کا دروازہ بند ہے

بدیباچہ بر اشک یاقوت فام

سرخ آنسو رخساروں پر (اس نے)

چکید اگر وہے عناں بر شکست

اگر اسنے میری طرف سے اپنی مہربانی کی باگ پھیری

کہ بیحاصلی رو سر خویش گیر

کہ تو اس درگاہ سے محروم ہے جا اپنا کام کر

بخواری برو یا بزاری بایست

محرومی سے جا یا بیفائدہ کھڑا ہو

مریدے ز حالش خبر داشت گفت

ایک مرید جو اسکے حال سے واقف تھا اسنے کہا

بہ بیحاصلی سعی چندیں مبر

تو تو بیفائدہ اتنی کوشش مت کر

بحسرت ببارید و گفت اے غلام

افسوس سے بہائے اور کہا کہ اے لڑکے

کہ من باز دارم ز فتراک دست

تو تو یہ گمان مت کر کہ میں اسکی شکار بند سے ہاتھ

نومیدی آنگه بگرویدے
میں اسوقت اس دروازہ سے ناامید ہو کر پھر جاتا

گزیں به در دیگرے دیدے
جب میں اُس سے بہتر کوئی اور دروازہ دیکھتا

چو خواہندہ محروم گشت از درے
جب مانگنے والا فقیر ایک دروازہ سے محروم ہو گیا

چہ غم گر شناسد در دیگرے
اگر اسکو دوسرا دروازہ ملجائے تو کچھ فکر نہیں ہے

شنیدم کہ راہم در ہیچ کوئے نیست
سنا ہے کہ اس گلی میں میرا رستہ نہیں

ولے ہیچ راہے دگر روی نیست
لیکن کوئی رستہ دوسری طرف بھی نہیں ہے

دریں بود سر بر زمین خدا
اس خیال میں خلوص عبادت کی زمین پر سر رکھے ہوئے تھا

کہ گفتند در گوشِ جانش ندا
کہ اسکی جان کے کان میں یہ آواز آئی

قبولست گرچہ ہنر نیستش
اسکا عجز اور نیاز قبول ہے اگرچہ اسکے اندر ہنر نہیں

کہ جز ما پناہے دگر نیستش
کیونکہ ہمارے سوا اسکو کوئی پناہ نہیں ہے

حکایت

یکے در نشاپور دانی چہ گفت

تو جانتا ہے کہ ایک شخص نے نیشاپور میں کیا کہا

توقع مدار اے پسر گر کسے

ای لڑکے اگر تو آدمی ہے تو یہ امید مت رکھ

سمیلان جو بر نگیرد قدم

جو کہ خود رو پودے پہل نہ لاویں ۔

طمع دار سود و بترس از زیاں

فائدہ کی طمع رکھ اور نقصان سے ڈر

چو فرزندش از فرض خفتن بخفت

جب اسکا بیٹا عشا کی نماز پڑہنے بدون گیا

کہ بے سعی ہرگز بجائی رسی

کہ تو محنت اور کوشش بدون کسی مرتبہ پر پہنچیگا

وجودیست بے منفعت چوں عدم

بے نفع وجود نابید کی مثل ہے ۔

کہ بے بہرہ باشند فارغ زیاں

کیونکہ نقصان سے بیفکر رہنے والی بے نصیب رہتی ہیں

حکایت

یکم روز بر بندۂ دل بسوخت

ایک روز ایک غلام کے اوپر مجھے بہت رحم آیا

کہ میگفت و فرزندش میفروخت

کہ وہ غلام کہتا تھا اور اسکا مالک اسکو بیچتا تھا

ترا بنده از من به افتد بسے	مرا چون تو خواجه نباشد کسے
کہ تجکو تو میرے سے اچھا غلام ملجائیگا	لیکن مجکو تیرے جیسا کوئی مالک نہ ملیگا

حکایت در معنی قدم درست مرداں

قضارا من و پیری از فاریاب	رسیدیم در خاک مغرب باٰب
اتفاق سے میں و فاریاب کا ایک بوڑھا درویش	دونو مغرب کے ملک میں دریا کے کنارے پہنچے
مرا یکدرم بود و بردا شتند	بکشتی و درویش بگذاشتند
میرے پاس ایک روپیہ تھا جبھی تو ملاحوں نے	کشتی میں بٹھالیا اور اس فقیر کو چھوڑ دیا
سیاہان براندند کشتی چو دود	کہ آن ناخدا ناخدا ترس بود
حبشی نوکروں نے دہوئیں کیطرح کشتی چلائی	کیونکہ وہ کشتی کا مالک بڑا بے رحم تھا
مرا گریہ آمد ز تیمار جفت	بران گریہ قہقہہ بخندید و گفت
جوڑے کی غمخواری کے سبب میں رونے لگا	وہ فقیر میرے رونے پر کہلکہلا کی ہنسا اور کہنے لگا

مخمور غم برائے من ای پر خرد
اے عقلمند میرا فکر نہ کر

بگستر و سجادہ بر روئے آب
اُس درویش نے پانی کے اوپر مصلیٰ بچھایا

زدند ہو شیم دیدہ آں شب نخفت
اُس حیرانی میں اُس رات میری آنکھ نہ لگی

عجب ماندی اے یار فرخندہ رائے
کہ اے مبارک عقل یار تو اسبات سے تعجب میں ہے

چرا اہل دعوی بدیں نگروند
کسواسطے مدعی تصدیق نہیں کرتی

نہ طفلی کز آتش ندارد خبر
جو لڑکا کہ آگ کی خبر نہیں رکھتا

مرا آنکس آرد کہ کشتی برد
مجکو وہ شخص لاویگا جو کشتی کیجاتا ہے

خیالست پنداشتم یا بخواب
میں نے گمان کیا کہ یہ خیال ہے یا خواب

نگہ بامدادان بمن کرد و گفت
صبح ہی اس درویش نے میری طرف نگاہ کی کہا

ترا کشتی آورد و ما را خدائے
کہ تجکو کشتی لائی اور ہم کو خدا

کہ ابدال در آب و آتش روند
کہ ابدال پانی میں اور آگ میں چلتے ہیں

نگہدارش مادر مہرور
اُسکی محبت والی ماں اسکو بچا رکھتی ہے

پس آنانکه در وجد مستغرق‌اند | چنین داں که منظور عین الحقند
بس جو لوگ کہ عشق الٰہی کے اندر ڈوبے ہوئے ہیں | تو انکو ایسا جان کہ وہ خدا کی آنکھ کے منظور ہیں

نگہدارد از تابِ آتش خلیل | چو تابوتِ موسیٰ ز غرقابِ نیل
خدا تعالیٰ نے ابراہیم کو آگ کے جلنے سے بچایا | اور ایسا ہی موسیٰ کے صندوق کو نیل کے ڈوبنے سے

چو کودک بدستِ شناور بر است | نترسد وگر دجلہ پہناور است
جب لڑکا تیرنے والے کے ہاتھ میں ہے | تو وہ نہیں ڈرتا اگرچہ دجلہ چوڑا ہو

تو بر روے دریا قدم چون زنی | چو مرداں کہ بر خشک تر دامنی
تو مردانِ خدا کی طرح دریا پر کسطرح چلسکتا ہے | جبکہ تو خشکی پر ہزاروں گناہ میں آلودہ ہے

گفتار در معنی ہیچی وجود ممکنات بروے ہستی حق تعالےٰ

رہِ عقل جز پیچ بر پیچ نیست | بر عارفاں جز خدا ہیچ نیست
عقل کا رستہ پیچ در پیچ ہے اس سے معرفت حاصل | عارفوں کے نزدیک خدا کے سوا سب چیزیں ہیچ ہیں

توان گفتن این با حقایق شناس | ولے خردہ گیرند اہل قیاس

ہم یہ بات عارفوں ہی سے کہہ سکتے ہیں | لیکن حکمت کے لوگ اس بات پر عیب پکڑتے ہیں

کہ پس آسمان و زمین چیستند | بنی آدم و دام و دد کیستند

کہ پس آسمان اور زمین کیا ہیں | آدمی بچے اور وحشی اور درند کون ہیں

پسندیدہ پرسیدی ای ہوشمند | بگویم گر آید جوابت پسند

اے عقلمند تو نے بہت اچھا سوال کیا | میں بیان کرتا ہوں اگر تجھکو جواب پسند ہو

کہ ہاموں و دریا و کوہ و فلک | پری آدمی زاد و دیو و ملک

کہ جنگل اور دریا اور پہاڑ اور آسمان | پری اور آدمی بچے اور شیطان اور فرشتے

ہمہ ہرچہ ہستند از آں کمترند | کہ با ہستیش نام ہستی برند

یہ تمام چیزیں اگرچہ ہست ہیں لیکن اس سے کمتر ہیں | کہ خدا کی ہستی کے آگے اپنی ہستی کو خیال میں لاویں

عظیمست پیش تو دریا بموج | بلندست گردون گردان باوج

تیرے نزدیک موجوں والا سمندر بہت بڑا ہے | اور پھرنے والا آسمان بلندی میں بہت بلند ہے

ولے اہل صورت کجا پے برند	کہ ارباب معنی بملکے برند
لیکن ظاہر والے لوگ اسبات پر رستہ کہاں پائیں	اسواسطے کہ باطن والی ایک اور ہی ملک میں ہیں
کہ گر آفتابست یک ذرہ نیست	وگر ہفت دریاست یک قطرہ نیست
کہ اگر آفتاب ہے تو ایک ذرہ نہیں	اور اگر سات سمندر ہیں تو وہ بھی ایک قطرہ نہیں
چو سلطان عزت علم برکشد	جہاں سر بجیب عدم درکشد
جب خدا تعالے اپنے جلال کو ظاہر کرے	تمام جہاں اسی وقت ناپید ہو جاوے

حکایت گزشتن دہقان با پسر در لشکر سلطان

رئیس دہے با پسر در رہے	گزشتند بر قلب شاہنشہے
ایک گنوکا چودہری اور اسکا لڑکا رستہ میں	ایک بادشاہ کی قلب کی فوج پر جا نکلے
پسر چاوشان دید تیغ و تبر	قباہائے اطلس کمرہائے زر
لڑکے نے لشکر کے نقیب اور تلوار تبر والے سپاہی	اطلس کی قبا پہنے اور سنہری پٹکا باندھے ہوئے دیکھے

یلانِ کماندارِ نخچیر زن	غلامان ترکش کش تیر زن
شکاری کماندار پہلوان	اور ترکش کے کھینچنے والے تیر کے مارنیوالے غلام
یکے در برش پرنیانی قباہ	یکے بر سرش خسروانی کلاہ
ایک گروہ پرنیاں کی قبا پہنے ہے	اور ایک گروہ سر پر بادشاہی تاج رکھے ہے
پسر کاں ہمہ شوکت و پایہ دید	پدر را بغایت فرومایہ دید
جب لڑکے نے یہ تمام دبدبہ اور مرتبہ دیکھا	باپ کو انکے سامنے بہت ہی ہلکا سمجھا
کہ حالش بگردید و رنگش بریخت	ز ہیبت بہ بیغولہ در گریخت
کہ اسکا حال بدل گیا اور اسکا رنگ جاتا رہا	ڈر کے مارے ایک کونے میں بھاگ گیا
پسر گفتش آخر بزرگ دہ	بسرداری از سر بزرگاں مہی
لڑکے نے اسکو کہا آخر تو بھی ایک گانو کا چودھری ہے	اور سرداری میں اکثر سرداروں سے بڑا ہے

چہ بودت کہ از جان بریدی اُمید
تجکو کیا ہوا جو تو نے جان سے اُمید کاٹی

بلرزیدی از بادِ ہشت چو بید
اور خوف کی ہوا سے بید کیطرح کانپنے لگا

پدر گفت سالار و فرماندہم
باپ نے کہا میں بیشک سردار اور حکم دہندہ ہوں

ولے عزتم ہست تا در دہم
لیکن میری عزت جبھی تک ہے کہ جبتک میں

بزرگان ازاں ہشت آلودہ اند
بزرگ لوگ اسی سبب سے خوفناک ہیں

کہ در بارگاہِ ملک بودہ اند
کہ وہ خدا تعالی کے دربار میں رہتی ہیں

تو اے بیخبر ہمچناں دہی
اے بیخبر تو بھی اُس جگہ دہری کی طرح ابھی ہے گانو میں

کہ بر خویشتن منصبے مے نہی
جو تو اپنے آپ پر کچھ مرتبہ رکھتا ہے

نگفتند حرفے زبان آوراں
اہل سخن نے کوئی ایسی بات نہیں کی

کہ سعدی نگوید مثالے بر آں
کہ سعدی نے اُسکی مثال نہ کہی ہو

حکایت کرمکِ شب تاب

مگر دیدہ باشی کہ در باغ و راغ

شاید تو نے دیکھا ہوگا کہ باغ اور جنگل میں

بتابد بشب کرمکی چون چراغ

ایک کیڑا رات کو چراغ کی طرح چمکتا ہے

یکے گفتش اے کرمک شب فروز

ایک شخص نے اسکو کہا اے رات کے چمکنے والے کیڑے

چہ بودت کہ بیرون نیائی بروز

تجھکو کیا ہوا کہ تو دن کو باہر نہیں نکلتا

ببین کاتشیں کرمک خاک زاد

تو دیکھ اس چمکنے والے خاکی پیدا شدہ کیڑے نے

جواب از سر روشنائی چہ داد

دانائی سے کیا اچھا جواب دیا

کہ من روز و شب جز بصحرا نیم

کہ میں رات اور دن جنگل کے سوا کہیں نہیں رہتا

ولے پیش خورشید پیدا نیم

لیکن سورج کی روشنی کے آگے معلوم نہیں ہوتا

حکایت دانشمند با اتابک سعد بن زنگی غفر اللہ لہما

ثنا گفت بر سعد زنگی کسے

سعد زنگی کے پاس ایک درویش نے اسکی تعریف بیان کی

کہ بر تربتش باد رحمت بسے

کہ اسکی قبر پر رحمت بہت نازل ہو

درہم داد و تشریف و بنواختش
بادشاہ نے سیپہ اور خلعت دیکر اسکو نوازا

بقدر ہنر پایگاہ ساختش
اور ہنر کے اندازہ کے موافق اسکا مرتبہ بلند کیا

چو الحمد بس بر پر نقش زر
جب اس خلعت پر سنہری حرفوں سے الحمد لکھا دیکھا

بشورید و برکند خلعت ز بر
گھبرایا اور خلعت بدن سے اتار کر پھینکدیا

ز سوزش چنان شعلہ در جان گرفت
شوق سے اسکے بدن میں ایسی آگ بھڑکی

کہ بر جست و راہ بیابان گرفت
کہ وہاں سے اٹھکر جنگل کو نکل گیا

یکے گفتش از ہمنشینان دشت
ایک شخص نے جنگل کی ہمنشینوں میں سے اسکو کہا

چہ دیدی کہ حالت دگرگونہ گشت
تونے بادشاہ کی کچہری میں کیا دیکھا تھا کہ

تو اول زمین بوسہ دادی سہ جای
تونے پہلے تین جگہ بادشاہ کی دہلی کو چوما

نبایستی آخر زدن پشت پای
پھر خلعت اور سیپہ و مرتبہ کو لات مارنی چاہئے تھی

بخندید کاول زبیم و اُمید
اُس فقیر نے ہنسکر کہا کہ پہلے اُمید اور خوف سے

همی لرزه بر تن فتادم چو بید
میرے بدن پر بید کی طرح کپکپی چڑھی

بآخر ز تمکین الد لبس
آخر الد لبس کے مرتبہ سے میری آنکھہ میں

نه چیزم بچشم اندر آمد نه کس
نہ بادشاہ کچھہ دکھلائی دیا نہ خلعت کا روپیہ

حکایت مردم حق شناس

بشهرے در از شام غوغا فتاد
ملک شام کے ایک شہر میں شور مچ گیا

گرفتند پیرے مبارک نهاد
ایک مبارک ذات بوڑہے کو کسی تہمت میں گرفتار کیا

هنوز آن حدیثم بگوش اندر است
ابتک اُس بوڑہے کی وہ بات میرے یاد ہے

چو قیدش نهادند بر پا و دست
کہ جب اُسکے ہاتھہ اور پانو میں بیڑی ڈالی

که گفت ار نه سلطان اشارت کند
تو اُسنے کہا اگر خدا تعالے میری خواری کا اشارہ نکرے

کرا زهره باشد که غارت کند
تو کسکی طاقت ہے کہ میرے اوپر ظلم کرے

بیاید چنین دشمنے دوست داشت

ایسے دشمن کو بھی دوست سمجھنا چاہیے

کہ میدانمش دوست بر من گماشت

جسکو میں جانتا ہوں کہ اسکو میرا اوپر دوست نے مقرر کیا

اگر عز و جاہست و گر ذل و قید

اگر عزت اور مرتبہ ہے یا خواری اور قید

من از حق شناسم نہ از عمرو زید

سب میں خدا کی طرف سے سمجھتا ہوں عمرو زید کی

ز علت مدار اے خردمند بیم

اے عقلمند بیماری کا کچھ فکر مت کر

چو دارو بہ تلخی فرستد حکیم

جب حکیم تیری واسطے کڑوی دوا تجویز کرے

بخور ہرچہ آید ز دست حبیب

جو کچھ دوست کے ہاتھ سے پہنچے اسکو خوش ہو کر کھا

نہ بیمار داناترست از طبیب

کیونکہ بیمار حکیم سے زیادہ عقلمند نہیں ہے

تمام شد باب دوسوم

تاریخ طبعزاد منشی محمد وزیر خاں صاحب مدرس پنجور علاقہ سرکار مہاراجہ پٹیالہ

ترکیب و ترجمہ چو محمد بلال کرد — اوراق بوستاں ہمہ گلہائے باغ شد

ایں طالبانِ علم را روشن چراغ شد — تاریخ طبع گفت رہ ترکیب و ترجمہ

پوشید بوستاں چو قبائے بلال شیخ — بستانِ زبوستاں چنیں داغ داغ شد

تاریخ طبعزاد شاعر بیمثال چودھری کنھیالال المتخلص بہ شریر متوطن قصبہ بلاسپور ضلع انبالہ

چو شد تالیف ایں ترکیبِ شیریں — شریر جاں نثار از راہِ تاریخ

کہ از وصفش جہاں عذب البیانست — بگفتا نو بہارِ بوستان است

تاریخ طبعزاد شیخ غلام قادر صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ اعظم سامانہ حال مدرس پنجور علاقہ مہاراجہ پٹیالہ

ساقی پلا وہ جام کہ ہو جس سے قہقہا — مدت کے بعد بادِ صبا نے یہ دی خبر

یعنی بلال شیخ نے پی پی کے خونِ دل — پوچھا جو سالِ طبع تو ہاتف نے یہ کہا

ہے آج وصلِ گل سے عنادل میں چہچہا — سعدی کی بوستاں میں گلِ تر ہے اک کھلا

لکھا ہے بوستان کا ترکیب و ترجمہ — ہے باشگفتہ واہ چہ ترکیب و ترجمہ

قطعہ تاریخ طبعزاد شاعر بیمثال میر الفت علی ابن سید صفدر علی صاحب محافظ دفتر عدالت کسولی ضلع شملہ

ختم ترکیبِ بوستاں چو نمود — گفت تاریخِ او چناں گویا

مشفقی - کو بود علیم و عقیل — وہ چہ ترکیب کرد لاتمثیل

ولہ

جب فضلِ خدا سے ختم ترکیب ہوئی — تاریخ کی فکر تھی کہ گویا نے کہا

سب نے یہ کہا کہ ہے عجایب ترکیب — بے مثل ہے بوستاں کی صائب ترکیب

ولہ

جو ختم ترکیب بوستاں کی محمد بلال شیخ نے کی — خیالِ تاریخ تھا جو کہا یہ دل نے زروئے الفت

کہ جس نے دیکھی کہا یہ فوراً بہار گلزار بیخزاں ہے — پسند والا بوجہ احسن کتاب ترکیب بوستاں ہے

قطعہ تاریخ طبعزاد منشی عبد الرحیم ابن منشی محمد بلال طالب علم مدرسہ کالکا ضلع شملہ

ایسی ترکیب بوستاں آساں — خود بہ تاریخ کہہ اٹھا ہاتف

لکھی جس سے نہ مشکلات رہی — کیا ہی ترکیب بے نظیر کہی

اطلاع

اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ حل ترکیب بوستاں باب دوم و سوم معہ ترجمہ اردو با محاورہ باہتمام کارپردازان مطبع احمدی دہلی چوتھی دفعہ چھپکر تیار ہوگئی۔ راقم کے پاس جسقدر کتابیں راقم یا راقم کے دوستوں کی تالیف کی ہوئی موجود ہیں۔ اُنکی فہرست شائقانِ علم کے لئے مع تشریح قیمت بلا محصول ڈاک درج ذیل ہے۔ جس صاحب کو مطلوب ہوں راقم یا برادر راقم منشی کرم بخش صاحب مدرس اوّل پرائمری سکول قصبۂ بلاسپور ضلع انبالہ سے قیمت نقد بھیجکر منگالیں۔ دو روپیہ کے خریدار کو محصول ڈاک معاف اور پانچ روپے کے خریدار کو ۲۰ فیصدی کمیشن ملیگا مگر اس صورت میں محصول ڈاک خریدار کو دینا ہوگا۔ یہ کتاب رجسٹری شدہ ہے۔ ہر ایک پر مؤلف یا برادر مؤلف منشی کرم بخش صاحب کے دستخط قلمی یا مہر ثبت ہیں جسپر نہونگے وہ مال مسروقہ متصور ہوگا۔

نام کتاب	قیمت
حل ترکیب گلستاں باب اول معہ ترجمہ اردو مؤلفہ محمد بلال	۵ر
" باب دوم مؤلفہ "	۴ر
" باب سوم سے آخر تک "	۱۱ر
" بوستاں باب اول مؤلفہ "	۵ر
" باب دوم و سوم "	۵ر
حل رسالہ حساب حصہ اول سائم صاحب مؤلفہ منشی محمد...	۸ر
" حصہ دوم	۱۰ر
جغرافیہ ہند مؤلفہ "	۲ر
شمس الترکیب "	۲ر
فارسی کی پہلی کتاب کا ترجمہ مؤلفہ مولوی محمود الحسن صاحب مدرس سنسکرت سکول دہلی	۱ر
فارسی کی دوسری کتاب کا ترجمہ مؤلفہ "	۱ر
منتخب گلستاں کے پہلی دو باب کا ترجمہ مؤلفہ "	۲ر
قواعد اردو کا خلاصہ بطور سوال و جواب مؤلفہ	۲ر
مصادر مصدر فیوض بطور سوال و جواب مع صیغہ مصادر	۲ر
اسکی بعد کا حصہ آخر تک پرائمری کی پانچویں جماعت کی لئے زیر طبع ہی	

نام کتاب	قیمت
محمود المصادر مؤلفہ مولوی محمد محمود حسین صاحب مدرس سنسکرت سکول دہلی	۵ر
	۴ر
محمود الحساب حصہ اول مؤلفہ "	۱۱ر
" حصہ دوم مع حل مؤلفہ "	۵ر
زبان العرب جسمیں عرب کے معتبر ۲۲ نقشے ہیں	۵ر
اتالیق انگلش حصہ دوم	۸ر
نقشہ ہند کل رنگین جو صحیح ہوکر پھر چھپا ہے	۱۰ر
نقشہ پنجاب حدود رنگین "	۲ر
حل مساحت سائم صاحب مؤلفہ منشی گنگا گر صاحب	۲ر
فرہنگ سرمایہ خرد	
" گنجینہ خرد	۱ر
" ڈکس ریڈرز	۲ر
" پیرسن ریڈر	۲ر
آئینہ سکندری خلاصہ مساحت ٹاڈ ہنٹر صاحب	۲ر
فرہنگ نصاب حصہ اول	
رسالہ ترکیب فارسی جس کی پہلے قیمت ۴ر تھی اب کم کردیگئی	

نام کتاب	قیمت
ترجمہ ڈکس ریڈر	۴ر
ریاض جہانگیری نمبر ۱	۴ر
" " نمبر ۲	۴ر
جغرافیہ پنجاب مؤلفہ اگر سین	۲ر
" ایشیا "	۲ر
" جماعت پنجم "	۲ر
نقشہ ہند و پنجاب و یورپ ایشیا افریقہ امریکہ شمالی و جنوبی فی	۲ر
خوردبین عالم ایشیا یورپ و افریقہ امریکہ شمالی و جنوبی فی	۸ر
زبانی حساب مؤلفہ مولوی رحیم بخش صاحب	۴ر
خلاصہ تاریخ لتھبریج	۳ر
بہار بوستاں ہفت گنجور بہار	[illegible]
سرمایہ ترکیب مؤلفہ مولوی مظفر علی صاحب	۳ر
رہنمائے ترکیب مؤلفہ "	۱ر
دنیا کا مختصر جغرافیہ مؤلفہ منشی اگر سین صاحب	۲ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

حکایت

یکے دیدم از عرصۂ رود بار
میں نے ایک شخص کو رود بار کے میدان میں دیکھا

کہ پیش آمدم بر پلنگے سوار
کہ چیتے پر چڑھا ہوا میرے سامنے آیا

چنان ہول از آں حال بر من نشست
اُس حال سے مجھپر ایسا خوف غالب ہوا

کہ ترسیدنم پای رفتن ببست
کہ اُس خوف نے میرے پاؤں چلنے سے روکے

تبسم کنان دست بر لب گرفت
وہ ہنسی سے مسکرا کر ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کے

کہ سعدی مدار آنچہ دیدی شگفت
اور کہا کہ اے سعدی جو حال تو نے دیکھا ہو تعجب نہ کر

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
تو بھی خدا کے حکم سے گردن مت پھیر

کہ گردن نپیچد ز حکم تو ہیچ
تاکہ تیرے حکم سے کوئی گردن نہ پھیرے

چو خسرو بفرمان داور بود
جب بادشاہ خدا کے حکم پر ثابت قدم ہو

خدایش نگہبان و یاور بود
تو خدا اسکا نگہبان و مددگار ہوتا ہے

محالست چون دوست دارد ترا
جب خدا تجھکو دوست رکھے تو محال ہے

کہ در دست دشمن گذارد ترا
کہ تجھکو دشمن کے ہاتھ میں چھوڑ دے

رہ اینست رو از طریقت متاب
یہی راستہ ہے اور تو اس سے نہ پھر

بنہ گام و کامی کہ خواہی بیاب
قدم رکھ تو جو مطلب چاہے حاصل کر

نصیحت کسے سودمند آیدش
نصیحت اس شخص کو فائدہ دیتی ہے

کہ گفتار سعدی پسند آیدش
جسکو سعدی کی بات پسند آتی ہے

پند دادن کسریٰ ہرمز را

شنیدم کہ در وقت نزع روان
میں نے سنا کہ جان کنی کے وقت

بہرمز چنین گفت نوشیروان
نوشیرواں نے ہرمز سے یہ بات کہی

کہ خاطر نگہدار درویش باش
کہ درویش کی خاطرداری کرتا رہ

نہ در بند آسایش خویش باش
اپنے ہی آرام کے فکر میں مت رہ

۳

نیاید بنزدیک دانا پسند
عقلمند کے نزدیک یہ بات پسندیدہ نہیں ہے

شباں خفتہ و گرگ در گوسفند
کہ چرواہا سوتا رہے اور بھیڑ بکریوں میں بھیڑیا

برو پاس درویش محتاج دار
جا اور درویش محتاج کی خاطرداری کر

کہ شاہ از رعیت بود تاجدار
کیونکہ بادشاہ رعیت ہی سے بادشاہ ہوتا ہے

رعیت چو بیخست سلطان درخت
رعیت بمنزلہ جڑ کے ہے اور بادشاہ بمنزلہ درخت کے

درخت اے پسر باشد از بیخ سخت
اے لڑکے درخت جڑ ہی سے سخت ہوتا ہے

مکن تا توانی دل خلق ریش
جہاں تک تیری طاقت ہو مت کر خلقت کے دل کو زخمی

وگر میکنی میکنی بیخ خویش
اور اگر تو ایسا کرتا ہے تو اپنی جڑ ہی اکھاڑتا ہے

اگر جادہ بایدت مستقیم
(اگر تجھکو سیدھا رستہ درکار یا چاہیئے)

رہ پارسایان امید ست و بیم
تو فقیروں کا رستہ اختیار کر کہ امید و خوف کا رستہ ہے

گزند کسانش نیاید پسند
اور لوگوں کو تکلیف دینا اسکو اچھا نہیں معلوم ہو

کہ ترسد کہ در ملکش آید گزند
جو کوئی ڈرتا ہے کہ اسکے ملک کو تکلیف پہنچے

وگر در سرشت وی این خوی نیست
اور اگر اسکی عادت میں یہ خو نہیں ہے

در آں کشور آسودگی بوی نیست
اس ولایت میں آرام کی بو بھی نہیں ہے

اگر پائی بندی رضا پیش گیر
اگر تو پابند ہو تو سب کی خوشی اختیار کر

فراخی درآں مرز و کشور مخواہ
اُس میں اور ولایت میں سود کی مت چاہ

ز مستکبران دلاور بترس
متکبر بہادروں سے ڈر

دگر کشور آباد بیند بخواب
پھر اپنی ولایت کو وہ شخص خواب میں آباد دیکھتا ہے

خرابی و بدنامی آید ز جور
خرابی اور بدنامی ظلم سے ہوتی ہے

رعیت نشاید بہ بیداد کشت
رعیت کو ظلم سے مارنا اچھا نہیں

مراعات دہقاں کن از بہر خویش
کسانوں کی مدد اپنے واسطے کر

دگر یک سواری سر خویش گیر
اور اگر تو ایک سوار ہے تو اپنا خیال پکڑ

کہ دلتنگ بینی رعیت ز شاہ
جس جگہ تو رعیت کو بادشاہ سے دلتنگ دیکھے

ازاں کو نترسد ز داور بترس
اور جو کوئی خدا سے نہ ڈرے اس سے بھی ڈر

کہ دارد دل اہل کشور خراب
جو رعیت کا دل خراب رکھتا ہے

بزرگاں سند ایں سخن را بغور
بزرگ لوگ اس بات کی تہ پہنچتے ہیں

کہ مر سلطنت را پناہ ند و پشت
کیونکہ رعیت بادشاہی کی پشت و پناہ ہے

کہ مزدور خوشدل کند کار بیش
کیونکہ خوشدل مزدور زیادہ کام کرتا ہے

مروت نباشد بدی با کسے
اس شخص کے ساتھ بدی کرنا جوانمردی نہیں

کزو نیکوئی دیدہ باشی بسے
کہ جس سے تونے بارہا نیکی دیکھی ہو

حکایت

شنیدم کہ خسرو بہ شیرویہ گفت
مینے سنا کہ خسرو نے شیرویہ کو کہا

در آندم کہ چشمش ز دیدن بخفت
جس وقت اسکی آنکھیں دیکھنے سے بند ہوئیں

بر آن باش تا ہر چہ نیت کنی
اس بات پر قایم رہ کہ تو جو ارادہ کرے

نظر در صلاح رعیت کنی
رعیت کی بھلائی میں نظر کرے

بپیچ اے پسر گردن از عقل و رائے
اے لڑکے عقل و رائے سے گردن نہ پھیر

کہ مردم ز دستت نپیچند پائے
تاکہ اور لوگ تیرے ہاتھ سے پاؤں نہ پھیریں

گریزد رعیت ز بیدادگر
ظالم (بادشاہ) سے رعیت بھاگتی ہے

کند نام زشتش بگیتی سمر
داستان اسکا برا نام جہاں میں مشہور کرتی ہے

بسے بر نیاید کہ بنیاد خود
بہت مدت نہ گزری کہ اُس نے اپنی بنیاد اُکھاڑی

بکند آنکہ بنہاد بنیاد بد
جس نے بدی کی بنیاد رکھی

۵

خرابی کند مرد شمشیر زن
تلوار مارنے والا مرد اتنی اجاڑ نہیں کرتا
نه چندانکه دود دل پیر زن
جتنا بڑھیا عورت کی لگی آہ کا دھواں کرتا ہے

چراغی که بیوه زنی برفروخت
جو آہ کا چراغ بیوہ عورت نے روشن کیا
بسی دیده باشی که شهری بسوخت
تو نے اکثر دیکھا ہوگا کہ اس نے ایک شہر کو جلایا

از آن بهره ور تر در آفاق کیست
اس سے زیادہ نصیب والا دنیا میں کون ہے
که در مملکت رانی بانصاف زیست
جس نے بادشاہی میں انصاف سے زندگانی کی

چو نوبت رسد زین جهان غربتش
جب اس جہان سے اسکو سفر کی نوبت پہنچی
ترحم فرستند بر تربتش
اسکی قبر پر تمام آدمی فاتحہ درود بھیجیں

بد و نیک مردم چو می بگذرند
بد اور نیک آدمی آخر گزرتے ہیں
همان به که نامت به نیکی برند
بہتر یہی ہے کہ تیرا نام نیکی سے یاد کریں

خدا ترس را بر رعیت گمار
خدا سے ڈرنے والے کو رعیت کے اوپر مقرر کر
که معمار ملک است پرهیزگار
کیونکہ پرہیزگار آدمی ملک کا آباد کرنے والا ہے

بد اندیش تست آن و خونخوار خلق
وہ شخص تیرا دشمن اور خلقت کا خونخوار ہے
که نفع تو جوید در آزار خلق
جو کوئی خلقت کے ستانے میں تیرا نفع ڈھونڈتا ہے

ریاست بدست کسانی خطاست
ان لوگوں کے ہاتھ میں سرداری دینی خطا ہے

که از دستشان دستها بر خداست
جنکے ہاتھ سے خدا کے آگے ہاتھ اٹھتے ہیں

نکوکار پرور نبیند بدی
نیک آدمی کا پالنے والا کبھی بدی نہیں دیکھتا

چو بد پروری خصم جان خودی
جب بد کو پالے تو اپنی جان کا دشمن ہے

مکافات دشمن بمالش مکن
دشمن کا بدلہ اُسکے مال سے مت لے

که بیخش بر آورده باید ز بن
بلکہ اُسکی جڑ بنیاد سے اُکھاڑنی چاہیے

مکن صبر بر عامل ظلم دوست
ظالم حاکم پر کبھی صبر مت کر

که از فربهی بایدش کند پوست

سر گرگ باید هم اول برید
بھیڑیے کا سر پہلے ہی کاٹنا چاہیے

نه چون گوسفندان مردم درید
نہ اُسوقت جب لوگوں کی بھیڑیں پھاڑ ڈالے

حکایت

چه خوش گفت بازارگانی اسیر
قیدی سوداگر نے کیا اچھی بات کہی

چو گردش گرفتند دزدان بتیر
جب جنگل میں چوروں نے اُسکا گرد گھیر لیا

چو مردانگی آید از رہزناں
جب ڈاکوؤں سے جوانمردی ہوتی ہے
چہ مردان لشکر چہ خیل زناں
تو لشکر کے جوانمرد اور عورتوں کے گروہ برابر ہے

شہنشہ کہ بازارگان را بخست
جس بادشاہ نے سوداگروں کو ستایا
در خیر بر شہر و لشکر بہ بست
اس نے نیکی کا دروازہ شہر اور لشکر پر بند کیا

کے آنجا دگر ہوشمنداں روند
اور عقلمند وہاں پر کب جائیں
چو آوازہ رسم بد بشنوند
جب وہ بری رسم کا آوازہ سنیں

اگر بایدت نام نیک و قبول
اگر تجکو نیک اور مقبول نام درکار ہے
نکو دار بازارگان و رسول
تو قاصد اور سوداگروں کو خوش رکھ

بزرگان مسافر بجاں پرورند
بزرگ لوگ مسافر کو جان سے پالتے ہیں
کہ نام نکوشاں بعالم برند
کیونکہ مسافر انکی نیکنامی جہان میں پھیلاتے ہیں

تبہ گردد آں مملکت عنقریب
وہ بادشاہی بہت جلد برباد ہو
کز و خاطر آزردہ آید غریب
جس سے مسافر رنجیدہ دل ہو کر آئے

غریب آشنا باش و سیاح دوست
تو مسافر کا آشنا اور سیاح کا دوست ہو
کہ سیاح جلاب نام نکوست
کیونکہ سیاح نیکنام کا مشہور کرنیوالا ہے

۹

نکو دار ضیف و مسافر عزیز
مہمان کو خوش اور مسافر کو عزیز رکھ

وز آسیب شاہان حذر باش نیز
اور ان کے صدمہ سے بھی پُر خوف رہ

ز بیگانہ پرہیز کردن نکوست
بیگانہ آدمی سے پرہیز کرنا ہی اچھا ہے

کہ دشمن تواں بود در زیٔ دوست
کیونکہ دشمن دوست کے لباس میں ہو سکتا ہے

قدیمان خود را بیفزای قدر
اپنے قدیمی نوکروں کی قدر بڑھا

کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر
کیونکہ نمک پروردہ سے کبھی بیوفائی نہیں ہوتی

چو خدمت گزاریت گردد کہن
جب تیرا کوئی خدمتگار پرانا ہو جائے

حق سالیانش فراموش مکن
تو اس کی پرانی خدمت کے حقوق مت بھول

گر او را ہرم دست خدمت ببست
اگر بڑھاپے نے اسکی خدمت کا ہاتھ بند کیا ہے

ترا بر کرم ہمچناں دست ہست
تیرا ہاتھ تو بخشش پر اسی طرح قایم ہے

حکایت

شنیدم کہ شاپور دم درکشید
میں نے سنا کہ شاپور چپ ہو رہا

چو خسرو برسمش قلم درکشید
جب خسرو نے اس کی تنخواہ پر قلم پھیرا

۱۰

چو شد حالش از بینوائی تباہ
جب اُسکا حال تنگی سے خراب ہوگیا

کہ اے شاہِ آفاق گستر بعدل
کہ اے بادشاہ انصاف سے جہاں کے آباد کرنیوالے

چو بذلِ تو کردم جوانی خویش
جب مینے اپنی جوانی کو تیری راہ خرچ کیا

غریبے کہ پر فتنہ باشد سرش
جس مسافر کا سر فتنہ سے بھرا ہوا ہو

تو گر خشم بروے نگیری رواست
اگر تو اُسکے اوپر غصہ نہو تو روا ہے

وگر پارسی باشدش زاد بوم
اگر اُسکی پیدائش کی جگہ پارس ہے

ہم آنجا امانش بدہ تا پچاشت
اسی جگہ اُسکو دوپہر تک (چھٹی) امن دے

نبشت این حکایت بنزدیک شاہ
تو اُسنے بادشاہ کے پاس عرضی لکھی

اگر من نماندم تو حالی بفضل
اگر میں نہ رہا تو بزرگی سے خادم رہ

بہنگامِ پیری مرانم ز پیش
بڑہاپے کیوقت مین مجکو اپنے دروازے مت نکال

میازار و بیرون کن از کشورش
اُسکو مت ستا اور ولایت سے نکال

کہ خوئے بدش دشمنی در قفاست
کیونکہ بری خو اُسکا دشمن پیچھے لگا ہے

بصنعاش مفرست و سقلاب و روم
صنعا اور سقلاب و روم میں اُسکو مت بھیج

نشاید بلا بر دگر کس گماشت
اپنی بلا دوسرے پر نہ ٹال

معطوف ملکر مفعول ہوا - اگر بجائے بدہ مدہ ہو تو اول معلول اور دوسرا جملہ علت ہوگا ۔

که گویند برگشته باد آں زمیں | کزو مردم آیند بیروں چنیں

کیونکہ لوگ کہینگے کہ وہ زمین برباد ہو | جس سے ایسے آدمی نکلتے ہیں

عمل گر دہی مرد منعم شناس | که مفلس ندارد ز سلطان ہراس

اگر تو کسیکو کار دینا چاہے تو دولتمند آدمی کو دے | کیونکہ مفلس آدمی بادشاہ کا خوف نہ کریگا

چو مفلس فرو برد گردن بدوش | ازو بر نیاید دگر جز خروش

جب مفلس نے اپنی سر کو نیچے جھکا لیا | تو سوائے شور کے اُس سے کچھ نہ ہو سکیگا

چو مشرف دو دست از امانت بداشت | بباید برو ناظرے بر گماشت

جب مشرف نے خیانت اختیار کی | تو اُسکے اوپر ایک ناظر مقرر کرنا چاہیے

ورا و نیز در ساخت با خاطرش | ز مشرف عمل بر کن و ناظرش

اور اگر اُسنے بھی اُسکے دل کیساتھ موافقت کی | مشرف اور اُسکے ناظر دونوں کو موقوف کر

خدا ترس باید امانت گزار | امیں کز تو ترسد امینش مدار

خدا سے ڈرنیوالے کو امین بنانا چاہیے | جو امین فقط تیری ہی ڈر سے ہو اُسکو امین مت رکھ

امیں باید از داور اندیشہ ناک | نہ از رفع دیوان و زجر و ہلاک

امین خدا سے ڈرنیوالا چاہیے | نہ کچہری کے محاسبہ اور جھڑکی و مار سے

امین اندیشہ ناک موصوف و صفت ملکر فاعل ہوا از حرف جار و داور مضاف الیہ ہوا نہ عاطفہ رفع مضاف الیہ ملکر معطوف ہوا نہ عاطفہ دیوان در جر ...

بیفشان و بشمار فارغ نشین — که از صد یکے را نہ بینی امین

(اچھی طرحسے) جہاڑو اور گن اور فارغ بیٹھ — کیونکہ سو میں سے ایک شخص کو تو امانتدار نہیں دیکھیگا

دو ہمجنس و پیرینہ و ہم قلم — نباید فرستاد یکجا بہم

دو پرانے ہمجنس اور ہم قلم کو — ایک جگہ اکٹھا نہ بھیجنا چاہیے

چہ دانی کہ ہمدست گردند یار — یکے دزد باشد یکے پردہ دار

تو کیا جانے کہ وہ آپس میں ہمدست اور یار ہوں — ایک چور اور دوسرا اسکا پردہ دار ہو

چو دزدان ز ہم باک دارند و بیم — رود در میان کاروانے سلیم

جب چور آپس سے ڈر اور خوف رکھینگے — تو قافلہ والا بیچ میں سے سلامت چلا جائیگا

یکے را کہ معزول کردی ز جاہ — چو چندی بر آید ببخشش گناہ

تونے جس شخص کو مرتبہ سے موقوف کیا — جب چند روز گزر جائیں تو اسکے گناہ معاف کر

بر آوردن کام امیدوار — بہ از قید بندی شکستن ہزار

ایک امیدوار کے مطلب کا پورا کرنا — ہزار قیدیوں کی قید توڑنے سے اچھا ہے

نویسندہ را گر ستون عمل — بیفتد نبرد طناب امل

اگر منشی کے کام کا ستون گر جائے — تب بھی وہ اپنی امید کی رسی نہیں کاٹیگا

بفرماں بر آں شہ داد گر — پدر وار خشم آورد بر پسر

منصف بادشاہ نوکروں پر ایسا غصہ لاتا ہے — جیسا باپ اپنے بیٹے پر

گہش میزند تا شود دردناک — گہے میکند آبش از دیدہ پاک

کبھی اُسے مارتا ہے تاکہ وہ ڈرے — کبھی اُسکی آنکھوں سے آنسو صاف کرتا ہے

چو نرمی کنی خصم گردد دلیر — وگر خشم گیری شوند از تو سیر

جب تو نرمی کرے تو دشمن دلیر ہو جائے — اور اگر غصہ ہو تو تیرے سے متنفر ہوں

درشتی و نرمی بہم در بہ است — چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

سختی اور نرمی دونوں ملی ہوئی اچھی ہیں — فصاد کی طرح کہ وہ جراح بھی ہے اور مرہم لگانیوالا ہے

جوانمرد و خوش خلق و بخشندہ باش — چو حق بر تو پاشند تو بر خلق پاش

جوانمرد اور خوش خلق اور بخشنے والا ہو — جب خدا تجھکو دیتا ہے تو خلقت کو دے

نیاید کسے در جہاں کو بماند — مگر آں کز و نام نیکو بماند

دنیا میں کوئی ایسا نہیں پیدا ہوا جو ہمیشہ کو زندہ رہا — مگر وہ جس کا نیک نام دنیا میں قائم رہا

نمرد آنکہ ماند پس از وی بجائے — پل و مسجد و چاہ و مہمانسرائے

وہ شخص (گویا) نہیں مرا جس کے پیچھے — پل اور مسجد اور کنواں اور مہمانسرا قائم رہے

۱۴

ہر آنکو نماند از پسش یادگار
جو شخص پیچھے کچھ یادگار نہ چھوڑے

وگر رفت و آثار خیرش نماند
اور اگر وہ مرگیا اور اسکی نیکی کے نشان نہ رہے

چو خواہی کہ نامت بود در جہاں
جب یہ چاہو کہ تیرا نام دنیا میں ہمیشہ قایم رہے

ہمیں نقش بر خواں پس از عہد خویش
یہی اپنے زمانہ سے پیچھے خیال کر

ہمیں کام و ناز و طرب داشتند
وہ بھی ایسی ناز اور خوشی کا ساماں رکھتے تھے

بگے نام نیکو ببرد از جہاں
ایک شخص نیکنامی دنیا سے کما لیگیا

بسمع رضا مشنو انداے کس
خوشی کے کان سے کسی کی غیبت مت سن

درخت وجودش نیاورد بار
اسکے وجود کے درخت پر گویا پھل نہیں لگا ہے

نشاید پس مرگش الحمد خواند
اسکے مرنے کے پیچھے اسکو والحمد نہ پڑھنی چاہیئے

مکن نام نیک بزرگاں نہاں
تو بزرگوں کے نیک نام کو نہ چھپا

کہ دیدی تو از عہد شاہاں پیش
جیسے تونے پہلے بادشاہوں کی زمانہ کی دیکھی ہے

باخر برفتند و بگذاشتند
آخر سب ساماں چھوڑ کر مرگئے

یکے رسم بد ماند ازو جاوداں
اور ایک ہمیشہ کی لئے بری رسم چھوڑ گیا

وگر گفتہ آید بغورش برس
اور اگر کہی جاۓ تو اس کی تہ کو پہنچ

گنہگار را عذر نسیاں بنہ ۔ چو زنہار خواہد تو زنہار دہ

گنہگار کی بھول کا عذر سماعت کر ۔ جب وہ پناہ چاہے تو تم اسکو پناہ دے

گر آید گنہگارے اندر پناہ ۔ نہ شرطست کشتن باول گناہ

اور اگر کوئی گنہگار پناہ چاہے ۔ تو پہلے ہی گناہ میں اسکو مار ڈالنا ضرور نہیں

چو بارے بگفتی و نشنید پند ۔ بدہ گوشمالش بزندان و بند

جب تونے ایک دفعہ سمجھایا اور اُسنے نصیحت نہ مانی ۔ تب اُسکو قید خانہ اور قید کی سزا دے

دگر پند و بندش نیاید بکار ۔ درختِ خبیث است بیخش برآر

اور اگر نصیحت اور قید سے اُسکو اثر نہ ہو ۔ تو وہ خبیث درخت ہے اُسکی جڑ نکال

چو خشم آیدت بر گناہِ کسے ۔ تامل کند در عقوبت بسے

جب تو کسی کے گناہ پر غصہ ہو ۔ اُسکے عذاب دینے میں بہت فکر کر

کہ سہلست لعل بدخشاں شکست ۔ شکستہ نیاید دگر بارہ بست

کیونکہ لعل بدخشاں کا توڑنا تو آسان ہے ۔ لیکن ٹوٹے ہوئے کو پھر کوئی جوڑ نہیں سکتا

صوابست پیش از کشتن بند کرد ۔ کہ نتواں سر کشتہ پیوند کرد

مارنے سے پہلے قید کرنا اچھا ہے ۔ کیونکہ مارے ہوئے کے سر کو کوئی جوڑ نہیں سکتا

۱۵

مبتدا پیش از کشتن مضاف و مضاف الیہ ملکر ظرف زمان متعلق مصدر ہوا صواب خبر است حرف ربط مبتدا خبر کے ساتھ ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معلول ہوا کہ حرف علت

گفتار اندر بخشایش بر ضعیفاں

بے حکم شرع آب خوردن خطاست
شرع کے حکم بدون تو پانی پینا بھی گناہ ہے
وگر خون بفتویٰ بریزی رواست
اور اگر شرع کے حکم سے تو کسی کو قتل کرے تو درست ہے

کرا شرع فتویٰ دہد بر ہلاک
شرع جس کے مارنے کا حکم دے
الا تا نداری ز کشتنش باک
خبردار اُسکے مارنے سے خوف نہ کرنا

وگر دانی اندر تبارش کسان
اور اگر تو جانے کہ اُسکے قبیلہ میں اور آدمی ہیں
بر ایشان ببخشا و راحت رسان
اُن کے اوپر رحم کر اور (انکو) آرام پہنچا

گنہ بود مرد ستمگارہ را
کیونکہ اُس ظالم آدمی کی خطا تھی
چہ تاوان زن و طفل بیچارہ را
بیچاری عورت اور لڑکوں کا کیا قصور ہے

تنت زورمند است و لشکر گران
تیرا بدن طاقتور اور لشکر بہت ہے
ولیکن در اقلیم دشمن مران
لیکن دشمن کی ولایت میں چڑھائی کر کے نجا

کہ وے بر حصارے گریزد بلند
کیونکہ وہ تو بلند قلعہ پر بھاگ جائیگا
رسد کشور بیگنہ را گزند
بیگنہ رعیت کو تکلیف پہنچے گی

نظر کن در احوال زندانیان

قیدیوں کے حال میں نظر کر

کہ ممکن بود کز بگنہ در میان

کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی بےگناہ انمیں شامل ہو

چو بازارگان در دیارت بمرد

جب سوداگر تیری ولایت میں مرگیا

بمالش خیانت بود دست برد

اسکے مال کے ہاتھ لگانا خیانت ہے

کزاں پس کہ بروے گریند زار

کیونکہ اسکے پیچھے بہت زار زار اسکے اوپر روئینگے

بہم باز گویند خویش و تبار

تو اسکے گھر کے لوگ اور قرابتی کہیں گے

کہ مسکین در اقلیم غربت بمرد

کہ مسکین مسافری کی ولایت میں مرگیا

متاعے کزو ماند ظالم ببرد

اور جو کچھ اسکی باقی تھی وہ ظالم نے لے لی

بیندیش ازاں طفلک بے پدر

اس یتیم لڑکے کا اندیشہ کر

وز آہ دل دردمندش حذر

اور اسکے دردمند کی آہ سے بھی ڈر

بسا نام نیکوے پنجاہ سال

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پچاس سال کے نیک نام کو

کہ یک نام زشتش کند پایمال

ایک برا نام خراب کر دیتا ہے

پسندیدہ کاران جاوید نام

پسندیدہ کام کرنے والے ہمیشہ نامور رہے

تطاول نکردند بر مال عام

رعیت کے مال پر زبردستی نہیں کی

۱۷

برآفاق گر ہمہ بسر د شاہ است

اگر ایک بادشاہ تمام جہان کا بادشاہ ہے

بمرد از تہیدستی آزاد مرد

آزاد مرد تہیدستی سے مرگیا

چو مال از توانگر ستاند گدست

جب وہ دولتمندوں کا مال چھینتا ہے تو فقیر ہے

ز پہلوے مسکیں شکم پر نکرد

لیکن غریب کے مال سے کبھی اپنا پیٹ نہیں بھرا

حکایت در معنی شفقت بر رعیت

شنیدم کہ فرماندہ دادگر

سنا ہے کہ ایک منصف بادشاہ

قبا داشتی ہر دو رو آستر

دونوں طرف استر والی قبا رکھتا تھا

یکے گفتش ای خسرو نیک روز

ایک شخص نے اسکو کہا اے نیکبخت بادشاہ

قبائے ز دیباے چینی بدوز

تو چینی دیبا کی قبا سلا

بگفت اینقدر ستر و آسایش است

بادشاہ نے کہا اسقدر تو پردہ اور آرام ہے

وزین بگذری زیب و آرایش است

اور اگر تو اس سے زیادہ تکلیف کرے تو زیب و زینت ہے

نہ از بہر آن میستانم خراج

میں رعیت سے کچھ اسواسطے محصول نہیں لیتا

کہ زینت کنم بر خود و تخت و تاج

کہ اپنے اوپر اور تخت و تاج پر زینت کروں

اگر چوں زناں حلہ بر تن کنم
اگر میں عورتوں کی طرح لباس پہن لوں

بمردی کجا دفع دشمن کنم
تو پھر جوانمردی سے دشمن کو کسطرح نکالوں گا

مرا ہم ز صد گونہ آز و ہوا ست
میری بھی سو طرح کی حرص اور آرزو ہے

ولیکن خزینہ نہ تنہا مرا ست
اور لیکن خزانہ فقط مجھ تنہا کے واسطے نہیں

خزائن پر از بہر لشکر بود
خزانہ لشکر کے واسطے بھرا جاتا ہے

نہ از بہر آئین و زیور بود
آرائش اور زیور کے واسطے نہیں ہوتا

سپاہی کہ خوشدل نباشد ز شاہ
جو سپاہی بادشاہ سے خوش نہ ہو

ندارد حدود ولایت نگاہ
وہ ولایت کی حدوں کی حفاظت نہ کرے

چو دشمن خر روستائی برد
جب دشمن کسان کا گدھا چرا لے جائے

ملک باج دہ یک چرا میخورد
تو پھر بادشاہ دسویں حصہ کا محصول کیوں کھاتا ہے

مخالف خرش برد و سلطان خراج
جب دشمن اسکا گدھا چرا لیگیا اور بادشاہ محصول

چہ اقبالش ماند دراں تخت و تاج
تو تو اس بادشاہی میں کیا اقبال دیکھیگا

مروت نباشد بر افتادہ زور
غریب کے اوپر زبردستی کرنی جوانمردی نہیں

برد مرغ دوں دانہ از پیش مور
کیونکہ چیونٹی کے آگے سے کم ہمت جانور دانہ

رعیت درختست اگر پروری — بکام دل دوستاں بر خوری

رعیت درخت کے مانند ہے اگر تو اسکو پالیگا — تو دوستوں کے دل کی منشاء کے موافق اسکے پھل کھائیگا

بہ بیرحمی از بیخ و بارش مکن — کہ ناداں کند حیف بر خویشتن

ظلم سے اسکی جڑ اور بنیاد مت اکھاڑ — کیونکہ اپنے اوپر نادان ظلم کرتا ہے

کساں برخورند از جوانی و بخت — کہ بر زیردستاں نگیرند سخت

وے برکتہ جوانی اور نصیب سے پھل کھاتی ہیں — جو لوگ غریبوں پر ظلم نہیں کرتے

اگر زیردستے درآید ز پاے — حذر کن ز نالیدنش بر خدائے

اگر کوئی زیردست عاجز ہوجائے — اسکے خدا کے سامنے رونے سے خوف کر

چو شاید گرفتن بنرمی دیار — بہ پیکار خون از مسامی مبار

جب تو نرمی سے ولایت کو لے سکے — تو لڑائی کر کے بدن کے مساموں سے مت نکال

بمردی کہ ملک سراسر زمیں — نیرزد کہ خونے چکد بر زمیں

جوانمردی کی قسم ہے کہ تمام زمین کی ملک — اسکے برابر نہیں کہ ایک خون کا قطرہ زمین پر ٹپکے

حکایت

شنیدم که جمشید فرخ سرشت
میں نے سنا کہ مبارک پیدائش جمشید نے

بسرچشمۂ بر بسنگے نوشت
سرچشمہ کے ایک پتھر پر یہ لکھا

برین چشمہ چون ما بسے دم زدند
اس چشمہ پر ہمارے جیسے بہتیروں نے دعوی کیا

برفتند چون چشم برہم زدند
(اور) آنکھ جھپکنے کے اندر گذر گئے

گرفتند عالم بمردی و زور
جوانمردی اور زور سے جہان کو فتح کیا

ولیکن نبردند با خود بگور
اور لیکن اپنے ساتھ قبر میں نہ لے گئے

چو بر دشمنے باشدت دسترس
جب کسی دشمن پر تجھکو غلبہ ہو

مرنجانش کو را ہمین غصہ بس
تو اسکو مت ستا کیونکہ اسکو یہی غصہ کافی ہے

عدو زندہ سرگشتہ پیرامنت
دشمن زندہ اور تیرے گرد پریشان

بہ از خون او کشتہ در دامنت
اس سے بہتر ہے کہ اسکے خون کا دھبا تیرے دامن میں لگا ہو

حکایت در شناختن ملوک دوست و دشمن را

شنیدم کہ دارائے فرخ تبار
میں نے سنا کہ مبارک خاندان دارا

ز لشکر جدا ماند روز شکار
شکار کے دن لشکر سے جدا ہو گیا

دوان آمدش گلہ بانی بپیش
ایک چرواہا اُس کے آگے دوڑا آیا

بادل گفت دارای فرخندہ کیش
مبارک مذہب دارا نے یہ بات اپنے دل میں کہی

مگر دشمن است این کہ آمد بجنگ
شاید یہ شخص کہ لڑائی کے واسطے آیا دشمن ہو

ز دورش بدوزم بہ تیر خدنگ
میں اُس کو دور ہی تیر خدنگ سے ہلاک کردوں

بصحرا در از دشمنان در اَب
جنگل میں دشمنوں سے خوف رکھ

کہ در خانہ باشد گل از خار پاک
کیونکہ گھر میں تو پھول کانٹے سے الگ ہوتا ہے

کمانے کیانی بزہ راست کرد
بادشاہ نے کمان کیانی کو چلا کیا

بیکدم وجودش عدم خواست کرد
اور ایک دم میں اُس کا وجود نابید کرنا چاہا

برآورد چوپان بیدل خروش
ڈرپوک چرواہے نے شور مچایا

کہ دشمن نیم در ہلاکم مکوش
کہ میں دشمن نہیں ہوں میرے مارنے میں کوشش مت کر

من آنم کہ اسپان شہ پرورم
میں تو وہی ہوں حضور کے گھوڑے چراتا ہوں

بخدمت دریں مرغزار اندرم
اور خدمت کے واسطے اس مرغزار میں رہتا ہوں

ملک را دل رفتہ آمد بجاے
بادشاہ کا گیا ہوا دل ٹھکانے آیا

بخندید و گفت ای نکوهیدہ راے
اور ہنسکر کہا کہ اے بیوقوف

۲۳

ترا یاوری کرد فرخ سروش — وگرنہ زہ آوردہ بودم بگوش

مبارک فرشتے نے (آج) تیری مدد کی — اور نہیں تو میں نے چلہ کان تک کھینچ لیا تھا

نگہبان مرعی بخندید و گفت — نصیحت ز منعم نشاید نہفت

[illegible] نگہبان نے ہنسکر کہا — کہ بادشاہ سے نصیحت کو چھپانا نہیں چاہئے

نہ تدبیر محمود و راے نکوست — کہ دشمن نداند شہنشہ ز دوست

یہ اچھی تدبیر اور نیک عقل نہیں — کہ بادشاہ دشمن کو دوست سے نہ پہچانے

چنانست در مہتری شرط زیست — کہ ہر کہترے را بداند کہ کیست

سرداری میں زندگی کی شرط یہ ہے — کہ بادشاہ ہر ایک غریب کو بھی جانے کہ فلاں ہے

مرا بارہا در حضر دیدہ — ز خیل و چراگاہ پرسیدہ

تونے مجکو بارہا کچہری میں دیکھا — اور گھوڑوں اور چراگاہ کا حال پوچھا ہے

کنونت بمہر آمدم پیش باز — نمیدانیم از بداندیش باز

اب (جو) میں محبت کرکے تیرے پاس آیا — تو تو مجھکو دشمن سے علیحدہ خیال نہیں کرتا

توانم من ای نامور شہریار — کہ اسپے برون آرم از صد ہزار

اے نامور بادشاہ میں یہ کرسکتا ہوں — کہ لاکھ میں سے ایک گھوڑا نکال لاؤں

مرا گله بانی بعقلست رای
میری گلہ بانی عقل اور تدبیر سے ہے

تو ہم گلۂ خویشتن دار ای بہای
تو بھی اپنے ریوڑ کو سنبھال کر رکھ

چو دارا شنید این حکایت ز مرد
جب دارا نے اس مرد سے یہ بات سنی

نکوئیش گفت و نکوہش نکرد
اسکی بہت تعریف کی اور برا نہ کہا

ہمی رفت و میگفت و خود خجل
دارا بھی آپ شرمندہ تھا اور کہتا جاتا تھا

بباید نوشتن این نصیحت بدل
کہ یہ نصیحت تو دل پر لکھنی چاہیے

در آن تخت و ملک از خلل غم بود
اس تخت اور ملک میں صدر بتر کی غم ہے

کہ تدبیر شہ از شبان کم بود
کہ جس جگہ بادشاہ کی تدبیر چرواہی سے کم ہو

گفتار اندر نظر پادشاہان در حق رعیت

تو کے بشنوی نالۂ دادخواہ
تو فریادی کی فریاد کب سنے

بکیوان برت کلہ خوابگاہ
جب تیری کلہ آسمان زحل تک پہنچی ہو

چنان خسپ کاید فغانت بگوش
ایسا سو کہ فریادی کی شور تیرے کانوں تک پہنچے

اگر دادخواہی برآرد خروش
اگر کوئی فریادی شور مچائے

۲۵

که نالد ز ظالم که در دور تست

تیرے زمانہ میں ظالم حاکم سے کوئی نہیں روتا بلکہ

که هر جور کو میکند جور تست

کیونکہ جو ظلم کہ وہ کرتا ہے وہ تیرا ہی ظلم ہے

نه سگ دامن کاروانی درید

کتے نے قافلہ والا کا دامن نہیں پھاڑا

که دهقان نادان که سگ پرورید

بلکہ نادان کسان نے کہ کتّا پالا

دلیر آمدی سعدیا در سخن

اے سعدی تو نصیحت کرنیمیں بڑا دلیر ہوا ہے

چو تیغت بدست است فتحی بکن

جب تلوار تیری ہاتھ میں ہے تو تو فتح کر

بگو آنچه دانی که حق گفته به

جو کچھ تو جانتا ہے اسکو بیان کر کیونکہ سچ کہنا بہتر ہے

نه رشوت ستانی و نه عشوه ده

نہ تو رشوت لینے والا اور دھوکہ دینے والا ہے

طمع بند و دفتر ز حکمت بشو

طمع اپنے ساتھ لگا اور حکمت کے دفتر کو دھو ڈال

طمع بگسل و هر چه دانی بگو

طمع چھوڑ پھر جو کچھ تو جانے کہہ

طمع را سه حرف است هر سه تهی

طمع کے تین حرف ہیں اور تینوں خالی ہیں

ازاں بی نقط هر سه معنا تهی

اسی طرح طمع کرنیوالے کو کچھ فائدہ نہیں

حکایت در تحریص بر کام برآری مسکینان

خبر یافت گردن کشے در عراق — کہ میگفت مسکینے از زیر طاق

عراق کے ملک میں ایک بادشاہ نے سنا — کہ ایک مسکین کسی محل کے نیچے (کھڑا) کہہ رہا تھا

تو ہم بر درے ہستی امیدوار — پس امید بر در نشینان بر آر

تو بھی تو ایک دروازہ کا امیدوار ہے — پس اپنے دروازے پر بیٹھنے والوں کی مراد پوری کر

دل دردمندان بر آور ز بند — کہ ہرگز نباشد دلت دردمند

دردمندوں کا دل فکر سے نکال — تاکہ تیرا دل بھی کبھی دردمند نہ ہو

پریشانی خاطرِ دادخواہ — براندازد از مملکت پادشاہ

فریادی کے دل کی پریشانی — بادشاہ کو بادشاہت سے گرا دیتی ہے

تو خفتہ خنک در حرم نیمروز — غریب از برون گو بگرما بسوز

تو ٹھنڈی جگہ دوپہر کو چین سے سویا ہے — مظلوم کو حکم دے کہ تو باہر دھوپ میں جل

ستانندۂ داد آنکس خداست — کہ نتواند از پادشہ داد خواست

اُس شخص کا انصاف کرنے والا خدا ہے — جو بادشاہ سے انصاف نہ لے سکے

حکایت در معنی شفقت ملوک بر مسکینان

یکے از بزرگان اہل تمیز — حکایت کند ز ابن عبد العزیز

ایک شخص تمیز والے بزرگوں میں سے — عبد العزیز کے بیٹے کا ذکر کرتا ہے

که بودش نگینے بر انگشتری — فرو مانده در قیمتش جوهری

کہ اسکی انگوٹھی پر ایک ایسا نگینہ جڑا ہوا تھا — کہ جوہری بھی اسکی قیمت بتانے میں عاجز ہوگیا

بشب گفتی آن جرم گیتی فروز — درے بود در روشنائی چو روز

رات کو وہ جہان کا روشن کرنیوالا جرم گویا — روشنائی میں دن کی مانند ایک موتی تھا

قضا را درآمد یکے خشکسال — که شد بدر سیمای مردم هلال

اچانک ایک ایسا قحط پڑا — کہ لوگوں کی پیشانی کا بدر (دیکھکر) ہلال دکھنے لگا

چو در مردم آرام و قوت ندید — خود آسوده بودن مروت ندید

بادشاہ نے جب لوگوں میں آرام و قوت نہ دیکھی — اپنے آپ بھی آرام سے رہنا جوانمردی نہ سمجھی

چو بیند کسے زهر در کام خلق — کیش بگذرد آب نوشین بحلق

جب کوئی شخص لوگوں کے حلق میں زہر دیکھے — تو میٹھا پانی اسکے حلق میں کب گلے رے

بفرمود بفروختندش بسیم — که رحم آمدش بر غریب و یتیم

بادشاہ نے فرمایا نگینہ روپے کے بدلے بیچ ڈالا — کیونکہ اسکو مسافر اور یتیم پر رحم آیا

بیک ہفتہ نقدش بتاراج داد
ایک ہفتہ میں اس کا کل روپیہ لٹادیا

فتادند در وے ملامت کنان
ملامت کرنیوالے اسکے پیچھے پڑے

شنیدم کہ میگفت و باران دمع
میں نے سنا کہ بادشاہ کہتا تھا اور آنسو نکلتے

کہ زشت است پیرایہ بر شہریار
کہ بادشاہ کے اوپر زینت حرام ہے

مرا شاید انگشتری بے نگیں
میری بے نگینہ ہی انگوٹھی اچھی ہے

خنک آنکہ آسایش مرد و زن
وہ شخص بہت اچھا ہے جو مرد اور عورت کا آرام

گزیند بر آسایش خویشتن
اپنے آرام کے اوپر اختیار کرے

بدرویش و مسکین و محتاج داد
درویش اور مسکین اور محتاجوں کو دیدیا

کہ دیگر بدستت نیاید چنان
کہ ایسا نگینہ اور تیری ہاتھ نہ آئیگا

بعارض فرو میدویدش چو شمع
اسکے رخساروں پر شمع کیطرح برستا تھا

دل شہری از ناتوانی فگار
جب شہر والوں کا دل ناتوانی سے رنجیدہ ہو

نشاید دل خلق اندوہگیں
لیکن خلقت کا دل غمگین اچھا نہیں

نکردند رغبت ہنر پروراں
ہنر پرور آدمیوں نے

بشادی خویش از غم دیگراں
اپنی خوشی کی طرف خواہش نہ کی دوسروں کے غم سے

اگر خوش بخسپد ملک بر سریر
اگر بادشاہ تخت پر آرام سے سوئے

نہ پندارم آسودہ خسپد فقیر
تو میں نہیں گمان کرتا کہ فقیر بھی آرام سے سوئے

وگر زندہ دارد شب دیر یاز
اور اگر بادشاہ رات کو جاگے

بخسپند مردم بآرام و ناز
تو آدمی آرام اور چین سے سوئیں

بحمد اللہ این سیرت و راہ راست
اللہ کا شکر ہے کہ یہ خصلت اور سیدھا راستہ

اتابک ابوبکر بن سعد راست
اتابک ابوبکر بن سعد کا ہے

حکایت اتابک مرحوم تکلہ بن زنگی رحمۃ اللہ علیہ

در اخبار شاہان پیشینہ ہست
پہلے بادشاہوں کے اخبار میں ہے

کہ چون تکلہ بر تخت زنگی نشست
کہ جب تکلہ زنگی کے تخت پر بیٹھا

بدورانش از کس نیازرد کس
اسکے زمانہ میں کوئی شخص کسی سے رنجیدہ نہ ہوا

سبق برد گر خود ہمین بود و بس
سبقت لیگیا اگر یہی ایک خصلت تھی

چنین گفت یکرہ بصاحبدلے
تکلہ نے ایک دفعہ ایک صاحبدل سے کہا

کہ عمرم بسر رفت بیحاصلے
کہ میری تمام عمر بیفائدہ گزر گئی

گفت فعل فاعل و مقولہ کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا بیحاصل صفت مفعول مطلق

چو مے بگذرد ملک و جاہ و سریر

جبکہ ملک اور مرتبہ اور تخت نہیں رہتا

نخواہم بکنج عبادت نشست

میں عبادت کے کونہ میں بیٹھنا چاہتا ہوں

چو بشنید دانای روشن نفس

جب روشندل دانا نے یہ بات سنی

طریقت بجز خدمت خلق نیست

خلقت کی خدمت کرنا طریقت ہے

تو بر تخت سلطانی خویش باش

تو اپنے بادشاہی کے تخت پر قایم رہ

بصدق و ارادت میاں بستہ دار

صدق اور ارادے سے کمر باندھے رکھ

قدم باید اندر طریقت نہ دم

طریقت میں قدم رکھنا چاہئے نہ دعوی کرنا

نبرد از جہاں دولت الا فقیر

تو جہاں سے فقیر کے سوا کوئی دولت نہ کما لیگیا

کہ دریابم این پنج روزے کہ ہست

تاکہ سمجھ لوں کہ یہ چند روز میں جو باقی ہیں کچھ کما لوں

بہ تندی برآشفت کای تکلہ بس

سختی سے گھبرا کر کہا اے تکلہ بس چپ رہ

بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

تسبیح اور مصلے اور گدڑی نہیں

باخلاق پاکیزہ درویش باش

اور پاکیزہ اخلاق سے درویش رہ

ز طامات و دعوی زبان بستہ دار

بیہودہ باتوں اور جھوٹے دعووں سے زبان بند رکھ

کہ اصلے ندارد دم بے قدم

کیونکہ دعوی بدون عمل کے کچھ اصل نہیں رکھتا

بزرگاں کہ نقدِ صفا داشتند ‏— چنیں خرقہ زیرِ قبا داشتند

جو امیر لوگ باطن کی صفائی رکھتے تھے — وہ ایسا ہی جبہ قبا کے نیچے رکھتے تھے

حکایت

شنیدم کہ بگریست سلطانِ روم — بر نیکمردے ز اہلِ علوم

میں نے سنا کہ روم کا بادشاہ — ایک نیکمرد صاحب علم کے پاس رویا

کہ پایابم اندست دشمن نماند — جز ایں قلعہ و شہر بامن نماند

کہ دشمن کے غلبہ سے میری طاقت ذرا بھی نہ رہی — اس قلعہ اور شہر کے سوا میرے پاس کچھ نہیں بچا ہے

بسے جہد کردم کہ فرزندِ من — پس از من شود سرورِ انجمن

میں نے بہت کوشش کی کہ میرا بیٹا — میرے پیچھے بادشاہ بنے۔

کنوں دشمنِ بدگہر دست یافت — سرِ دستِ مردی و جہدم بتافت

اب جو بدذات دشمن نے غلبہ پایا — اور میری جوانمردی اور کوشش کا پنجہ مڑ گیا

چہ تدبیر سازم چہ درماں کنم — کہ از غم بفرسود جان و تنم

میں کیا تدبیر اور کیا علاج کروں — کیونکہ اس غم سے میرا تن اور خون خشک ہو گیا

برآشفت دانا که این گریه چیست
دانا غصہ ہوا کہ یہ رونا کیا ہے
ولایت چه باشد غم خویش خور
ولایت کیا ہے تو اپنا غم کہا
ترا اینقدر تا بمانی بس است
جبتک تو جیے تجکو اسیقدر کافی ہی
اگر ہوشمند است وگر بے خرد
اگر (وہ تیرا لڑکا) عقلمند ہے یا بیعقل
مشقت نیرزد جہان داشتن
بادشاہی محنت کی برابر نہیں
بدین پنجروزه اقامت مناز
اس پانچ دن کی زندگی پر ناز مت کر
گرادا فی از خسروان عجم
عجم کے بادشاہوں سے تو کسکو جانتا ہی

برین عقل و ہمت بباید گریست
تیری اس عقل و ارادہ پر رونا چاہیے
که از عمر بہتر شد و بیشتر
کیونکہ تیری عمدہ اور زیادہ عمر گزر گئی
چو رفتی جہان جای دیگر کس است
جب تو گزر گیا تو جہان دوسرے کی جگہ ہی
غم او مخور کو غم خود خورد
تو اسکا غم مت کہا کہ وہ اپنا غم آپ کہا لیگا
گرفتن بشمشیر و بگذاشتن
(کہ اسکو) تلوار سے لینا اور (مفت) چھوڑ جانا
باندیشه تدبیر رفتن بساز
فکر کے ساتھ مرنے کی تدبیر کرلے
زعہد فریدون و ضحاک و جم
فریدون اور ضحاک اور جمشید کے زمانہ سے

که در تخت و ملکش نیاید زوال — نماند بجز ملک ایزد تعال

کہ جسکے تخت اور ملک میں زوال نہ آیا — خدا تعالیٰ کے ملک کے سوا کسیکا ملک قائم نہیں رہے

کرا جاوداں ماندن امید ہست — که گیتی همین جای جاوید نیست

دنیا میں کسیکو ہمیشہ رہنے کی امید نہیں ہے — کیونکہ یہ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے

کرا سیم و زر ماند و گنج و مال — پس از وی بچندے شود پایمال

جس کیلئے روپیہ اور چاندی اور خزانہ اور مال — اسکے پیچھے چند روز میں وہ برباد ہوجائے

وز آنکس که خیری بماند روان — دمادم رسد رحمتش بر روان

اور جس شخص کی نیکی جاری رہے — اسکی جان پر دمبدم رحمت پہنچے

بزرگی کزو نام نیکو بماند — توان گفت با اہل دل کو بماند

جس بزرگ کا نیکنام باقی رہا — صاحبدل سے کہہ سکتے ہیں کہ گویا وہی رہا

الا تا درخت کرم پروری — که بیشک بر کامرانی خوری

خبردار بخشش کے درخت کی ضرور پرورش کر — کہ تو اس سے بیشک مقصدوری کا میوہ کھائیگا

کرم کن که فردا چو دیوان نهند — منازل بمقدار احسان دهند

بخشش کر کیونکہ قیامت میں جب عدالت قائم کرینگے — تو نیکی کے اندازہ کے موافق مرتبہ دینگے

۳۳

یکے را سعیش قدم پیشتر
جس شخص کا کوشش میں قدم آگے ہے

بدرگاہ حق منزلت بیشتر
خدا کی درگاہ میں اسکا مرتبہ زیادہ ہے

یکے باز پس خائن و شرمسار
ایک شخص خائن اور شرمندہ اور پیچھے ہٹنے والا

نیابد ہمے مزد ناکردہ کار
ناکردہ کار آدمی مزدوری نہیں پا سکتا

بہل تا بدنداں گزد پشت دست
اسکو چھوڑ تا قیامت میں وہ ہاتھ کی پیٹھ کاٹے

تنورے چنیں گرم و نانے نبست
کہ تنور ایسا گرم تھا اور اس میں روٹی نہ لگائی

بدانی کہ غلہ بر داشتن
اناج اٹھانے کے وقت تو نہیں جانتا

کہ سستی بود تخم ناکاشتن
کہ بیج کا نہ بونا سستی ہوئی۔

حکایت پادشاہ بیداد گر و زاہد

خردمندمردے در اقصائے شام
ایک عقلمند آدمی نے شام کے ملک میں

گرفت از جہاں کنج غارے مقام
ایک غار کے کونہ میں اپنے رہنے کی جگہ اختیار کی

بصبرش در آں کنج تاریک جاے
اس اندھیری کونہ میں صبر کے سبب سے

بگنج قناعت فرو رفتہ پاے
قناعت کے خزانہ میں اسکا پاؤں اتر گیا

٣٥

شنیدم کہ نامش خدا دوست بود
میں نے سنا کہ اُسکا نام خدادوست تھا

بزرگاں نہادند سر بر درش
امیروں نے اُسکے دروازے پر سر نوایا

تمنا کند عارف پاکباز
پاکباز درویش گداگری سے

چو ہر ساعتش نفس گوید دو دست
جب ہر گھڑی نفس اُسکو کہے کہ مجھکو یہ دے

در آں مرز کیں پیر ہشیار بود
جس جگہ یہ بوڑھا عقلمند تھا

کہ ہر ناتواں را کہ دریافتے
کہ جس ناتوان کو وہ پاتا تھا

جہانسوز و بیرحمت و خیرہ کش
ظالم اور بیرحم اور بے قصد کا مار ڈالنے والا تھا

ملک سیرت و آدمی پوست بود
خصلت میں فرشتہ و صورت میں انسان تھا

کہ در مے نیاید بدر ہا سرش
کیونکہ اُسکا سر (لوگونکے) دروازوں پر نہیں آتا تھا

بدر یوزہ از خویشتن ترک آز
اپنے سے حرص کے چھوڑنے کی آرزو کرتا ہے

بخواری بگرداندش دہ بدہ
تو گانو در گانو اُسکو خواری سے پہراوے

یکے مرزبان ستمگار بود
(اُس ملک میں) ایک ظالم بادشاہ تھا

بسر پنجگی پنجہ بر تافتے
ظلم سے اُسکا پنجہ مروڑتا تھا

ز تلخیش روے جہانے ترش
اُسکے ظلم سے ایک جہان کا روی ترش تھا

گروہی برفتند ازآں ظلم وعار
ایک گروہ اُس ظلم اور غیرت سے وطن چھوڑ گئے

ببردند نام بدش در دیار
اور اُسکے بُرے نام کو جہان میں مشہور کیا

گروہی بماند مسکین ریش
مسکین (درغریب) ایک (گروہ) میں رہے

پس از چرخہ نفرین گرفتند پیش
(انہوں نے) چرخہ کے بعد بُرا کہنا اختیار کیا

بد ظلم جائیکہ گردد دراز
جس جگہہ ظلم کا ہاتھ دراز ہوتا ہی

نہ بینی لب مردم از خندہ باز
تو اُسجگہ آدمیوں کا لب ہنسی سے کھلا ہوا نہ دیکھیگا

بدیدار شیخ آمدی گاہ گاہ
وہ بادشاہ شیخ کی زیارت کیواسطے کبھی کبھی

نکردی خدادوست در وی نگاہ
لیکن خدادوست اُسکی طرف نگاہ نکرتا تھا

ملک نوبتی گفتش ای نیکبخت
ایک دفعہ بادشاہ نے اُس سے کہا کہ ای نیکبخت

بہ نفرت ز من در مکش روی سخت
تو نفرت سے میری طرف سے بہت منہ مت کھینچ

مرا با تو دانی سر دوستی است
تو جانتا ہی کہ مجکو تیری ساتھ دوستی کا خیال ہے

ترا دشمنی با من از بہر چیست
(لیکن میں نہیں جانتا) تجکو میرے ساتھ دشمنی عداوت کیوں ہے

گرفتم کہ سالار کشور نیم
یعنی فرض کیا کہ میں ولایت کا بادشاہ نہیں ہوں

بعزت ز درویش کمتر نیم
لیکن عزت میں فقیر سے کمتر نہیں ہوں

نگویم فضیلت بہم بر کسے | چناں باش با من کہ با ہر کسے

میں یہ نہیں کہتا کہ میری بزرگی کسی پر رکھ | میرے ساتھ ایسا رہ جیسا ہر کسی کے ساتھ رہتا ہے

شنید این سخن عابد ہوشیار | برآشفت وگفت ای ملک گوش دار

ہوشیار عابد نے یہ بات سنی | غصہ ہوا اور کہا ای بادشاہ کان رکھ

وجودت پریشانی خلق ازوست | ندارم پریشانی خلق دوست

تیرے وجود سے خلقت کی پریشانی ہے | میں خلقت کی پریشانی کو دوست نہیں رکھتا

تو با دوستداران من دشمنی | نہ پندارمت دوستدار منی

تو میرے دوستداروں کا دشمن ہے | میں تجھ کو گمان نہیں کرتا کہ تو میرا دوست ہے

گر افتد ہمی دوستی بامنت | ولکن آنکہ دارد خدا دشمنت

اگر میرے ساتھ تجکو دوستی کا اتفاق ہو جاے | تو ایسا مت کر کہ جس سے خدا تجکو دشمن رکھے

خدا دوست را گر بدرند پوست | نخواہد شدن دشمن دوست دوست

اگر خدا دوست کی کہال بہی اتار ڈالیں گے | تب بہی دوست کے دشمن کا دوست نہو گا

عجب دارم از خواب آن سنگدل | کہ خلقے بخسپند ازو تنگدل

میں اس سنگدل کے سونے سے تعجب کرتا ہوں | کہ جس سے ایک خلقت تنگدل ہو کر سووے

الا گر خردداری و عقل و ہوش
خبردار اگر تو عقل اور ہوش رکھتا ہے

بفضل و ترحم میان بند و کوش
تو بخشش اور رحم پر کمر باندھ اور کوشش کر

گفتار در نگاہداشتن خاطر درویشان

مہا زورمندی مکن بر کہاں
اے سردار غریبوں پر ظلم مت کر

کہ بر یک نمط مے نماند جہاں
کیونکہ جہان ہمیشہ ایک ہی وتیرہ پر نہیں رہتا

سر پنجہ ناتواں بر مپیچ
ناتواں کے سرپنجہ کو مت مروڑ

کہ گر دست یابد بر آید بہیچ
کیونکہ اگر وہ غلبہ پاوے تو وہ ادنی چیز میں غالب آجاوے

مبر گفتمت پاے مردم ز جاے
میں نے تجھے کہا کہ لوگوں کے پاؤں جگہ سے مت اکھاڑ

کہ عاجز شوی گر در آئی ز پاے
کیونکہ تو بھی عاجز ہووے اگر تو مرتبہ سے جاتا رہے

دل دوستاں جمع بہتر کہ گنج
دوستوں کا دل خزانہ کی جمعیت سے بہتر ہے

خزینہ تہی بہ کہ مردم برنج
آدمیوں کے تکلیف میں ہونے سے خزانہ خالی ہی اچھا ہے

مہنداز در پاے کار کسے
تو کسی کے کار کو پاؤں میں مت ڈال یعنی خراب کر

کہ افتد کہ در پایش افتی بسے
کیونکہ کبھی ایسا اتفاق ہوگا کہ تو اسکے پاؤں میں

تحمل کن اے ناتواں از قوی
اے مظلوم ظالم کے ظلم کی سمائی کر

کہ روزے تواناتر از وے شوی
کیونکہ تو بھی کسی دن اس سے زیادہ طاقتور ہو جائیگا

بہمت برآر از ستیزندہ شور
دشمن کی ہلاکی دعا سے کر

کہ بازوے ہمت بہ از دستِ زور
کیونکہ دعا کا بازو طاقت کے ہاتھ سے بہتر ہے

لبِ خشکِ مظلوم را گو بخند
خشک لب مظلوم کو کہہ کہ تو خوش ہو

کہ دندانِ ظالم بخواہند کند
کہ ظالم کے دانت اکھاڑے جائینگے

بہ بانگِ دہل خواجہ بیدار گشت
جب بادشاہ ڈھول کی آواز سے جاگا

چہ داند شبِ پاسباں چوں گذشت
وہ کیا جانے کہ پاسبان کی رات کیونکر گزری

خورد کاروانی غمِ بارِ خویش
قافلہ والا اپنے بوجھ کا غم کھاتا ہے

نسوزد دلش بر خرِ پشت ریش
اسکا دل زخمی پیٹھ گدہے پر ترس نہیں کھاتا

گرفتم کز افتادگاں نیستی
میں نے فرض کیا تو گرا ہوا (عاجز) نہیں ہے

چو افتادہ بینی چرا ایستی
لیکن جب تو کسی عاجز کو دیکھے تو تو کیوں کھڑا ہے

برینت بگویم یکے سرگذشت
میں تجھ کو اس بات پر حکایت سناتا ہوں

کہ سستی بود زیں سخن درگذشت
کہ اس سے درگزر کرنا سستی ہووے

حکایت

چناں قحط سالی شد اندر دمشق
ایک سال دمشق میں ایسا قحط ہوا

کہ یاراں فراموش کردند عشق
کہ یاروں نے عشق یا اسلام علیک بھی ترک کیا

چناں آسماں بر زمین شد بخیل
زمین کے اوپر آسمان ایسا بخیل ہوا

کہ لب تر نکردند زرع و نخیل
کہ کھیتی اور پودوں نے بھی اپنے لب کو تر کیا

بجوشید سرچشمہای قدیم
پرانے سرچشمے سب خشک ہوگئے

نماند آب جز آب چشم یتیم
یتیم کے آنسوؤں کے سوا کہیں پانی نہ رہا

نبودی بجز آہ بیوہ زنے
بیوہ عورت کی آہ کے سوا نہ تھا

اگر بر شدی دودی از روزنے
اگر کسی روزن سے دھواں نکلتا تھا

چو درویش بے برگ دیدم درخت
بے سامان درویش کی مانند میں نے درختوں کو دیکھا

قوی بازواں سست و درماندہ سخت
قوی بازوؤں کو سست اور بہت عاجز دیکھا

نہ بر کوہ سبزی نہ در باغ شخ
پہاڑ پر سبزی اور باغ میں شاخیں نہ تھیں

ملخ بوستاں خوردہ و مردم ملخ
کیونکہ ٹڈیوں نے باغ اور آدمیوں نے ٹڈیاں کھا لی تھیں

در آنحال پیش آمدم دوستے | از و مانده بر استخوان پوستے

اُس حال میں ایک دوست میرے پاس آیا | کہ اسکی ہڈیوں پر (دیکھکر) چمڑا ہی باقی رہا تھا

شگفت آمدم کو قوی حال بود | خداوند جاه و زر و مال بود

مجھے تعجب ہوا کہ یہ تو آسودہ حال تھا | مرتبہ اور روپیہ اور مال والا تھا

بدو گفتم اے یار فرخنده خوے | چه درماندگی پیشت آمد بگوے

میں نے اُس سے کہا اے مبارک خو یار | تجھے کیا مصیبت آئی بیان تو کر

بغرید بر من کہ عقلت کجاست | چو دانی و پرسی سوالت خطاست

وہ میرے اوپر بگڑا اور کہا تیری عقل کہاں ہے | جب تو جانتا ہے پھر پوچھتا ہے تو تیرا یہ پوچھنا خطا ہے

نہ بینی کہ سختی بغایت رسید | مشقت بحد نہایت رسید

تو نہیں دیکھتا کہ سختی انتہا کو پہونچی | اور محنت انتہا کی حد کو جا ملی ہے

نہ باران ہمی آید از آسمان | نہ بر میرود دود فریاد خوان

نہ تو آسمان سے مینہ برستا ہے | نہ فریاد کرنیوالوں کی آہ کا دھواں اوپر جاتا ہے

بدو گفتم آخر ترا باک نیست | کشد زہر جائیکہ تریاک نیست

میں نے اُس سے کہا کہ تجھے تو کچھ خوف نہیں | زہر وہاں مارتا ہے جہاں زہر بہنیں پہونچتا

فریاد خواں مضاف و مضاف الیہ مضاف الیہ ملکر فاعل ہوا فعل فاعل و متعلق کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ہوا ۔ گفتم فعل با فاعل مع مفعول

۴۲

گر از نیستی دیگرے شد ہلاک
اگر بے سامانی سے اور کوئی ہلاک ہوا تو ہوا

ترا ہست بط را ز طوفان چہ باک
تو مت ڈر کیونکہ تیرے پاس تو سامان ہے بطخ کو طوفان کیا ڈر

نگہ کرد رنجیدہ در من فقیہ
اس عقلمند آدمی نے رنجیدہ ہو کر میری طرف دیکھا

نگہ کردن عالم اندر سفیہ
جیسے عالم احمق کی طرف دیکھتا ہے

کہ مرد ارچہ بر ساحلست اے رفیق
کہا اے یار مرد اگرچہ کنارہ پر ہو

نیاساید و دوستانش غریق
لیکن چین نہ پائے جب اسکے یار ڈوب رہے ہوں

من از بینوائی نیم روے زرد
میں اپنی بے سامانی سے زرد رو نہیں

غم بینوایان دلم خستہ کرد
بلکہ بے سامانوں کے غم نے میرا دل دکھایا ہے

نخواہم کہ بیند خردمند ریش
میں نہ پسند کرتا ہوں کہ عقلمند آدمی کو بھی دکھ ہو

نہ بر عضو مردم نہ بر عضو خویش
بلکہ اپنے بدن پر خیال کرے

بحمد اللہ ارچہ ز ریش ایمنم
اللہ کا شکر ہے میں قحط کے زخم سے بے غم ہوں

چو ریشے ببینم بلرزد تنم
لیکن جب کسی قحط زدہ کو دیکھتا ہوں تو میرا بدن کانپتا ہے

منغص بود عیش آن تندرست
اس تندرست کا عیش خراب ہوتا ہے

کہ باشد بہ پہلوے بیمار سست
جو سست بیمار کے پاس ہو

چو بینم کہ درویش مسکیں نخورد
جب میں دیکھتا ہوں کہ مسکین فقیر نے کہانا نہیں کہایا

بکام اندرم لقمہ زہرست و درد
تو میرے حلق میں کہانا زہر اور مصیبت کے برابر ہے

یکے را بزندان درش دوستان
جس شخص کے دوست قیدخانہ میں قید ہوں

کجا ماندش عیش در بوستان
اسکا باغ میں عیش کرنا کہاں اچھا ہے

حکایت

شبے دود خلق آتشے برفروخت
ایکرات خلقت کی آہ نے کی دہوئیں نے آگ لگائی

شنیدم کہ بغداد نیمے بسوخت
میں نے سنا کہ اُس سے شہر بغداد آدہا جلگیا

یکے شکر گفت اندران خاک و دود
ایک شخص نے اُس خاک اور دہوئیں میں کہا

کہ دکان ما را گزندے نبود
شکر ہے کہ ہماری دکان کو کچھ ایذا نہ پہنچی

جہاندیدۂ گفتش اے بوالہوس
ایک جہاندیدہ نے اُس سے کہا اے حرصی

ترا خود غم خویشتن بود و بس
تجھکو فقط اپنا ہی غم تہا اور کسیکا نہ تہا

پسندی کہ شہرے بسوزد بنار
کیا تو پسند کرتا ہے کہ سارا شہر آگ میں جلجائے

وگرچہ سرایت بود بر کنار
اگر تیرا گہر کنارہ پر ہو

بجز سنگدل کے کند معدہ تنگ — چو بینند کساں بر شکم بستہ سنگ

بیرحم آدمی کے سوا کون پیٹ بھرے — جب لوگ تجھ کو کہ پیٹ پر پتھر باندھے دیکھیں

توانگر خود آں لقمہ چوں میخورد — چو بینند کہ درویش خوں میخورد

دولتمند کسطرح کھانا کھاے — جب دیکھیں کہ فقیر خون کھاتا ہے

مگو تندرست است رنجور وار — کہ مے پیچد از غصہ رنجور وار

یہ مت کہہ کہ بیماروار تندرست ہے — کیونکہ وہ غصہ سے بیمار کیطرح پیچتاب کھاتا ہے

سبک پے چو یاراں بمنزل رسند — نخسپد کہ واماندگاں در پس اند

جب یار منزل پر پہنچ جاتے ہیں — تو تیز رفتار نہیں سوتا اشخاص کہ پیچھے رہ گئے ہیں

دل بادشاہاں شود بارکش — چو بینند در گل خر خارکش

بادشاہ کا دل اس وقت بڑا رنجیدہ ہوتا ہے — جب خارکش گدھا کو کیچڑ میں دھنسا ہوا دیکھتے ہیں

اگر بودہ اسپ سعادت کس است — زگفتار سعدیش حرفی بس است

اگر کوئی شخص نیکبختی کے گھر میں ہو — اسکو سعدی کی بات کا ایک حرف کافی ہے

ہمینت بسند است اگر بشنوی — کہ گر خار کاری سمن ندروی

اگر تو دل سے سنے تو تجھکو یہی کافی ہے — کہ اگر تو کانٹا بوئے تو چنبیلی کے پھول نہ چنے

نصیحت

خبرداری از خسروان عجم	کہ کردند بر زیردستان ستم
تو جو کہ بادشاہوں کی خبر یاد رکہتا ہے	جنہوں نے زیردستوں پر ظلم کیا تہا
نہ آن شوکت و پادشاہی بماند	نہ آن ظلم بر روستائی بماند
نہ وہ دبدبہ اور پادشاہی رہی	نہ وہ کہ اون پر ظلم رہا
خطا بین کہ بردست ظالم برفت	جہان ماند و با مظالم برفت
تو دیکہہ کہ ظالم کے ہاتہ سے خطا ہوئی	جہان قایم رہا اور وہ ظلم ساتہ لیگیا
خنک روز محشر تن دادگر	کہ در سایۂ عرش دارد مقر
قیامت کے دن منصف بادشاہ کا بدن ٹہنڈا ہے	کہ وہ عرش کے سایہ میں مقام رکہیگا
بقومے کہ نیکی پسند و خدا	دہد خسرو عادل نیک رائے
جس قوم پر خدا نیکی پسند کرتا ہے	اسے عادل اور نیکرای بادشاہ بہیجتا ہے
چو خواہد کہ ویران کند عالمے	نہد ملک بر پنجۂ ظالمے
جب وہ چاہے جہان کو اجاڑ کرے	تو ملک کو ظالم بادشاہ کے قبضہ میں دیتا ہے

سگالند از نیکمرداں حذر
اچھے لوگ ظالم بادشاہ سے ڈرتے ہیں

که خشم خدایست بیداد گر
کیونکہ ظالم بادشاہ غضب الٰہی ہے

بزرگی ازو داں و منت شناس
بزرگی اُسکی طرف سے جان اور احسان پہچان

که زائل شود نعمت ناسپاس
کیونکہ ناشکری کی نعمت برباد ہو جاتی ہے

نه خود خوانده در کتاب مجید
کیا تو نے قران شریف میں نہیں پڑھا ہے

که در شکر نعمت شود بر مزید
کہ شکر کرنے سے دولت بڑہتی ہے

اگر شکر کردی بریں ملک و مال
اگر تو نے اس ملک و مال پر شکر کیا یعنی انصاف کیا

بمالی و ملکے رسی بے زوال
تو تو بے زوال مال و ملک پر پہنچے گا

وگر جور در بادشاہی کنی
اگر تو بادشاہی میں ظلم کرے

پس از بادشاہی گدائی کنی
تو اس بادشاہی کے پیچھے فقیری کریگا

حرامست بر بادشاہ خواب خوش
بادشاہ پر اچھی نیند سونا حرام ہے

چو باشد ضعیف از قوی بارکش
جبکہ غریب زبردست سے تکلیف اٹھا رہا ہو

میازار عامی بیک خردله
کسی غریب کو رائی کے دانہ کی بھی تکلیف مت دے

که سلطان شبانست و عامی گله
کیونکہ بادشاہ چرواہا ہے اور رعیت ریوڑ

۴۶

چو پرخاش بینند و بیداد زو	شباں نیست گرگست فریاد ازو
جب اس سے (خلقت) لڑائی اور ظلم دیکھیں	تو وہ چرواہا نہیں بھیڑیا ہے اس سے فریاد ہے
بد انجام رفت و بد اندیشہ کرد	کہ بازیر دستاں جفا پیشہ کرد
وہ بد انجام مرا اور اُسنے بری سوچ سوچی	جسنے غریبوں کے اوپر ظلم کرنا اختیار کیا
نخواہی کہ نفریں کنند از پست	نکو باش تا بد نگوید کست
تو نہیں چاہتا خلقت تیرے پیچھے برا کہیں	(سب کے ساتھ) اچھا رہ تاکہ کوئی تجھکو برا نہ کہے

حکایت دو برادر ظالم و عادل

شنیدم کہ در مرزے از باختر	برادر دو بودند از یک پدر
میں نے سنا کہ مغرب کے ایک ملک میں	دو حقیقی بھائی تھے -
سپہدار و گردنکش و پہلتن	نکو روی و دانا و شمشیر زن
لشکر والے اور متکبر اور ہاتھی کیسے بدن	خوبصورت اور عقلمند اور تلوار چلانیوالے
پدر ہر دو را سہمگیں مرد یافت	طلبگار جولان و ناورد یافت
باپ نے دونوں کو خوفناک مرد معلوم کیا	میدان اور لڑائی کا خواستگار جانا

۴۷

برفت آں زمیں را دو قسمت نہاد
(پھر وہ مر گیا) اور اس ملک کے دو حصے کئے

بہر یک پسر زاں نصیبے بداد
ہر ایک لڑکے کو اسمیں سے ایک ایک حصہ دیا

مبادا کہ بر یک دگر سر کشند
تاکہ ایسا نہو کہ آپس میں سرکشی کریں

بہ پیکار شمشیر کیں بر کشند
اور لڑائی کے اندر دشمنی کی تلوار چلائیں

پدر بعد ازاں روزگارے شمرد
اُسکے پیچھے باپ نے ایک زمانہ گنا یعنے چند برس جیا

بجاں آفریں جان شیریں سپرد
پھر اپنی شیریں جاں خدا تعالیٰ کے حوالہ کی

اجل بگسلانیدش طناب امل
موت نے اُسکی امید کی رسی توڑ ڈالی

وفاتش فرو بست دست عمل
موت نے اسکے عمل کے ہاتھ کو بند کیا

مقرر شد آں مملکت بر دو شاہ
وہ بادشاہت دو بادشاہوں پر بنٹ گئی

کہ بیحد و مر بود گنج و سپاہ
کہ بیحد و بے شمار سپاہ اور خزانہ تھا

بحکم نظر در بہ اُفتاد خویش
اپنی سمجھ کے موافق اپنی بہتری کیواسطے

گرفتند ہر یک یکے راہ پیش
ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ رستہ اختیار کیا

یکے عدل تا نام نیکو برد
ایک نے تو انصاف اختیار کیا تاکہ نیکنامی حاصل کرے

یکے ظلم تا مال گرد آورد
ایک نے ظلم تاکہ مال جمع کرے

یکے عاطفت سیرت خویش کرد | درم داد و تیمار درویش کرد

ایک بیابانی نے اپنی خصلت مہربانی کی کی | داد و دہش کی روپیہ دیا اور فقیروں کی غم خواری کی

بناکرد و نان داد و لشکر نواخت | شب از بہر درویش شبخانہ ساخت

(پل اور مسجد) بنائی اور (مسافر بھی) روٹی دی اور لشکر کو | اور رات کو بھی فقیروں کے واسطے شبخانے بنائے

خزائن تہی کرد و پر کرد جیش | چنان کز خلائق بہنگام عیش

خزانہ خالی کئے اور لشکر ایسا جمع کیا | کہ خلقت سے عیش کے وقت

بگردوں شد بانگ شادی چو رعد | چو شیراز در عہد بوبکر سعد

خوشی کی آواز بجلی کی طرح آسمان پر جاتی | جیسے شیراز ابابوبکر سعد زمانہ میں ہی ہے

خدیو خردمند فرخ نہاد | کہ شاخ امیدش برومند باد

مالک عقلمند اور مبارک ذات بادشاہ | (میں امید کرتا ہوں) کہ اسکی امید کی شاخ بار آور رہے

حکایت شنو کودکے نام جوے | پسندیدہ پے بود و فرخندہ خوے

بات سن وہ تاجر لڑکا | پسندیدہ قدم اور مبارک خصلت تھا

ملازم بدلداری خاص و عام | ثناگوے حق بامداد و شام

خاص و عام کی دلداری کا ملازم تھا | اور صبح و شام خدا تعالی کی تعریف کرتا تھا

در آں ملک قاروں برفت دلیر
اس ملک میں قاروں دلیر جاتا

کہ شہ دادگر بود و درویش سیر
کیونکہ بادشاہ منصف اور فقیر سیر ہوئے تھے

نیامد در ایام او بر دلے
میں نہیں کہتا اسکے زمانہ میں کسی دل پر ایک کانٹا

نہ گویم کہ خارے کہ برگ گلے
بلکہ ایک پھول کے پتہ کا بھی صدمہ پہنچا ہو

سر آمد بتائید ملک از سراں
رعیت کی مدد کرنے سے تمام سرداروں پر غالب ہوا

نہادند سر بر خطش سروراں
اور تمام سردار اسکے مطیع بن گئے

دگر خواست کافزوں کند تخت و تاج
دوسرے بھائی نے چاہا کہ تخت اور تاج کو بڑھا لے

بیفزود بر مرد دہقاں خراج
اس لئے کسانوں پر محصول بڑھا دیا

طمع کرد در مال بازارگاں
سوداگروں کے مال میں طمع کی

بلا ریخت بر جان بیچارگاں
ان بیچاروں کی جان پر بلا ڈالی

نگویم کہ بدخواہ درویش بود
میں نہیں کہتا کہ وہ غریبوں کا دشمن تھا

حقیقت کہ او دشمن خویش بود
بلکہ حقیقت میں وہ اپنا ہی دشمن تھا

بامید بیشی نداد و نخورد
(دولت) بڑھانے کی امید پر نہ تو کسی کو دیا اور نہ آپ کھایا

خردمند داند کہ ناخوب کرد
عقلمند سمجھتا ہے کہ اسے برا کیا

که تا جمع کرد آں زر از گربزی
کیونکہ اپنی حیلہ گری سے مال جمع کرتا رہا

پراگنده شد لشکر از عاجزی
لشکر تنگدستی کے سبب پریشان ہو گیا

شنیدند بازارگانان خبر
سوداگروں نے بہی یہہ خبر سنی

که ظلم ست در بوم آں بی‌هنر
کہ اوس بے ہنر کے ملک مین ظلم ہے

بریدند از آنجا خرید و فروخت
اوس جگہہ سے سوداگری کا سلسلہ موقوف کیا

زراعت نیامد رعیت بسوخت
محصول کا روپیہ نہ آیا جب رعیت بہاگ گئی

چو اقبالش از دوستی سر بتافت
جب اقبال نے اوسکی دوستی سے سر پہیرا

بناکام دشمن برو دست یافت
تو ناچار دشمن اوسپر غالب ہو گیا

ستیز فلک بیخ و بارش بکند
آسمان کی لڑائی نے اوسکی جڑ اور بنیاد اکہیڑ دی

سم اسپ دشمن دیارش بکند
دشمن کے گہوڑونکی سم نے اوسکی ولایت خراب کی

وفا در که جوید چو پیمان گسیخت
وفا کسمین ڈہونڈہی جب اوسنے خود ہی پیمان توڑ دیا

خراج از که خواهد چو دهقان گریخت
اور محصول کس سے مانگو جب کسان بہاگ گئے

چه نیکی طمع دارد آں بی‌صفا
وہ بے صفا نیکی کی کیا امید رکہے

که باشد دعای بدش در قفا
جسکے پیچہے خلقت کی بری دعا ہو

چو بختش نگون بود در کاف کن
جب اُسکا نصیبا اول ہی سے اُلٹا تھا

نکرد آنچه نیکانش گفتند کن
تو جو کچھ اُسکو نیکوں نے کہا کہ یہ کر اُسنے نہ کیا

چه گفتند نیکان بر آن نیکمرد
نیکوں نے اُس بھلے مانس سے کیا کہا

تو برخور که بیداد گر برنخورد
کہ تو اپنی کمائی کا پھل کہا کیونکہ ظالم کبھی پھل نہ کہایا

گمانش خطا بود و تدبیر سست
اُسکا گمان بیجا تھا اور تدبیر سست تھی

که در عدل بود آنچه در ظلم جست
کیونکہ جو کچھ اُسنے ظلم میں تلاش کیا وہ انصاف میں حاصل ہوتا

حکایت

یکے بر سر شاخ و بن می برید
ایک شخص شاخ پر بیٹھا تھا اور اُسکی جڑ کاٹتا تھا

خداوند بستان نگه کرد و دید
باغ کے مالک نے اُسکی طرف نگہ کی اور دیکھا

بگفتا گر این شخص بد میکند
کہا اگر یہ شخص برا کرتا ہے

نه با من که با نفس خود میکند
تو میرے ساتھ نہیں بلکہ اپنے نفس کے ساتھ کرتا ہے

نصیحت نجاتست اگر بشنوی
نصیحت چھٹکارا ہے اگر تو سنے

ضعیفان میفگن بکتف قوی
عاجزوں کو اپنی زور اور بازو سے مت گرا

که فردا بداور برد خسروے

کیونکہ قیامت میں خدا کے پاس بادشاہ کو لیجائے

گدائے کہ پیشت نیرزد جوے

وہ فقیر کہ تیرے آگے جو برابر قیمت نہیں رکھتا

چو خواہی کہ فردا شوی مہترے

جب تو یہ چاہتا ہے کہ قیامت میں سردار بنے

مکن دشمن خویشتن کہترے

تو کسی غریب کو بھی اپنا دشمن نہ بنا

کہ چوں بگذرد بر تو ایں سلطنت

کیونکہ جب تیرے سے یہ بادشاہی جاتی رہیگی

بگیرد بکیں آں گدا دامنت

وہ فقیر اس دشمنی کے سبب تیرا دامن پکڑیگا

مکن پنجہ از ناتواناں بدار

غریبوں سے پنجہ اٹھا اور ایسا مت کر

کہ گر بفکنندت شوی شرمسار

کہ اگر وہ تجھکو ڈالدیں تو تو شرمندہ ہو

کہ زشتست در چشم آزادگاں

کیونکہ آزادوں کی آنکھ میں

بیفتادن از دست افتادگاں

عاجزوں کے ہاتھ سے گرجانا برا ہے

بزرگان روشندل و نیکبخت

روشندل اور نیک بخت بادشاہ ہوئے

بفرزانگی تاج بردند و تخت

(آخرت میں بھی) تاج و تخت دانائی سے حاصل کیا

بدنبالۂ راستاں کج مرو

بزرگوں کے پیچھے ٹیڑھا نہ چل

وگر راست خواہی ز سعدی شنو

اور اگر تو سچ چاہتا ہو تو سعدی سے سن

وعاطفہ گر حرف شرط خواہی فعل با فاعل راست ای راست شنیدن ایں فعل فاعل و مفعول کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر فعل شرط ہوا شنو فعل

صفت جمعیت اوقات درویش راضی

مگو جاہے از سلطنت بیش نیست
یہ مت کہو کوئی مرتبہ بادشاہی سے زیادہ نہیں

کہ ایمن تر از ملک درویش نیست
بلکہ کوئی مرتبہ فقیر کے ملک سے زیادہ نہیں ہے

سبکبار مردم سبکتر روند
ہلکے بوجھ والے آدمی بہت تیز جاتے ہیں

حق اینست و صاحبدلان بشنوند
حق بات یہی ہے اور صاحبدل اسکو سنتے ہیں

تہیدست تشویش نانی خورد
خالی ہاتھ آدمی ایک روٹی کا فکر کرتا ہے

ملک غم بقدر جہانے خورد
بادشاہ جہان کی مقدار کے موافق غم کھاتا ہے

گدارا چو حاصل شود نان شام
فقیر کو جب شام کی روٹی حاصل ہو جاتی ہے

چنان خوش بخسپد کہ سلطان شام
تو وہ ایسا خوش سوتا ہے جیسا کہ شام کا بادشاہ

غم و شادمانی بسر میرود
غم اور خوشی حاصل تو ہو جاتی ہے

بمرگ این دو از سر بدر میرود
لیکن یہہ دونوں مرکر سر سے باہر ہو جاتے ہیں

چہ آن را کہ بر سر نہادند تاج
وہ شخص جسکے سر پر تاج رکھا

چہ آن را کہ بر گردن آمد خراج
اور وہ شخص جسکی گردن پر محصول آیا

اگر سرفرازی بکیواں برست
اگر کوئی بادشاہ ستارہ زحل پر ہو

وگر تنگدستی بزنداں درست
یا کوئی تنگدست جیلخانہ میں ہو

درآمد کاجل بر سر ہر دو تاخت
جبکہ ان دونوں کے سر پر موت پہنچی

نمی شاید از یکدگر شاں شناخت
کوئی انکو ایک دوسرے سے پہچان نہیں سکتا

حکایت عابد و کلہ بوسیدہ

شنیدم کہ یکبار در دجلۂ
میں نے سنا کہ ایک بار دریا میں

سخن گفت با عابدے کلۂ
ایک کھوپڑی نے عابد سے یہ بات کہی

کہ من فر فرماندہی داشتم
کہ میں بھی بادشاہی دبدبہ رکھتی تھی

بسر بر کلاہ مہی داشتم
اور بادشاہی تاج سر پر رکھتی تھی

سپہرم مدد کرد و نصرت وفاق
جب آسمان نے میری مدد کی اور مدد نے موافقت

گرفتم ببازوے دولت عراق
تو میں نے نصیبے کی مدد سے عراق فتح کر لیا

طمع کردہ بودم کہ کرماں خورم
مجھے یہ خواہش کی تھی کہ شہر کرماں کو فتح کروں

کہ ناگہ بخوردند کرماں سرم
اچانک دجلہ میں کیڑوں نے میرا سر کھا لیا

بکش پنبهٔ غفلت از گوش هوش | که از مردگان پندت آید بگوش

غفلت کی روئی ہوش کے کانوں سے نکال | تاکہ مردوں سے نصیحت تیرے کان میں آئے

گفتار در نکوکاری و بدکاری و انجام آں

نکوکار مردم نباشد بدش | نورزد کسے بد که نیک آیدش

نیک آدمی کا برا نہیں ہوتا | اور جو کوئی بدی کرتا ہے اسکو نیکی نہیں ملتی

شر انگیز مردم سوئے شر رود | چو کژدم که در خانه کمتر رود

شریر آدمی شرارت کی طرف جاتا ہے | بچھو کی طرح کہ وہ گھر میں کمتر (یا نہیں) جاتا ہے

اگر نفع کس در نهاد تو نیست | چنین جوهر و سنگ خارا یکیست

اگر کسی کا نفع تیری ذات میں نہیں | ایسا جوہر اور سخت پتھر یکساں ہے

غلط گفتم اے یار شایسته خوی | که نفع است در آهن و سنگ و روی

اے مبارک خو یار میں نے تو غلط کہا | کیونکہ لوہے اور پتھر اور کانسی میں تو نفع ہے

چنین آدمی مرده به ننگ را | که بر وے فضیلت بود سنگ را

ایسا آدمی شرم سے مرا اچھا ہے | جس سے کہ پتھر کو بھی بزرگی ہو

نہ ہر آدمی زادہ از دد بہ است — کہ دد ز آدمی زادۂ بد بہ است

ہر آدمی زادہ درندہ جانور سے اچھا نہیں — بلکہ ظالم آدمی سے درندہ ہی اچھا ہے

بہ است از دد انساں صاحب خرد — نہ انساں کہ در مردم افتد چو دد

عقلمند آدمی تو درندہ جانور سے اچھا ہے — وہ نہیں جو لوگوں میں درندوں کی طرح پڑے

چو انساں نداند بجز خورد و خواب — کدامش فضیلت بود بر دواب

جب آدمی کھانے اور سونے کے سوا کچھ نہ جانے — تو اسکو چوپایوں پر کونسی بزرگی ہو

سوار نگوں بخت و بیراہ رو — پیادہ برو زو در رفتن گرو

بدبخت بیراہ چلنے والے سوار سے تو — پیادہ سیدھا چلنے والا ہی سبقت لیجاتا ہے

کسے دانہ نیکمردی نکاشت — کزو خرمن کام دل برنداشت

جب کسی نے نیک مردی کا دانہ بویا — اسنے اس سے ضرور دل کے مقصد کا کھلواڑہ اٹھایا

نہ ہرگز شنیدیم در عمر خویش — کہ بد مرد را نیکی آمد بپیش

ہمنے اپنی عمر میں یہ کبھی نہیں سنا — کہ بد آدمی کو نیکی پیش آئی

حکایت سرہنگ مردم آزار

گرانے بچاہے در افتادہ بود — کہ از ہول او شیر نر مادہ بود

ایک بہادر کنوئیں میں گر پڑا تھا — کہ اس کے خوف سے شیر نر بھی مادہ تھا

بد اندیش مردم بجز بد ندید — بیفتاد و عاجزتر از خود ندید

ظالم نے بدی کے سوا کچھ نہ دیکھا — کنوئیں میں گرا اور اپنے سے زیادہ عاجز کسی کو نہ دیکھا

ہمہ شب ز فریاد و زاری نخفت — یکے بر سرش کوفت سنگی و گفت

فریاد اور زاری سے تمام رات نہ سویا — ایک شخص نے اسکے سر پر پتھر مار کر کہا

تو ہرگز رسیدی بفریاد کس — کہ میخواہی امروز فریادرس

کہ تو کبھی کسی کی فریاد کو پہنچا ہے — جو تو آج فریادرس کو پکار رہا ہے

ہمہ تخم نامردمی کاشتی — ببیں لاجرم برکہ برداشتی

تو نے تمام نامردی کے بیج بوئے ہیں — ناچار تو نے جو پھل اٹھایا ہے دیکھ

کہ بر جان ریشت نہد مرہمے — کہ دلہا ز ریشت بنالد ہمے

تیری زخمی جان پر اب کون مرہم لگائے — کیونکہ سینکڑوں لوگ تیرے زخمی کیے ہوئے رو رہے ہیں

تو مارا ہمے چاہ کندی براہ — بسر لاجرم در فتادی بچاہ

تو ہمارے واسطے رستے میں کنواں کھودتا تھا — ناچار تو ہی سر کے بل کنوئیں میں گرا

دو کس چه کنند از پے خاص و عام | یکے نیک محضر دگر زشت نام

دو آدمی خاص و عام کیواسطے کنواں کہود تے ہیں | ایک تو بھلا مانس دوسرا بد ذات

یکے تا کند تشنه را تازه حلق | دگر تا بگردن در افتند خلق

ایک تو اس لیے کہودتا ہے کہ پیاسوں کی حلق کو تر کرے | دوسرا اسواسطے کہ اسمیں خلقت گر پڑے

اگر بد کنی چشم نیکی مدار | که هرگز نیارد گز انگور بار

اگر تو بدی کرتا ہے تو نیکی کی امید مت رکھ | کیونکہ جہاؤ کبھی انگور کا پہل نہیں لاتا

نه پندارم اے در خزاں کشته جو | که گندم ستانی بوقت درو

اے کہ تو نے جاڑے کے موسم میں جو بوئے ہیں | [illegible]

درخت زقوم ار بجاں پروری | مپندار هرگز کزو بر خوری

اگر تھوہر کے درخت کو تو جان سے پالے | تو یہ خیال مت کر کہ کبھی اسسے پہل کہائیگا

رطب ناورد چوب خرزهره بار | چو تخم افگنی بر همان چشم دار

کنیر کی لکڑی کبھی چھوہارے کا پہل نہیں لاتی | جس چیز کا بیج بوتا ہے اسی کی امید رکھ

حکایت حجاج بن یوسف و مرد حق گوے

٦٠

حکایت کنند از یکے نیکمرد
ایک نیکمرد کا ذکر کرتے ہیں
بسودا چنان روی افشاند دست
دیوانہ پن سے اُسکے اوپر ایسے ہاتھ چلائے
بسر منگ دیوان نگہ کرد تیز
بادشاہ نے کچہری مجمع کی طرف تیز نگاہ کی
چو حجت نماند جفا جوئے را
جب ظالم کو دلیل نہیں رہتی
بخندید و بگریست مرد خدائے
وہ خدا کا مرد ہنسا اور پھر رویا
چو دیدش کہ خندید و دیگر گریست
جب بادشاہ نے اُسکو دیکھا کہ ہنسا اور پھر رویا
بگفتا ہمی گریم از روزگار
اُسنے کہا میں زمانہ سے روتا ہوں

کہ اکرام حجاج یوسف نکرد
کہ اُسنے یوسف کے بیٹے حجاج کی نبرگی کی
کہ حجاج را دست حجت ببست
کہ حجاج کے دلیل کے ہاتھ کو بند کیا
کہ نطعش بینداز و خونش بریز
کہ اسکے واسطے زیرانداز بچھا اور اُسکا خون گرا
بہ پرخاش در ہم کشد روئے را
تو لڑائی کیواسطے تیوری چڑہاتا ہے
عجب ماند سنگین دل تیرہ رائے
سنگدل اور بے عقل بادشاہ تعجب میں رہا
بپرسید کین خندہ و گریہ چیست
پوچھا کہ یہ ہنسنا اور رونا کیا ہے
کہ طفلان بیچارہ دارم چہار
اسواسطے کہ میں بیچارے چار لڑکے رکھتا ہوں

همی خندم از لطف یزدان پاک

اور میں خدا پاک کی مہربانی سے ہنستا ہوں

که مظلوم رفتم نه ظالم بخاک

اسلئے کہ مظلوم خاک میں گیا ہوں نہ ظالم

یکی گفتش ای نامور شهریار

ایک شخص نے اسکو کہا اے نامور بادشاہ

چه خواهی ازین پیر زودست دار

تو اس بڈھے سے کیا لیتا ہے اس سے ہاتھ اٹھا

که خلقی بدو تکیه دارند و پشت

کہ ایک خلقت اسکے اوپر پشت و پناہ رکھتی ہے

روا نیست خلقی بیکبار کشت

ایک خلقت کو ایک دفعہ ہی مارنا روا نہیں

بزرگی و عفو و کرم پیشه کن

بزرگی اور عفو اور کرم کا طریق اختیار کر

ز خردان اطفالش اندیشه کن

اور اسکے چھوٹے لڑکوں سے بھی بچ

مگر دشمن خاندان خودی

شاید تو اپنے خاندان کا دشمن ہے

که بر خاندانها پسندی بدی

جب تو اور خاندانوں پر بدی پسند کرتا ہے

بپندار دلها بداغ تو ریش

بہت دل تیرے داغ سے زخمی ہوں

که روز پسین آیدت خیر خویش

تو تو یہ گمان کر کہ قیامت تیرے آگے نیکی آئیگی

نه خفت است مظلوم ز آهش بترس

مظلوم نہیں سویا اسکی آہ سے ڈر

ز دود دل صبحگاهش بترس

اور اسکی صبح کے وقت دل کی آہ دھوئیں سے ڈر

نترسی که پاک اندرونی شبے

تو اس سے نہیں ڈرتا کہ کوئی نیک مرد کسی روز رات کو

نه ابلیس بد کرد و نیکی ندید

ابلیس نے برا کیا نیکی نہ دیکھی

مدر پردهٔ کس بهنگام جنگ

لڑائی کے وقت کسی کا پردہ مت پھاڑ

مزن بانگ بر شیر مردان درشت

شیر مردوں پر سخت آواز مت مار

شنیدم که نشنید و خونش بریخت

میں نے سنا کہ بادشاہ نے اسکا کہنا نہ مانا اور اسے قتل کر ڈالا

بزرگی در آن فکرت آن شب نخفت

ایک بزرگ اس فکر میں اس رات نہ سویا

دمی بیش بر من سیاست نراند

ظالم بادشاہ نے مجھ کو ایکدم سے زیادہ تکلیف نہ دی

بر آرد ز سوز جگر یا ربے

سوز جگر سے یارب نکالی دیتی بد دعا کرے

بر پاک ناید ز تخم پلید

ناپاک بیج سے پاک پھل نہیں لگتا

که باشد ترا نیز در پرده ننگ

کیونکہ تیرے پردہ میں بھی شرم ہوگی

چو با کودکاں بر نیائی بهشت

جب بچوں کے ساتھ بھی تو مشت نہیں لڑ سکتا

ز فرمان داور که داند گریخت

خدا کے حکم سے کون بھاگ سکتا ہے

بخواب اندرون دید درویش گفت

اسنے خواب میں درویش کو دیکھا اور درویش نے کہا

عقوبت برو تا قیامت بماند

اسکے اوپر قیامت تک تکلیف رہی

٦٢

حکایت

یکے پند میداد فرزند را
ایک شخص بیٹے کو نصیحت دیتا تھا

مکن جور بر خوردکان ای پسر
اے بیٹا غریبوں کے اوپر ظلم مت کر

نمی ترسی اے گرگ ناقص خرد
اے کم عقل بھیڑیے تو نہیں ڈرتا ہے

بخردی درم زور سر پنجہ بود
لڑکپن میں میرا پنجہ بھی طاقتور تھا

بخوردم یکے مشت زور آوران
ایک بار میں نے زورآوروں کا مکا کھایا

نگہدار پند خردمند را
عالم کی نصیحت یاد رکھ

کہ یکروز بیفتد بزرگی ز سر
کہ ایک دن یہ بزرگی تیرے سر سے جاتی رہیگی

کہ روزے پلنگیت برہم درد
کہ ایکدن کوئی تیندوا تجھے بھی پھاڑ ڈالیگا

دل زیردستان زمن رنجہ بود
کمزوروں کا دل میرے سے تکلیف میں تھا

نکردم دگر زور بر لاغران
پھر کبھی میں نے غریبوں پر زور نہیں کیا

گفتار اندر نواختن رعیت و رحمت بر افتادگان

الا تا بغفلت نخسپی که نوم

خبردار تو کبھی غفلت میں نہ سونا کیونکہ

حرامست بر چشم سالار قوم

بادشاہ کی آنکھ پر غفلت کی نیند حرام ہے

غم زیردستان بخور زینہار

غریبوں کا غم ضرور کھا

بترس از زبردستی روزگار

اور زمانہ کی زبردستی سے ڈر

نصیحت کہ خالی بود از غرض

جو نصیحت غرض سے خالی ہوتی ہے

چو داروی تلخست دفع مرض

وہ نصیحت کڑوی دوا کی طرح مرض کو دور کر دیتی ہے

حکایت ہمدرین معنی

یکے را حکایت کنند از ملوک

ایک بادشاہ کا ذکر کرتے ہیں

کہ بیماری رشتہ کرد تن چو دوک

کہ نارو کی بیماری نے اُسکو تکلہ کی مانند دبلا (کر دیا)

چنانش بینداخت ضعف جسد

بدن کی ناتوانی نے اُسکو ایسا عاجز کیا

کہ می برد بر زیردستان حسد

کہ غریبوں پر (تندرستی کا) حسد کرتا تھا

کہ شاہ ارچہ بر عرصہ نام آور است

کیونکہ اگرچہ بادشاہ شطرنج کے میدان میں نام آور ہے

چو ضعف آمد از بیدقی کمتر است

لیکن جب اُسکو ضعیفی آئی تو پیادہ سے کمتر ہے

شنید این سخن پیر خرم سرشت	بتندی برآورد بانگ درشت
کبڑی کمر والے بوڑھے نے یہ بات سنی	غصہ سے سخت آواز نکالی
که حق مهربانست بر دادگر	ببخشا و بخشایش حق نگر
کہ خدا منصف بادشاہ پر مہربان ہے	تو بخشش کر اور پھر خدا کی بخشش کو دیکھ
دعائے منت کے شود سودمند	اسیران مظلوم در چاه بند
میری دعا تجھکو کب فائدہ مند ہو	جب قیدی مظلوم کو جیل میں قید ہوں
تو ناکرده بر خلق بخشایشے	کجا بینی از دولت آسایشے
تونے کبھی خلقت پر رحم نہیں کیا ہے	تو دولت سے کہاں آرام دیکھیگا
ببایست عذر خطا خواستن	پس از شیخ صالح دعا خواستن
پہلے خطا کا عذر چاہنا چاہیے	پھر شیخ صالح سے دعا کرانی چاہیے
کجا دستگیرد دعائے ویت	دعای ستمدیدگان در پیست
اسکی دعا تیری مدد کہاں کرے	جب مظلوموں کی بددعا تیرے پیچھے ہو
شنید این سخن شهریار عجم	ز خشم و خجالت برآمد بهم
عجم کے بادشاہ نے جب یہ بات سنی	غصہ اور شرمندگی سے نہایت غصہ ہوا

برنجید و پس با دل خویش گفت
رنجیدہ ہوا اور پھر اپنے دل میں کہا

چه رنجم حقیقت آنکه درویش گفت
میں کیوں رنج ہوں بات جو درویش نے کہی سچ ہے

بفرمود تا هر که در بند بود
بادشاہ نے حکم دیا [illegible] تو جو کوئی قید میں تھا

بفرمانش آزاد کردند زود
اسکے حکم سے جلد ہر ایک کو چھوڑ دیا

جهاندیده بعد از دو رکعت نماز
جہاندیدہ درویش نے دو رکعت نماز کے بعد

بداور برآورد دست نیاز
خدا کی طرف عاجزی کا ہاتھ اٹھایا

که ای بر فرازندهٔ آسمان
اور کہا کہ اے آسمان کے بلند کرنیوالے (خدا)

بجنگش گرفتی بصلحش بمان
تو نے اسکو لڑائی میں پکڑا اب اسکو صلح پر چھوڑ دے

ولی همچنان بر دعا داشت دست
وہ ولی اسی طرح دعا ہی پر ہاتھ رکھتا تھا

که تنجور افتاده برپای جست
کہ عاجز بیمار تندرست ہو گیا

تو گفتی ز شادی بخواهد پرید
بادشاہ گویا خوشی سے مور کی طرح اڑنے لگا

چو طاوس کو رشته در پا ندید
جب اسنے اپنے پانو میں تار بندھا نہ دیکھا

بفرمود گنجینهٔ گوهرش
بادشاہ نے فرمایا تو غلاموں نے موتیوں کا خزانہ

فشاندند در پای و زیر سرش
اسکے پاؤں اور اسکے سر کے نیچے بچھا دیا

۶۸

حق از بہر باطل نشاید نہفت
جھوٹ کے واسطے سچ کو نہ چھپانا چاہیے

از انجملہ دامن بیفشاند و گفت
یعنی اس سبب سے اپنا دامن جھاڑ کر کہا

صرو بر سر رشتہ باید وگر
ایک ڈھنگ سے کہ برابر کسی کو پھر تکلیف دینا

صبا واکہ دیگر گسشد رشتہ سر
تاکہ ایسا نہ ہو کہ تار وہ پھر ظاہر ہو جائے

چو بار افتادی نگہدار پائے
جب ایک دفعہ گر پڑا پھر اپنے پاؤں کو نگہ رکھ

کہ تا بار دیگر نلغزد ز جائے
تاکہ تیرا پاؤں دوبارہ جگہ سے نہ پھسل جائے

ز سعدی شنو کین سخن راست
سعدی سے سن کہ یہ بات سچ ہے

نہ ہر بار افتادہ برخاست
کہ ہر بار گرا ہوا نہیں اٹھا ہے

گفتار در بیوفائی ملک و نعمت دنیا کہ بقا ندارد

جہان ای پسر ملک جاوید نیست
اے لڑکے یہ جہان ہمیشہ کا ملک نہیں

ز دنیا وفاداری امید نیست
اور دنیا سے کسی کو وفاداری کی امید نہیں ہے

نہ بر باد رفتی سحرگاہ و شام
(کیا) صبح اور شام ہوا پر نہیں جاتا تھا

سریر سلیمان علیہ السلام
سلیمان علیہ السلام کا تخت

باخر ندیدی کہ برباد رفت

آخر تو نے دیکھا نہیں کہ وہ تخت برباد ہو گیا

خنک آنکہ با دانش و داد رفت

خوش وہ شخص ہے جو عقل اور انصاف کے ساتھ گیا

کسے زینمیاں گوئے دولت ربود

یہاں سے تو وہ شخص دولت کی گیند لے گیا

کہ در بند آسایش خلق بود

جو خلقت کے آرام کی فکر میں مشغول رہا

بکار آمد آنہا کہ برداشتند

وہ چیزیں کام میں آئیں جو اٹھائیں

نہ گرد آوریدند و بگذاشتند

نہ وہ کہ جو جمع کیں اور چھوڑ کر مر گئے

حکایت در تغیر روزگار و انتقال دولت

شنیدم کہ در مصر میرِ اجل

سنا کہ مصر میں ایک بڑا امیر تھا

سپہ تاخت بر روزگارش اجل

موت نے اپنی سپاہ اس کے زمانہ پر دوڑائی

جمالش برفت از رخ دلفروز

اس کے دلفروز چہرے سے جمال جاتا رہا

چو خور زرد شد بس نماند ز روز

جب سورج زرد ہو گیا تو پھر دن نہیں رہتا

گزیدند فرزانگاں دست فوت

طبیب افسوس کرنے لگے

کہ در طب ندیدند داروئے موت

کیونکہ طب میں موت کا علاج نہ ملا

٦٩

جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا ر شرط ہوئی فعل شرط و جزا شرط ملکر جملہ شرطیہ ہوا ٦ گزیدند فعل فرزانگاں فاعل دست فوت مضاف و مضاف الیہ ملکر مفعول ہوا

همه تخت وملکی پذیرد زوال
تمام تخت اور ملک زوال قبول کرتا ہے

بجز ملک فرمانده لایزال
خدائے تعالے کے ملک کے سوائے

چو نزدیک شد روز عمرش بشب
جب اسکی عمر کا دن رات کے نزدیک ہوا (یعنی آخر ہونے لگا)

شنیدم که میگفت در زیر لب
تو میں نے سنا کہ وہ آہستہ آہستہ (لبوں کے نیچے) یہ کہتا تھا

که در مصر چون من عزیزی نبود
کہ مصر میں میرے جیسا کوئی وزیر نہ تھا

چو حاصل همین بود چیزی نبود
جب انجام یہی تھا تو کچھ بھی نہ تھا

جهان گرد کردم نخوردم برش
میں نے جہان جمع کیا اور اُسکا پھل نہ کھایا

برفتم چو بیچارگان از سرش
اور بیچاروں کی طرح اُسکے سر سے گزر گیا

پسندیده رای که بخشید و خورد
جس پسندیدہ عقل نے (اور بھی) بخشا اور آپ کھایا

جهان از پی خویشتن گرد کرد
اُس نے جہان اپنے واسطے جمع کیا

دران کوش تا با تو ماند مقیم
اس بات میں کوشش کر کہ تیرے ساتھ ہمیشہ قایم رہے

که هر چه از تو ماند دریغست و بیم
کیونکہ جو کچھ تیرے سے بچیگا وہ خوف اور افسوس ہے

کند خواجه بر بستر جان گداز
امیر آدمی (جان کنی کے وقت) جانگداز بستر پر

یکی دست کوتاه و دیگر دراز
ایک ہاتھ کو سکوڑتا اور دوسرے کو پھیلاتا ہے

درآندم ترا مے نماید بدست	کہ وقتش زبانش بگفتن ببست
اس وقت تجکو ہاتہ سے بتلاتا ہے	کہ دوسرے وقت اُسکی زبان بولنے سے بند کردی ہے
کہ دستے بجود وکرم کن دراز	وگر دست کوتہ کن از ظلم وآز
کہ ایک ہاتہ سخاوت اور بخشش کیواسطے پہیلا	دوسرا ہاتہ ظلم اور حرص سے سکوڑ
کنونت کہ دستست خارے بکن	وگر کے برآری تو دست از کفن
اب جو تجکو طاقت ہے (کسی کا) کانٹا نکال	پہر تو کفن سے کیونکر ہاتہ نکال سکے گا
بتابد بسے ماہ وپروین وہور	کہ سر برنداری ز بالین گور
چاند اور ستارہ اور سورج بہت مدت تک چمکیں گے	اور تو قبر کے سرہانے سے سر نہیں اُٹھائیگا

حکایت قزل ارسلان با دانشمند

قزل ارسلان قلعۂ سخت داشت	کہ گردن بالوند بر مے فراشت
قزل ارسلان ایک قلعہ سخت رکہتا تہا	کہ الوند پہاڑ کے برابر اُسکی گردن بلند تہی
نہ اندیشہ از کس نہ حاجت بہیچ	چو زلف عروسان رہش پیچ پیچ
کسی کا اندیشہ اور نہ کسی سے ضرورت	معشوقوں کی زلف کیطرح اسکا راستہ پیچ در پیچ

چنان نادرے افتادہ در روضہ
باغ کے اندر ایسا نادر پڑا تھا

کہ در لاجوردی طبق بیضہ
جیسا کہ سبز طباق میں انڈا ہوتا ہے

شنیدم کہ مردے مبارک حضور
سنا کہ ایک مبارک حضور مرد

بنزدیک شاہ آمد از راہ دور
بادشاہ کے پاس بہت دور کے رستہ سے آیا

حقایق شناسے جہاندیدہ
حقیقت پہچاننے والا جہان کے نیک و بد کو دیکھا ہوا

ہنرمندے آفاق گردیدہ
بڑا ہنرمند اور جہان کی سیر کئے ہوئے

بزرگے زباں آورے کارداں
بزرگ اور شاعر اور کام جاننے والا

حکیم سخنگوے بسیار داں
بات کہنے والا اور بہت جاننے والا حکیم تھا

قزل گفت چندیں کہ گردیدہ
قزل نے کہا تو نے جہان میں کتنی سیر کی ہے

چنیں جائے محکم کجا دیدہ
ایسا مضبوط قلعہ بھی کہیں دیکھا ہے

بخندید کیں قلعہ خرم است
درویش نے ہنس کر کہا کہ یہ قلعہ بہت اچھا ہے

ولیکن نپندارمش محکم است
لیکن میں اس کو مضبوط نہیں سمجھتا

نہ پیش از تو گردنکشاں داشتند
کیا تیرے سے پہلے اور بادشاہ اسپر قابض نہیں رہے ہیں

دمے چند بودند و بگذاشتند
وہ بھی چند روز اسمیں رہے اور چھوڑ گئے

۴۲

نہ بعد از تو شاہانِ دیگر برند — درخت اُمید ترا بر خورند

تیرے پیچھے اور بادشاہ لے لینگے — تیری اُمید کے درخت کا پھل کھاوینگے

زدوران ملک پدر یاد کن — دل از بند اندیشہ آزاد کن

(اپنے) اپکے بادشاہی کے زمانہ کو یاد کر — (اور طول امل کی) اندیشہ کی قید سے دلکو آزاد کر

چناں روزگارش بکنجے نشاند — کہ بر یک پشیزش تصرف نماند

زمانہ نے اسکو ایک کونہ میں ایسا بٹھلایا ہے — کہ ایک دمڑی پر اسکا قبضہ نہیں رہا

چو نومید ماند از ہمہ چیز و کس — اُمیدش بہ فضل خدا ماند و بس

جب وہ تمام چیزوں اور آدمیوں سے نا اُمید ہوگیا — تو اسکی اُمید فقط خدا کے فضل سے رہ گئی

بر مردِ ہشیار دنیا خس است — کہ ہر مدتے جاے دیگر کس است

ہشیار آدمی کے نزدیک دنیا کوڑا ہے — کیونکہ یہ دنیا ہمیشہ نئے آدمی کی جگہ ہے

حکایت

چنیں گفت شوریدۂ در عجم — بکسرے کہ اے وارث ملک جم

عجم کے ملک میں ایک دیوانہ یہ بات — کسرے سے کہی کہ اے جمشید کے ملک کے وارث

اگر ملک بر جم بماندے و بخت — ترا کے میسر شدے تاج و تخت

اگر یہ بادشاہی اور نصیب جمشید ہی پر رہتا — تو یہ تاج اور تخت تجکو کب میسر ہوتا

اگر گنج قاروں بدست آوری — نماند مگر آنچہ بخشی بری

اگر تو قاروں کا خزانہ اپنے قبضہ میں لائے — (وہ بھی) قایم نہ رہیگا لیکن جو کچھ کہ تو (اللہ)

حکایت

چو الپ ارسلاں جان بجان بخش داد — پسر تاج شاہی بسر بر نہاد

جب الپ ارسلاں نے خدا کو جان دی — (تو اسکا) بیٹے نے بادشاہی کا تاج اپنے سر پر رکھا

ہتربت سپردندش از تاج گاہ — نہ جاے نشستن نہ آرامگاہ

اسکو تختگاہ سے قبر میں دفن کیا — اگر قبر بیٹھنے اور آرام کی جگہہ نہیں ہے

چنیں گفت دیوانہ ہوشیار — چو دیدش پسر روز دیگر سوار

ایک ہوشیار دیوانہ نے ایسا کہا — جب دوسرے دن اسکے بیٹے کو تخت پر بیٹھا دیکھا

زہے ملک و دوران سر در نشیب — پدر رفت و پاے پسر در رکیب

نجاتی میں سر رکھنے والا زمانہ کی بادشاہی — باپ مرا اور بیٹا اُس کی جگہہ قایم ہوا

چنیں است گردیدن روزگار — سبک سیر بدعہد ناپائدار
زمانہ کی گردش — تیز رفتار بدعہد ناپائدار ہے

چو دیرینہ روزے سرآورد عہد — جواں دولتے سر برآورد عہد
جب ایک بوڑھے نے اپنی عمر کے زمانہ کو ختم کیا — تو ایک جوان دولت پالتی ہے یا سر نکالتا ہے

منہ بر جہاں دل کہ بیگانہ ایست — چو مطرب کہ ہر روز در خانہ ایست
اس جہان پر دل مت لگا کیونکہ یہ بیگانہ ہے — ڈوم کی طرح کہ ہر روز نئے گھر میں ہے

نکوئی کن امسال چوں دہ تراست — کہ سال دگر دیگرے دہ خداست
ایک سال نیکی کر جب گانو تیرے پاس ہے — کیونکہ اگلے سال اور شخص گانو کا مالک ہو جائیگا

حکایت بادشاہ ظالم کہ خر را بسخرہ میگرفت

شنیدم کہ از بادشاہان غور — یکے بادشہ خر گرفتے بزور
سنا کہ غور کے بادشاہوں میں سے — ایک بادشاہ غریبوں کے گدھے زبردستی پکڑ لیتا تھا

خراں زیر بار گران بے علف — بروزے دو مسکین شدند تلف
گدھے بیچارے بدون گھاس کے بھاری بوجھ کے نیچے — چند روز میں ہلاک ہو جاتے تھے

۷۵

چو منعم کند سفلہ را روزگار
نہد بر دل تنگ درویش بار

جب زمانہ کمینہ کو مالدار بنا دیتا ہے
تو وہ مفلس کے تنگدل پر بوجھ رکھتا ہے

چو بام بلندش بود خود پرست
کند بول و خاشاک بر بام پست

جب اسکی چھت بلند ہوئی
تو کمینہ نیچے چھت اوپر پیشاب اور کوڑا گراتا ہے

شنیدم کہ بارے بعزم شکار
برون رفت بیدادگر شہریار

میں نے سنا کہ ایک دفعہ شکار کے ارادہ سے
ظالم بادشاہ باہر گیا

تکاور بدنبال صیدے براند
شبش در گرفت از حشم دور ماند

اور ایک شکار کے پیچھے گھوڑا دوڑایا
جنگل میں اسکو رات ہوگئی لشکر سے دور رہا

بتنہا ندانست روے و رہے
بینداخت ناکام شب در دہے

تن تنہا نے رستہ نہ پہچان سکا
ناچار رات کو ایک گانو میں اتر پڑا

خرے دید پوئیدہ کارگر
توانا و زور آور و باربر

اسجگہ دوڑنیوالا اور کارگر اور گدھا دیکھا
اور زور آور اور بوجھ اٹھانیوالا گدہا دیکھا

یکے مرد کرد استخوانے بدست
چنان میزدش کاستخوان بشکست

ایک کردستانی آدمی استخوانی ہاتھ میں لیے ہے
اسکو ایسا مارتا تھا کہ اسکی ہڈیاں ٹوٹی تھیں

شہنشہ برآشفت و گفت ای جوان

بادشاہ غصہ ہوا اور کہا اے جوان

چو زور آوری خودنمائی مکن

جب تو زور آور ہے تو خودنمائی مت کر

پسندش نیامد فرومایہ قول

بادشاہ کا کہنا اُس کو پسند نہ آیا

کہ بیہودہ نگرفتم این کار پیش

کہ میں نے یہ کام بیہودہ نہیں اختیار کیا

بسا کس بپیش تو مسند نشست

بہت آدمی جو تیرے نزدیک مسند پر بیٹھے

ملک را درشت آمد از وی خطاب

بادشاہ کو اُسکا کہنا برا معلوم ہوا

کہ پندارم از عقل بیگانۂ

کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تو عقل سے خالی ہے

ز حد رفت جورت برین بی زبان

اس بے زبان پر تیرا ظلم حد سے گزر گیا

بر افتادہ زور آزمائی مکن

عاجز کے اوپر زور آزمائی مت کر

یکی بانگ بر پادشاہ زد بہول

بادشاہ کے اوپر خفگی سے ایک آواز ماری

برو چون ندانی بسی کار خویش

جب تو نہیں جانتا ہے تو اپنے کام کے پیچھے جا

چو وا بینی از مصلحت دور نیست

جب تو اچھی طرح دیکھے تو وہ اُسکا کام مصلحت

بگفتا جوانا چہ دانی صواب

کہا کہ تو اسمیں کیا بھلائی سمجھتا ہے

نہ مستی ہمانا کہ دیوانۂ

تو مست نہیں تحقیق دیوانہ ہے

۷۸

بخندید کای ترک نادان خموش
گنوار نے ہنسکر کہا کہ ای نادان ترک چپ رہ

مگر حال خضرت نیامد بگوش
شاید خضر کا حال تیرے کان میں نہیں آیا

نہ دیوانہ خواناکس اور نہ مست
نہ کوئی اُسکو دیوانہ اور نہ مست کہتا ہے

چرا کشتی ناتواناں شکست
اُس نے غریبوں کی کشتی کیوں توڑی ہے

جہانجوی گفت ای ستمگارہ مرد
بادشاہ نے کہا اے ظالم آدمی

چہ دانی کہ خضر آں برای چہ کرد
تو کیا جانتا ہے کہ خضر نے یہ کام کیوں کیا تھا

دراں بحر مرد جفا پیشہ بود
اُس سمندر میں ایک ظالم بادشاہ تھا

کہ دلہا ازو بحر اندیشہ بود
کہ تمام لوگ اُسکے ظلم سے خوفناک تھے

جزائر ز کردار او پر خروش
تمام ٹاپو اُسکے ظلم سے شور کرتے تھے

جہانی ز دستش چو دریا بجوش
ایک جہان اُسکے ہاتھ سے دریا کیطرح جوش میں تھا

پس آں را ز بہر مصالح شکست
پس اُس کو اس مصلحت کے واسطے توڑا تھا

کہ سالار ظالم نگیرد بدست
کہ ظالم بادشاہ ظلم سے چھین نہ لیجائے

شکستہ متاعی کہ در حرز تست
جو ٹوٹی ہوئی چیز کہ تیرے قبضہ میں ہے

ازاں بہ کہ در دست دشمن درست
اُسسے بہتر کہ دشمن کے ہاتھ میں درست جائے

بخندید دہقانِ روشن ضمیر
روشندل گنوار نے ہنسکر کہا

کہ بس حق باست منت امیر
کہ اے امیر حق تو میرے ہاتھ میں ہے

نہ از جہل مے بشکنم پائے خر
میں گدہے کے پانو کو جہالت سے نہیں توڑتا

کہ از جورِ سلطان بیاد اگر
بلکہ ظالم بادشاہ ظلم کے سبب سے

خر اینجا یکہ لنگ و تیمار کش
گدھا یہاں پر لنگڑا اور تکلیف اٹھانیوالا

ازاں بہ کہ پیشِ ملک بارکش
اسسے اچھا ہے کہ بادشاہ کے پاس بوجھ اٹھانیوالا

تو آنرا نگوئی کہ کشتی گرفت
تو اسکو فقط یہی مت کہہ کہ اُسنے کشتی پکڑی

کہ چون تا ابد نام زشتی گرفت
بلکہ یہ کہ اُسنے کس طرح ہمیشہ کو بدنامی حاصل کی

تفو بر چناں ملک و دولت کہ راند
ایسی بادشاہی پر تھوک ہو جیسے اُس کی

کہ شنعت بر و تا قیامت بماند
کیونکہ اُسپر قیامت تک بدگوئی قائم رہی

ستمگر جفا بر تن خویش کرد
ظالم نے ظلم اپنے اوپر کیا ہے

نہ بر زیر دستانِ درویش کرد
بیچارے محتاج زیردستوں پر نہیں کیا

کہ فردا دراں محفل نام و ننگ
کیونکہ کل کو اُس قیامت کی کچہری میں

بگیرد گریبان و ریشش بچنگ
(وہ بیچارہ غریب مظلوم) اُسکی ڈاڑھی اور

نہد بار اوزار بر گردنش
اور گناہوں کا بوجھ اسکی گردن پر لادے گا

نیارد سر از عار بر کردنش
اُس وقت وہ ظالم شرم سے سر نہیں اُٹھا سکیگا

ستمگر فنیمم کہ خر بارش اکنوں کشند
یعنے اگر گدہا اتو اسکا بوجھ کھینچتا ہے

دراں روز بار خراں چوں کشد
قیامت میں وہ ظالم بادشاہ گدہوں کا بوجہ کیسے کھینچے

گر انصاف پرسی بداختر کسیست
اگر تو انصاف سے پوچھتا ہے تو وہ شخص بڑا ہی بد نصیب ہے

کہ دور راحتش رنج دیگر کسیست
جسکے آرام میں اوروں کو تکلیف ہے

ہمیں بخیر ورزش تنعم بود
اسکے عیش و عشرت کی یہی چند روز ہیں

کہ شادیش در رنج مردم بود
جسکا آرام لوگوں کی تکلیف میں ہے

اگر سر نخیزد بہ آں مردہ دل
اگر وہ مردہ دل سوتا نہ اُٹھے تو بہتر ہے

کہ خسپند ازو مردم آزردہ دل
جس سے لوگ آزردہ دل سوتے ہیں

شہ اینجملہ بشنید و چیزی نگفت
بادشاہ نے یہ سب باتیں سنیں کچھ نہ کہا

بہ بست اسپ و سر بر نمدزین بخفت
گھوڑا باندھا اور زین کے نمدہ پر سر رکھکے سو گیا

ہمہ شب ز بیداری اختر شمرد
تمام رات جاگتے جاگتے ستارے گنے

ز سودا و اندیشہ خوابش نبرد
خیال اور سوچ سے اسکو نیند نہ آئی

چو آواز مرغ سحر گوش کرد — پریشانی شب فراموش کرد

جب (اُس نے) صبح کے مرغ کی آواز سنی — تو رات کی پریشانی کو بھلا دیا

سواراں ہمہ شب بیک تاختند — سحرگہ پے اسپ بشناختند

سواروں نے تمام رات بکٹ دوڑائے — صبح کیوقت گھوڑے کے قدم پہچانے

در آں عرصہ بر اسپ دیدند شاہ — پیادہ دویدند یکسر سپاہ

اس میدان میں بادشاہ کو گھوڑے پر دیکھا — تو تمام فوج پیادہ ہو کر دوڑی

بخدمت نہادند سر بر زمیں — چو دریا شد از موج لشکر زمیں

سب نے بادشاہ کی خدمت میں زمین پر سر رکھا — اسوقت زمین لشکر کی موج سے دریا کے مثال ہو گئی

بزرگاں نشستند و خواں خواستند — بخوردند و مجلس بیاراستند

سب امیر لوگ بیٹھے اور دسترخوان منگایا — (کھانا) کھایا اور محفل کو آراستہ کیا

چو شور طرب برنہاد آمدش — ز دہقان و تشویر یاد آمدش

جب خوشی کا شور بادشاہ نے سنا — تو گاؤں والا کسان اُسکو یاد آیا

بفرمود جستند و بستند سخت — بخواری فگندند در پای تخت

حکم دیا کہ اسکو ڈھونڈو سپاہیوں نے تلاش کیا — اور بخت باندھ کر خواری سے تخت کے نیچے لا کر ڈالا

تعجب گر مشت بیر دل آمد درشت
تعجب ہے کہ میرا کہنا تجھے سخت معلوم ہوا
وگر سخت آمد نکوہش زمن
اور اگر میرا ملامت کرنا تجھے برا معلوم ہوا
ترا چارہ از ظلم برگشتن است
تیرا علاج ظلم سے ہٹ جانا ہے
چو بیداد کردی توقع مدار
جب تو نے ظلم کیا تو تو یہ امید نہ رکھ
ندانم کہ چوں خسپدت دیدگاں
میں نہیں جانتا ہوں کہ تیری آنکھیں کس طرح سوتی ہیں
بداں کے ستودہ شود بادشاہ
بادشاہ اس بات سے کب سراہا جاتا ہے
چہ سود آفریں بر سر انجمن
کچہری میں تعریف کرنا کیا فائدہ دیتا ہے

بکشش گر توانی ہمہ خلق کشت
اگر تو مار سکتا ہے تو تمام خلقت کو مار
بانصاف بیخ نکوہش بکن
تو انصاف سے بدی کی جڑ نکال
نہ بیچارۂ بیگنہ کشتن است
بیچارہ بیگناہ کا مار ڈالنا نہیں
کہ نامت بہ نیکی بود در دیار
کہ تیرا نام نیکی کے ساتھ ملک میں مشہور ہوگا
نہ خفتہ ز دستت ستمدیدگاں
جبکہ تیرے ظلم سے بیچارے مظلوم نہیں سوتے ہیں
کہ خلقش ستایند در بارگاہ
کہ لوگ اسے کچہری میں سراہیں
پس چرخہ نفریں کناں پیر زن
جب چرخہ کے پیچھے بڑھیا بد دعا بیان کرتی ہو

گرفت این سخن شاہ ظالم بگوش	ز مستی غفلت آمد بہوش
ظالم بادشاہ نے جو یہ بات سنی	تو غفلت کی مستی سے ہوشیار ہوا
وزاں دہ کہ طالع نمودش بہی	دہی را بہ بخشید فرماندہی
جس گاؤں میں اسکے نصیبے نے یاوری کی	اس گاؤں کی حکومت اسی زمیندار کو دیدی
بیاموزی از عالماں عقل جو	نہ چندانکہ از جاہل عیب جو
تو علم والوں سے اتنی عقل اور خوبی نہیں سیکھیگا	جتنی عیب جوئے جاہل سے
ز دشمن شنو سیرت خود کہ دوست	ہر آنچہ از تو آید بچشمش نکوست
اپنی خصلت دشمن سے سن کیونکہ	جو کچھ تیرے سے سرزد ہوگا وہ دوست کی نگاہ میں اچھا
ستایش سرایاں نہ یار تواند	ملامت کناں دوستدار تواند
تعریف کرنیوالے تیرے یار نہیں	بلکہ ملامت کرنے والے تیرے دوست ہیں
ترشروے بہتر کند سرزنش	کہ یاران خوش طبع شیریں منش
ترشرو آدمی اچھی ملامت کرتا ہے	خوش طبع شیریں طبیعت یاروں سے
ازیں بہ نصیحت نگوید کست	دگر عاقلی یک اشارت بست
اس سے بہتر نصیحت تجھکو کوئی نہ کہیگا	اور اگر تو عقلمند ہو تو تجھکو ایک ہی اشارہ کافی ہے

حکایت درویش صادق با بادشاه بیدادگر

شنیدم که از نیکمردے فقیر
میں نے سنا ایک نیک مرد فقیر سے

دل آزرده شد پادشاهے کبیر
ایک بڑا بادشاہ دل آزردہ ہوا

مگر بر زبانش حقے رفته بود
شاید اسکی زبان سے ایک سچی بات نکلی ہوگی

ز گردن کشی بر وے آشفته بود
کہ تکبر کے سبب اسپر غصہ ہوگیا ہوگا

بزندان فرستادش از بارگاه
کچہری سے اسکو قید خانہ میں بھیجدیا

که زور آزمائیست بازوے شاه
اس لئے کہ بادشاہ کا بازو زبردست ہے

زیاراں یکے گفتش اندر نہفت
ایک دوست نے اس سے پوشیدہ کہا

مصالح نبود ایں سخن گفت
کہ یہ بات کہنی مصلحت نہتھی فقیر نے کہا

رسانیدن امر حق طاعت است
خدا کا حکم پہنچا دینا بندگی ہے

ز زندان نترسم که یک ساعت است
میں قید خانہ سے نہیں ڈرتا ہوں کہ ایک گھڑی ہے

همانندم که در خفیه ایں راز رفت
جسدم یہ بھید پوشیدہ کہا گیا

حکایت بگوش ملک باز رفت
اسی وقت بادشاہ کے کانوں میں بھی پہنچی

۸۵

بخندید و گفت این بیهوده برد

بادشاہ ہنسا اور کہا کہ اس نے بیہودہ گمان کیا ہے

نداند که خواهد درین حبس مرد

وہ جانتا نہیں کہ اسی قید میں مرجائیگا

غلامی بدرویش برد این پیام

ایک غلام فقیر کے پاس یہ پیام لے گیا

بگفتا بخسرو بگوی ای غلام

فقیر نے کہا اے غلام تو بادشاہ سے کہہ

که دنیا همین ساعتی بیش نیست

کہ یہ دنیا بھی ایک گھڑی سے زیادہ نہیں

غم و خرمی پیش درویش نیست

غم اور خوشی دونوں فقیر کے سامنے یکساں ہیں

نه گر دستگیری کنی خرمم

اگر تو میری مدد کرے تو میں خوش نہیں ہوتا

نه گر سر بری بر دل آید غمم

اور اگر تو میرا سر کاٹ ڈالے تو میرے دل میں غم نہ ہوگا

ترا گر سپاه است و فرمان و گنج

اگر تیرے پاس سپاہ اور حکومت اور خزانہ

مرا گر عیال است و حرمان و رنج

اور میرے پاس کنبہ اور بےنصیبی اور تکلیف ہے

بدروازهٔ مرگ چون در شویم

جب ہم تم موت کے دروازہ پر پہنچیں گے

بیک هفته با هم برابر شویم

تو ایک ہفتہ میں برابر ہو جائیں گے

منه دل برین دولت پنج روز

اس چند روزہ کی دولت پر دل نہ لگا

تن خویشتن را بآتش مسوز

اور اپنے جسم کو دوزخ کی آگ میں مت جلا

نہ پیش از تو بیش از تو اندوختند
کیا تجھ سے پہلے بادشاہوں نے تجھ سے زیادہ جمع نہیں کی

بہ بیداد کردن جہاں سوختند
اور ظلم کرکے جہان نہیں برباد کیا

چناں زی کہ ذکرت بہ تحسین کنند
ایسا جی کہ تیرا ذکر تعریف کے ساتھ کریں

چو مردی نہ بر گور نفرین کنند
نہ ایسا جب تو مرے تیری قبر پر لعنت کریں

نباید بسم بد آئین نہاد
بری رسم کا آئین نہ رکھنا چاہیے

کہ گویند لعنت بر آں کیں نہاد
کیونکہ لوگ کہیں گے کہ اس شخص پر لعنت ہو جس نے رکھا

وگر بر سر آید خداوند زور
اور اگر کوئی بادشاہ غالب ہو جائے

نہ زیرش کند عاقبت خاک گور
آخر قبر کی مٹی اس کو خاک کر دے گی

بفرمود دلتنگ روی از جفا
اس بے رحم نے ظلم سے فرمایا

کہ بیروں کنندش زباں از قفا
کہ اس کی زبان گدی سے باہر نکال دیں

چنیں گفت مرد حقائق شناس
اس حقیقت پہچاننے والے مرد نے یہ کہا

ازیں ہم کہ گفتی ندارم ہراس
کہ اس بات سے بھی جو تو نے کہی میں نہیں ڈرتا

من از بے زبانی ندارم غمے
میں بے زبانی کا بھی کچھ غم نہیں رکھتا

کہ دانم کہ ناگفتہ داند ہمے
کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ بلا کہے بھی جانتا ہے

اگر بینوائی برم ور ستم	گرم عاقبت خیر باشد چه غم
اگر میں فقر و فاقہ یا ظلم اٹھاؤں	تو اگر میری عاقبت بخیر ہو جائے تو کیا غم ہے
عروسی بود نوبت ماتمت	گرت نیکروزی بود خاتمت
تیرے مرنے کی نوبت شادی ہو جائیگی	اگر نیک خاتمہ تجھے نصیب ہو

حکایت زور آزمائے تنگدست

یکے مشت زن بخت روزی نداشت	نہ اسباب شامش مہیا نہ چاشت
ایک پہلوان کے نصیب میں روزی نہ تھی	نہ اسکے پاس شام کا اور نہ صبح کا کھانا موجود تھا
ز جور شکم گل کشیدے بہ پشت	کہ روزی محال است خوردن بہ مشت
پیٹ کے ظلم سے پیٹھ پر مٹی ڈہویا کرتا	کیونکہ گھونسے سے روزی کھانی ناممکن ہے
مدام از پریشانی روزگار	دلش حسرت آلود و تن سوگوار
زمانہ کی پریشانی سے ہمیشہ	اسکا دل رنجیدہ اور تن غمگین رہتا تھا
گہش جنگ با عالم خیرہ کش	گہ از بخت شوریدہ رویش ترش
کبھی بیگناہ مارڈالنے والے جہان سے اسکی لڑائی	کبھی بری نصیب سے اسکا منہ ترش

٩٩

۸۶

گہ از دیدن عیش شیرین خلق
کبھی خلقت کے شیریں عیش کے دیکھنے سے
فرو مشیدی آب تلخش بحلق
کڑوا پانی اُسکے حلق میں گرتا

گہ از کار آشفتہ بگریستے
کبھی خراب کار سے روتا
کہ کس دید ازیں صعب تر زیستے
کہ اس سے زیادہ سخت زندگی کسنے دیکھی

کساں شہد نوشند مرغ و برہ
اور لوگ تو شہد میٹھا اور مرغ اور حلوا کھاتے ہیں
مرا روے ناں می نبیند ترہ
میری روٹی کا منہ ساگ بھی نہیں دیکھتا

گر انصاف پرسی نہ نیکوست ایں
اگر تو انصاف پوچھے تو یہ بات اچھی نہیں
برہنہ من و گربہ را پوستیں
کہ میں ننگا ہوں اور بلی کے پاس پوستیں

دریغ ار فلک شیوہ ساختے
افسوس اگر آسمان کوئی ایسا ڈھنگ بناتا
کہ گنجے بدست من انداختے
کہ خزانہ میرے ہاتھ میں ڈال دیتا

مگر روزگارے ہوس راندمے
شاید میں چند روز اپنی ہوس پوری کر لیتا
ز خود گرد محنت بیفشاندمے
اور اپنے بدن سے میں محنت کی گرد جھاڑ دیتا

شنیدم کہ روزے زمیں می شگافت
میں نے سنا کہ ایک روز اُسنے زمین کھودی
عظامے زنخدان پوسیدہ یافت
اسمیں ایک سڑی ہوئی ٹھوڑی کی ہڈیاں دیکھیں

۹۰

بخاک اندرش عقد بگسیختہ
مٹی میں اسکی گرہ ٹوٹ گئی تھی

گہر ہای دنداں فرو ریختہ
اور دانتوں کے موتی بکھر گئے تھے

دہانے زباں پند بگفت دراز
وہ بیزبانی منہ نصیحت اور پند بہت کہہ رہا تھا

کہ ای خواجہ با بینوائی بساز
کہ اے خواجہ تو فقر اور فاقہ کے ساتھ موافقت کر

نہ انیست حال دہن زیر گل
کیا منہ کا حال مٹی ... نہیں تھا

شکر خوردہ انگار یا خون دل
تو اسکو شکر کہایا یا دل کا خون پیا گمان کر

غم از گردش روزگاراں مدار
زمانہ کی گردش کا غم نہ رکھہ

کہ بیجا بگردد بسے روزگار
کیونکہ زمانہ تو اکثر بیجا پھرتا ہی ہے

ہماں لحظہ کیں خاطرش روی داد
جسوقت کہ اسکے دلمیں یہ خطرہ پیدا ہوا

غم از خاطرش رخت یکسو نہاد
اسیوقت غم اسکے دلسے اسباب ایکطرف رکھدیا

کہ ای نفس بیرای و تدبیر ہوش
دلمیں کہا کہ اے عقل اور تدبیر اور ہوش نفس

بکش بار تیمار و خود را مکش
غم کا بوجھ کھینچ اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کر

اگر بندہ بار بر سر برد
اگر کوئی غلام سر پر بوجھ اٹھائے

وگر سر باوج فلک بر برد
یا آسمان کی بلندی تک سر بڑھائے

در آن دم که حالش دگرگون شود
جسوقت اسکا حال دوسری طرح ہو
بمرگ از سرش هر دو بیرون شود
موت کے سبب غم اور خوشی دونوں اسکے سر جاتی رہیں

غم و شادمانی نماند و لیک
غم اور خوشی نہیں رہتی
جزای عمل ماند و نام نیک
اور لیکن عملوں کا بدلہ اور نیکنامی رہتا ہے

کرم پای دارد نه دیهیم و تخت
بخشش باقی رہتی ہی نہ تاج و تخت
بده کز تو این ماند ای نیکبخت
اے نیکبخت بخشش کر تاکہ تیری سے یہ باقی رہے

مکن تکیه بر ملک و جاه و حشم
ملک اور مرتبہ اور لشکر پر بھروسہ نہ کر
که پیش از تو بودست و بعد از تو هم
کیونکہ یہ تیرے سے پہلے بھی تھا اور تیرے پیچھے بھی ہوگی

نخواهی که ملکت برآید بهم
جب تو نہیں چاہتا کہ تیرا ملک خراب ہو
غم ملک و دین خورده باید بهم
تو ملک اور دین دونو کا غم کہانا چاہئے

زر افشان چو دنیا نخواهی گذاشت
روپیہ خیرات کر جب تو دنیا کو چھوڑ جاویگا
که سعدی در افشاند اگر زر نداشت
کیونکہ سعدی نے موتی لٹائے اگر اسکے پاس روپیہ نہ تھا

حکایت در اغماض از پند نااهل و اعراض از صاحب جهل

حکایت کنند از جفا گسترے — که فرماندهی داشت بر کشورے

ایک ظالم بادشاہ کا ذکر کرتے ہیں — کہ وہ ایک ملک پر حکومت رکھتا تھا

در ایام او روز مردم چو شام — شب از بیم او خواب مردم حرام

اسکے زمانہ میں لوگوں کا دن شام کی مانند سیاہ تھا — رات کو اسکے خوف سے لوگوں کی نیند حرام

همه روز نیکاں ازو در بلا — بشب دست پاکاں ازو بر دعا

تمام دن نیک آدمی اُس سے بلا میں — رات کو پاک لوگوں کا ہاتھ اسکے حق میں دعا پر تھا

گروهے بر شیخ آن روزگار — ز دست ستمگر گرستند زار

ایک جماعت اُس زمانہ کے بزرگ کے پاس — ظالم بادشاہ کے ہاتھ سے زار زار روئے

که اے پیر دانائے فرخنده رائے — بگو با جوان ایں بترس از خدائے

(اور کہا) اے مبارک عقل دانا پیر — اس جوان سے کہہ کہ خدا سے ڈر

بگفتا دریغ آیدم نام دوست — که هر کس نه درخورد پیغام اوست

شیخ نے کہا کہ خدا کا نام مجھے اس کے پاس لیتے افسوس آتا ہے — کیونکہ ہر ایک آدمی اسکے پیغام کے لائق نہیں

کسے راکہ بینی ز حق برکراں — منه با وے اے خواجه حق در میاں

جس کسی کو تو حق سے الگ دیکھے — اے خواجہ اس سے حق نہ بیان کر

حقت گفتم اے خسرو نیکراے

اے نیک عقل بادشاہ میں تجھ سے سچی بات کہدی

بہ مرد ناداں نریزم علوم

میں ناداں کے آگے علم کو خراب نہیں کرتا

چو در روے نگیرد عدو دانم

جب سمجھ اثر نہ کرے تو وہ مجھکو دشمن جانے

ترا عادت اے پادشہ حق وری ست

اے بادشاہ تیری عادت حق پروری کی ہے

نگیں خصلتے دارد اے نیکبخت

اے نیکبخت نگینہ ایسی خصلت رکھتا ہے

عجب نیست گر ظالم از من بجاں

کہ ظالم مجھ سے رنجیدہ ہو تو تعجب نہیں

تو ہم پاسبانی بانصاف و داد

تو ہی انصاف اور عدل کے ساتھ پاسبان ہے

تواں گفت حق پیش مرد خداے

خدا کے مرد کے آگے حق بات بیان کر سکتے ہیں

کہ ضایع کنم تخم در شورہ بوم

کیونکہ اگر ایسا کروں تو گویا زمین میں بیج خراب کیا

برنجد بجان و برنجاندم

آپ جان سے رنجیدہ ہو اور مجھکو تکلیف دے

دل مرد حق گوی ازینجا قوی ست

اسی سبب سے حق کہنے والے مرد کا دل مضبوط ہے

کہ در موم گیرد نہ در سنگ سخت

کہ موم میں اثر کرے نہ سخت پتھر میں

برنجد کہ دزد ست و من پاسباں

کیونکہ وہ چور اور میں پاسبان ہوں

کہ حفظ خدا پاسبان تو باد

خدا کی نگہبانی تیری پاسبان ہو

ترا نیست منت ز روی قیاس
عقل کی رو سے تیرا کچھ احسان نہیں

خداوند را فضل و منت شناس
بلکہ خدا تعالی کا فضل اور احسان سمجھ

که در کار خیرت بخدمت بداشت
کہ تجکو اسنے نیک کام کی خدمت پر مقرر کیا

نه چون دیگرانت معطل گذاشت
اور دوسروں کی طرح نیک کام سے بیکار نہ رکھا

همه کس بمیدان کوشش درند
سب لوگ کوشش کے میدان میں ہیں

ولی گوی بخشش نه هر کس برند
لیکن سب بخشش کی گیند نہیں لیجاتے

تو حاصل نکردی بکوشش بهشت
تونے اپنی کوشش سے بہشت نہیں کمایا

خداوند تو خوی بهشتی سرشت
بلکہ خدا تعالی نے تیری اندر بہشتی خو پیدا کر دی

دلت روشن و وقت مجموع باد
تیرا دل روشن اور وقت جمع ہو

قدم ثابت و پایه مرفوع باد
قدم ثابت اور مرتبہ بلند ہو

حیاتت خوش و رفتنت بر صواب
تیری زندگی خوش اور موت بھی اچھی ہو

عبادت قبول و دعا مستجاب
عبادت قبول اور دعا مستجاب ہو

گفتار در معنی آنکه تا کار بزر برآید جنگ کردن نشاید

همے تا برآید بتدبیر کار — مدارای دشمن به از کارزار

جہاں تک تدبیر سے کار نکلے — دشمن کی صلح لڑائی سے اچھی ہے

چو نتواں عدو را بقوت شکست — بنعمت بباید در فتنه بست

جب تو دشمن کو طاقت سے شکست نہیں دے سکتا — تو دولت سے لڑائی کا دروازہ بند کرنا چاہئے

گر اندیشه داری ز دشمن گزند — بتعویذ احسان زبانش ببند

اگر تو دشمن سے اپنی تکلیف کا اندیشہ رکھتا ہے — تو احسان کی تعویذ سے اسکی زبان بند کر دے

عدو را بجائے خسک زر بریز — که احساں کند کند دنداں تیز

دشمن کی ٹھوکروں کی جگہہ روپیہ ڈال — کیونکہ احسان تیز دانتوں کو کند بنا دیتا ہے

بتدبیر شاید جہاں خورد و لوت — چو دستی نشاید گزیدن ببوس

تدبیر اور مکر سے جہان کھانا چاہئے — جب تو کسی ہاتھ کو کاٹ نہ سکے تو چوم لے

بتدبیر رستم در آید به بند — که اسفندیارش نجست از کمند

تدبیر سے رستم قید ہو سکتا ہے — کہ اسفندیار نے بھی اسکی کمند سے خلاصی نہ پائی

عدو را بفرصت تواں کند پوست — پس او را رعایت چناں کن که دوست

فرصت کے وقت دشمن کا چمڑا اتار سکتے ہیں — پس اسکی رعایت ایسی کر جیسی دوست کی کرتے ہیں

حذر کن ز پیکار کمتر کسے
ادنےٰ آدمی کی لڑائی سے بھی بچو

کہ از قطرہ سیلاب دیدم بسے
کیونکہ میں نے بارہا قطرہ سے رود دیکھی ہے

مزن تا توانی بر ابرو گرہ
جہانتک تو ہو سکے اپنی بھووں پر گرہ نہ لگا

کہ دشمن اگرچہ زبون دوست بہ
کیونکہ دشمن اگرچہ عاجز ہو پھر بھی دوست اچھا ہے

بود دشمنش تازہ و دوست ریش
اسکے دشمن خوش اور دوست آزردہ ہوتے ہیں

کسے کش بود دشمن از دوست بیش
جس کے دشمن دوستوں سے زیادہ ہوں

مزن با سپاہی ز خود بیشتر
اپنے سے زیادہ فوج پر حملہ نہ کرنا

کہ نتوان زد انگشت بر نیشتر
کیونکہ نشتر پر انگلی نہ مارنی چاہئے

وگر زو توانا تری در نبرد
اور اگر تو لڑائی میں اس سے زیادہ طاقتور ہے

نہ مرد است بر ناتوان زور کرد
تو کمزور پر زور کرنا جوانمردی نہیں

اگر پیل زوری وگر شیر چنگ
اگر تو ہاتھی کے سے زور اور شیر کے سے پنجے والا ہے

بنزدیک من صلح بہتر ز جنگ
تو بھی میرے نزدیک صلح لڑائی سے بہتر ہے

چو دست از ہمہ حیلتے در گسست
جب سب حیلوں سے ہاتھ چھوٹ گیا

حلال است بردن بہ شمشیر دست
تب تلوار کو ہاتھ لگانا حلال ہے

اگر صلح خواہد عدو سر مپیچ
اگر دشمن صلح کرنی چاہے تو انکار نہ کر

وگر جنگ جوید عنان برمپیچ
اور جو لڑنا چاہے تو تو باگ نہ موڑ

کہ گر وے ببندد در کارزار
کیونکہ اگر وہ لڑائی کا دروازہ (آپ) بند کریگا

ترا قدر و ہیبت شود یک ہزار
تو تیرا ادب اور خوف ہزار گنا ہو جائیگا

ور او پاے جنگ آورد در رکاب
اور اگر پہلے وہی لڑائی کیلئے پاؤں رکاب میں رکھے

نخواہد بحشر از تو داور حساب
تو قیامت میں خدا تجھسے حساب نہ لیگا

تو ہم جنگ را باش چون فتنہ خاست
تو بھی لڑائی کو تیار رہ جب فتنہ اٹھا

کہ با کینہ ور مہربانی خطاست
کیونکہ دشمن پر مہربانی کرنی خطا ہے

چو با سفلہ گوئی بلطف و خوشی
جب تو کمینہ سے مہربانی اور خوشی کیساتھ

فزون گرددش کبر و گردنکشی
تو اسکا غرور اور تکبر زیادہ ہو

چو دشمن در آید بعجز از درت
جب دشمن عاجز ہو کر تیرے دروازہ پر آیا

برکن ز دل کین و خشم از سرت
تو تو اپنے دل سے کینہ اور سر سے غصہ دور کر

چو زنہار خواہد کرم پیشہ کن
جب وہ پناہ مانگے تو تو بخشش کا پیشہ کر

ببخشاے و ز مکرش اندیشہ کن
اسپر رحم کر اور اسکے مکر سے ڈر

97

زتا بیر پیر کہن بر مگرد
بوڑھے ضعیف کی تدبیر سے مت پھر
که کار آزموده بود سالخورد
کیونکہ بوڑھا پرانا کار آزمودہ ہوتا ہے

برآر نه بنیاد رویین زپای
کانسی کی بنیاد کو جوان تلوار کے ساتھ
جوانان بشمشیر و پیران برای
نکالیں اور بوڑھے عقل کے ساتھ نکالیں

بنه لیش در قلب هیجا مفر
لڑائی کے بیچ میں بھاگنے کی جگہ کو سمجھ
چه دانی کزان که باشد ظفر
کیونکہ تو کیا جانے کہ کس طرف سے فتح ہو جاوے

چو بینی که لشکر همه پشت داد
جب تو دیکھے کہ تمام لشکر نے پیٹھ دی
به تنها مده جان شیرین بباد
تو اکیلا اپنی شیریں جان برباد مت دے

اگر بر کناری برفتن بکوش
اگر تو کنارہ پر ہے تو جانے میں کوشش کر
وگر در میان لبس دشمن بپوش
اور اگر تو بیچ میں ہے تو دشمن کے کپڑے پہن

وگر خود هزاری و دشمن دویست
اگر تو ہزار ہے اور دشمن دو سو ہیں
چو شب شد در اقلیم دشمن مایست
جب رات ہو گئی تو تو دشمن کی ولایت میں مت ٹھہر

شب تیره پنجه سوار از کمین
کیونکہ اندھیری رات میں پچاس سوار گھات سے
چو پانصد بهیبت بدرّد زمین
پانسو کی مانند دبدبہ سے زمین کو پھاڑتے ہیں

چو خواہی بریدن بشب راہہا | حذر کن نخست از کمینگاہہا

جب تو رات کو رستے طے کرنے چاہے | پہلے گہات کی جگہ کا اندیشہ کر

میان دو لشکر چو یک روزہ را | بماند بزن خیمہ بر جایگاہ

دو لشکروں کے بیچ میں جب ایک دن کا راستہ رہے | تو اپنا خیمہ جگہ پر قایم کر

گر او پیش دستی کنی غم مدار | ور افراسیاب است مغزش برآر

اگر وہ پہل کرے تو تو غم مت کر | اور اگر وہ افراسیاب ہے تو اسکا مغز نکال

میان دو لشکر چو یک روزہ راند | سر پنجہ زور مندش نماند

دو لشکروں کے بیچ میں جب ایک دن کا رستہ چلایا | تو اسکا طاقتور سر پنجہ نہ رہا

تو آسودہ بر لشکر ماندہ زن | کہ ناداں ستم کرد بر خویشتن

تو آرام پایا ہوا تھکے ہوئے لشکر پر حملہ کر | کیونکہ نادان نے وہ اپنے اوپر ظلم کیا

چو دشمن شکستی بیفکن علم | کہ بازش نیاید جراحت بہم

جب تو نے دشمن کو توڑا اپنا جھنڈا مت گرا | تا کہ اسکا زخم کبھی پھر نہ مل جاوے

بسے در قفاے ہزیمت مراں | نباید کہ دور افتی از یاوراں

بھاگے ہوؤں کے پیچھے اپنی سپاہ کو بہت مت چلا | تا کہ ایسا نہو کہ تو اپنے مددگاروں سے دور ہو جاوے

هوا بینی از گرد هیجا چو میغ ‌‌— بگیرند گردت بروپین و تیغ

(اگر) ہوا تو سپاہ کو لڑائی کی گرد سے بادل کی طرح دیکھے — وہ برچھی اور تلوار سے تیرا گرد گھیر لیں

بدنبال غارت نرانند سپاه — که خالی بماند پس پشت شاه

فوج لوٹ کے پیچھے نہ جاوے — کیونکہ بادشاہ کی پیٹھ کا پیچھا خالی رہیگا

سپه را نگهبانی شهریار — به از جنگ در حلقهٔ کارزار

فوج کو بادشاہ کی نگہبانی کرنی — لڑائی کے میدان میں لڑنے سے بہتر ہے

گفتار در نواختن سپاه بافزونی منصب وجاه

دلاور که باری تهوّر نمود — بباید بمقدارش اندر فزود

جس بہادر نے ایک دفعہ بہادری دکھلائی — اُس کی تنخواہ بڑہانی چاہیے

که بار دگر دل نهد بر هلاک — ندارد ز پیکار یاجوج باک

کیونکہ وہ پھر دوسری دفعہ مرنے پر دل رکھیگا — اور یاجوج کی لڑائی سے نہیں ڈریگا

سپاهی در آسودگی خوش بدار — که در حالت سختی آید بکار

سپاہی کو امن میں خوش رکھ — تاکہ وہ لڑائی کے وقت کام دیوے

کنون دست مردان جنگی ببند — نه آنگه که دشمن فرو کوفت کوس

اب مردونکا ہاتھ ابھی باندھ (یعنی خاطر کر) — نہ اسوقت کہ دشمن لڑائی کا نقارہ آبجایا

سپاهی که کارش نباشد برگ — چرا دل نهد روز هیجا بمرگ

جس سپاہی کا کام باسامان نہ ہو — وہ لڑائی کے دن مرنے پر کیوں دل دیگا

نواحی ملک از کف بد سگال — به لشکر نگهدار و لشکر بمال

ملک کے حدود کو دشمن کے ہاتھ سے لشکر کے ساتھ بچا — اور لشکر کو مال سے دبچار کھ

ملک را بود بر عدو دست چیر — چو لشکر دل آسوده باشند و سیر

اسوقت بادشاہ کو دشمن پر غلبہ ہو — جب لشکر دل آسودہ اور سیر ہو

بهای سر خویشتن میخورد — نه انصاف باشد که سختی برد

سپاہی اپنے سر کی قیمت کہاتا ہے — یہ انصاف نہیں ہے کہ وہ تکلیف اٹھاوے

چو دارند گنج از سپاهی دریغ — دریغ آیدش دست بردن بتیغ

جب خزانہ سپاہی سے دریغ رکھیں — تو اسکو تلوار پر ہاتھ رکھتے افسوس آئیگا

چه مردی کند در صف کارزار — چو دستش تهی باشد و کار زار

سپاہی لڑائی کے میدان میں کیا جوانمردی کرے — جب اسکا ہاتھ خالی اور کام خراب ہے

گفتار در کار کردن بمردم کار آزمودگان

به پیکار دشمن دلیران فرست
دشمن کی لڑائی کے واسطے بہادروں کو بھیج
هژبران بناورد شیران فرست
شیروں کی لڑائی کے واسطے شیروں کو بھیج

برای جهاندیدگان کار کن
جہاندیدوں کی عقل پر کام کر
که صید آزموده ست گرگ کهن
کیونکہ پرانا بھیڑیا شکار آزمودہ ہوتا ہے

مترس از جوانان شمشیر زن
تلوار مارنیوالے جوانوں سے مت ڈر
حذر کن ز پیران بسیار فن
بلکہ بہت ہنر والے بوڑھوں سے خوف کر

جوانان پیل افگن و شیر گیر
ہاتھیوں کو ڈالنے والے اور شیروں کو پکڑ لینیوالے جوانمرد
ندانند دستان روباه پیر
بوڑھی ہی لومڑی کے مکر کو نہیں جانتے

خردمند باشد جهاندیده
جہاندیدہ مرد بہت عقلمند ہوتا ہے
که بسیار گرم آزموده ست پیر
کیونکہ اُس بڈھے نے زمانے کی نیک بد کو بہت آزمایا ہے

جوانان شایسته بخت ور
لیاقت والے اور اقبال والے جوان
ز گفتار پیران نه پیچند سر
بوڑھوں کی بات سے کبھی سر نہیں پھیرتے

گرت مملکت باید آراستہ
اگر تجھکو آراستہ بادشاہی چاہیے

سپہ را مکن پیش رو جز کسے
اُس شخص کیسوا سپہ سالار مت کر

نتابد سگ صید روی از پلنگ
شکاری کتا چیتے سے موہنہ نہیں موڑتا ہے

چو پروردہ باشد پسر در شکار
جب لڑکے نے شکار میں پرورش پائی ہو

بکشتی و نخچیر و آماج و گوے
کشتی اور شکار اور نشانہ اور گیند سے

بگرمابہ پروردہ عیش و ناز
حمام میں عیش اور ناز کا پلا ہوا

دو مردش نشانند بر پشت زین
دو آدمی اُسکو گھوڑے کی زین پر بٹھلاویں

مدہ کار معظم بنوخاستہ
تو بڑا کام ناتجربہ کار کو مت دے

کہ در جنگہا بودہ باشد بسے
جو کوئی بار ہا لڑائیوں میں شامل رہا ہو

ز روبہ رمد شیر نادیدہ جنگ
لڑائی نہ دیکھا ہوا شیر لومڑی سے بھاگ جاتا ہے

نترسد چو پیش آیدش کارزار
جب اُسکے آگے لڑائی آویگی تو وہ نہ ڈریگا

دلاور شود مرد پرخاشجو
لڑائی والا مرد بہادر ہو جاتا ہے

نترسد چو بیند در جنگ باز
جب لڑائی کے دروازہ کو کھلا دیکھتا ہے

بود کش زنند کودکے بر زمین
ہو سکتا ہے کہ ایک لڑکا اُسے زمین پر مارے

کسی را که دیدی تو در جنگ پشت
جسکی تو نے لڑائی میں پیٹھ دیکھی

بکش گر عدو در مصافش نکشت
اگر دشمن نے اسکو لڑائی میں قتل نہیں کیا تو تو کر

مخنث به از مرد شمشیر زن
اس تلوار باز مرد سے تو ہیجڑا ہی اچھا ہے

که روز وغا سر بتابد چو زن
جو لڑائی کے دن عورت کیطرح میدان سے بھاگے

حکایت

چه خوش گفت گرگین بفرزند خویش
گرگین پہلوان نے اپنے بیٹے سے کیا اچھی بات کہی

چو قربان پیکار بربست و کیش
جب اسنے لڑائی کا کمانخانہ اور ترکش باندھا

اگر چون زنان جست خواهی گریز
اگر تو عورتوں کیطرح بھاگنا چاہیگا

مرو آب مردان جنگی مریز
تو تو نہ جا اور بہادروں کی عزت نہ خراب کر

سواری که بنمود در جنگ پشت
جس سوار نے لڑائی میں پیٹھ دکھلائی

نه خود را که نام آوران را بکشت
اسنے اپنی آپ ہی کو نہیں نام آوروں کو بھی ہلاک کیا

شجاعت نیاید مگر زان دو یار
کسی بہادری ظاہر نہیں ہوتی لیکن ان دو سے

که افتند در حلقهٔ کارزار
جو لڑائی کے میدان میں آگریں

دو ہمجنس ہمسفرہ و ہمزباں	بکوشند در قلب ہیجا بجاں
دو ہمجنس ہمسفرہ اور ہمزبان	لڑائی کے قلب میں دل سے کوشش کرتے ہیں
کہ ننگ آیدش رفتن از پیش تیر	برادر بچنگال دشمن اسیر
کیونکہ اسکو تیر کے سامنے سے جاتے شرم آئی	جب بھائی دشمن کے ہاتھ میں قید ہوں
چو بینی کہ یاراں نباشند یار	ہزیمت بجائے غنیمت شمار
جب تو دیکھے کا اور ساتھی مددگار نہیں	تو تو بھاگنے کو ہی غنیمت سمجھ

گفتار در دلداری ہنرمنداں

دو تن پرور اے شاہ کشور کشا	یکے اہل رزم و دگر اہل رائے
اے ولایت فتح کرنے والی بادشاہ دو شخصوں کی	ایک تو لڑنیوالوں اور دوسرے عقلمندوں کی
ز نام آوراں گوئے دولت برد	کہ دانا و شمشیر زن پرورد
نام آوروں سے وہ سبقت کی گیند لیجائے	جو منشیوں اور سپاہیوں کی پرورش کرے
ہر آں کو قلم را نورزید و تیغ	برو گر بمیرد مگو اے دریغ
جس شخص نے قلم اور تلوار کو اختیار نکیا	اگر وہ مرجاے تو اس پر افسوس نہ کرنا

قلم زن نگهدار و شمشیر زن
منشی اور سپاہی کو نگہ رکھ

نہ مطرب که مردی نیاید ز زن
نہ ڈوم کو کیونکہ عورت سے کبھی جوانمردی نہیں آتی

نه مردیست دشمن در اسباب جنگ
یہ جوانمردی نہیں ہے کہ دشمن لڑائی کی تیاری کے سامان میں

تو مدهوش ساقی و آواز چنگ
اور تو ساقی اور آواز چنگ کا مست ہو

بسا اهل دولت ببازی نشست
بہت دولت مند کھیل میں بیٹھے

که دولت برفتش ببازی ز دست
کہ کھیل کے سبب دولت اُنکے ہاتھ سے نکل گئی

گفتار در حذر از دشمن در صلح

نگویم ز جنگ بد اندیش ترس
میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ دشمن کی لڑائی ہی سے ڈر

در آوازهٔ صلح ازو بیش ترس
بلکہ صلح کی آواز میں اُس سے بھی زیادہ فکر کرنا

بسا کس بروز آیت صلح خواند
بہت شخصوں نے دن میں صلح کی آیت پڑھی

چو شب شد سپه بر سر خفته راند
جب رات ہو گئی تو سوتوں پر فوج دوڑا دی

زره پوش خسپند مردافگنان
بہادر لوگ زرہ پہنے سوتے ہیں

که بستر بود خوابگاه زنان
کیونکہ بستر عورتوں کی خوابگاہ ہوتا ہے

بخیمه درون مرد شمشیرزن
تلوار لڑنے والے مرد خیمہ کے اندر

برهنه نخسپد چو در خانه زن
ننگے نہیں سوتے جیسے کہ گھر میں عورت

بباید نهان جنگ را ساختن
لڑائی کی تیاری کا سامان پوشیدہ کرنا چاہئے

که دشمن نهان آورد تاختن
کیونکہ دشمن پوشیدہ حملہ کرتا ہے

حذر کار مردان کار آگه است
ڈرتے رہنا دانا لوگوں کا کام ہے

یزک سد روئین لشکر گه است
بلکٹ پہرا لشکر کے واسطے کانسی کی دیوار ہے

گفتار در حسن تدبیر با دشمنان

میان دو بدخواه کوتاه دست
دو کم زور دشمنوں کے بیچ میں

نه فرزانگی باشد ایمن نشست
بے غم بیٹھنا جوانمردی نہیں

که گر هر دو با هم سگالند راز
کیونکہ اگر دونوں آپس میں اتفاق کریں

شود دست کوتاه ایشان دراز
تو انکا چھوٹا ہاتھ لمبا بن جائے

یکے را به نیرنگ مشغول دار
ایک کو فریب میں لگائے رکھ

دگر را برآور ز هستی دمار
دوسرے کی ہستی سے ہیجا نکال

اگر دشمنے پیش گیرد ستیز
اگر کوئی دشمن لڑائی اختیار کرے
بہ شمشیر تدبیر خونش بریز
تو تو تدبیر کی تلوار سے اُسکو قتل کر

برو دوستی گیر باد شمنش
جا اُسکے دشمن کے ساتھ دوستی کرلے
کہ زنداں شود پیرہن بر تنش
تاکہ اُس کا لباس ہی اُسکے جسم پر قیدخانہ بنجائے

چو در لشکر دشمن اُفتد خلاف
جب دشمن کے لشکر میں بہوٹ پڑجائے
تو بگذار شمشیر خود در غلاف
تو تو اپنی تلوار کو میان میں کرلے

چو گرگاں پسندند برہم گزند
جب بھیڑیے آپس میں لڑنے لگیں
بر آسا یا اندر میاں گوسپند
تو بہ میں بکری آرام سے رہے

چو دشمن بہ دشمن شود مشتغل
جب دشمن دشمن کے ساتھ مشغول ہو
تو با دوست بنشین بآرام دل
تو تو دوست کے چین سے بیٹھا رہ

گفتار اندر ملاطفت با دشمن از روے عاقبت اندیشی

چو شمشیر پیکار برداشتی
جب تو نے لڑنے کی تلوار اُٹھائی
نگہدار پنہاں رہ آشتی
تو تو صلح کے رستہ کا بھی پوشیدہ خیال رکھ

که کشورگشایان متفق شگاف
کیونکہ ولایت کے فتح کرنیوالے خود چیرنے والے

نهان صلح جویند و پیدا مصاف
پوشیدہ صلح ڈھونڈتے ہیں اور ظاہر لڑائی

دل هر دو میان نهانی بجو
میاں ان کے جہاد کے دل کا حال پوشیدہ دریافت کر

که باشد که دریایت افتد چو گوی
کیونکہ وہ شاید کسی طرح تیرے پاؤں میں گر جائے

چو سالاری از دشمن افتد بجنگ
جب دشمن کا کوئی سردار تیرے ہاتھ لگ جائے

بکشتن درش کرد باید درنگ
تو اسکے قتل میں دیر کرنی چاہیے

که افتد کزین هم سر آورے
کیونکہ شاید اسطرف کا بھی کوئی سردار

بماند گرفتار در چنبرے
دشمن کے حلقہ میں گرفتار ہو جائے

اگر کشتی این بندۂ ریش را
اگر تو نے اس زخمی قیدی کو مار ڈالا

نه بینی دگر بندی خویش را
تو تو پھر اپنے قیدی کو بھی سلامت نہ پائیگا

نترسد که دور انتش بندی کند
وہ شخص نہیں ڈرتا کہ زمانہ اسکو قید کرے

که بر بندیان زورمندی کند
جو قیدیوں پر زبردستی کرتا ہے

کسے بندیان را بود دستگیر
وہ شخص قیدیوں کا مددگار ہوتا ہے

که خود بوده باشد به بندی اسیر
جو آپ قید میں قید رہ لیا ہو

اگر سر نهد بر خط سروری
اگر (دشمن کا) ایک سردار تابع بن جائے

وگر خفیه یکی را بدست آوری
اور اگر تو ہوشیار (دشمن سے) ایک کو اپنا

چو نیکش بداری نهد دیگری
جب تو اسکو خوش رکھیگا تو دوسرا ابھی بنجائے

از آن به که صد ره شبیخون بری
تو وہ اس سے بہتر ہے کہ سو دفعہ تو شبخون ڈالی جائے

گفتار در حذر از اقربای دشمن که بمکر دوست گردند

گرت خویش دشمن شود دوستدار
اگر دشمن کا قرابتی تیرا دوست بنجائے

ز تلبیس ایمن مشو زینهار
اسکے مکر سے تو کبھی بے غم نہ رہنا

که گردد درونش بکین تو ریش
کیونکہ اسکا دل تیرے کینہ سے زخمی ہوگا

چو یاد آیدش مهر پیوند خویش
جب اسکو اپنی قرابتی کی محبت یاد آئیگی

بداندیش را لفظ شیرین مبین
دشمن کی میٹھی باتیں نہ دیکھ

که ممکن بود زهر در انگبین
کیونکہ شہد میں زہر کا ملنا ممکن ہے

کسی جان از آسیب دشمن ببرد
اس شخص نے دشمن کی تکلیف سے جان بچائی

که هر دوستان را بدشمن شمرد
جس نے دوستوں کو بھی دشمن ہی کی برابر شمار کیا

نگہدار داں شوخ در کیسہ دُر
کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر

وہ چالاک آدمی موتیوں کو کیسہ میں بیکار رکھے
جو تمام خلقت کو کیسہ کاٹنے والی سمجھے

سپاہی کہ عاصی شود در امیر
ورا تا توانی بخدمت مگیر

جو سپاہی اپنے مالک کا گنہگار ہو
جبتک ہو سکے تو اُسکو اپنی خدمت میں نہ لینا

ندانست سالارِ خود را سپاس
ترا ہم نداند ز غدرش ہراس

اُسنے اپنے مالک کا احسان نہیں مانا
تیرا بھی نہ مانیگا اُسکی بیوفائی سے ڈر

بسوگند و عہد اُستوارش مدار
نگہبان پنہاں برو برگمار

قسم اور عہد سے بھی اُسکا مضبوط مت رکھ
بلکہ اُس پر پوشیدہ نگہبان مقرر کر

نو آموز را ریسماں کن دراز
نہ بگسل کہ دیگر نہ بینیش باز

نئے سیکھنے والے کی رسی دراز کر یعنی بہت ڈھیل دے
اور نہ توڑ مت کیونکہ تو اسکو پھر نہ دیکھیگا

چو اقلیم دشمن بجنگ و حصار
گرفتی بزندانیانش سپار

جب تو دشمن کے ولایت کو لڑائی اور محاصرہ سے
تو وہ ولایت اُسکے قیدیوں کو سونپ دے

١١٢

که بنا می چو ندان تحمل درد برد

اس لیے کہ جب قیدی لڑائی کو تیار ہو

چو بر کندی از دستِ دشمن دیار

جب تو نے دشمن کے ہاتھ سے ولایت چھین لی

که گر باز کوبد درِ کارزار

کیونکہ اگر وہ ظالم بادشاہ پھر لڑنا چاہے

وگر شهریان را رسانی گزند

اور اگر تو شہر والوں کو تکلیف پہنچائیگا

مکن و دشمنِ تیغ زن بر درِ است

یہ مت کہہ کہ تلوار مارنیوالا دشمن دروازہ پر ہے

بتدبیرِ جنگ بداندیش کوش

دشمن کی لڑائی کی تدبیر میں کوشش کر

منه در میان راز با هر کسے

(اور اپنا) بھید کسی شخص سے مت کہہ

ز حلقوم بیداد گر خون خورد

تو ظالم کے گلے کا خون پی جائے

رعیت بسامان ترا زو هزار

تو رعیت کو اُس سے زیادہ خوش رکھ

بر آرند عام از دما غش دمار

تو رعیت ہی اُسکے سر سے بھیجا نکال لیگی

در شهر بر روئے دشمن مبند

تو شہر کا دروازہ دشمن کے منہ پر نہ بند کرنا

که همباز دشمن بشهر اندر است

کیونکہ (یا ملکہ) دشمن کا شریک شہر کے اندر ہے

مصالح بیندیش و نیت بپوش

لڑائی کی خوبیاں سوچ اور ارادہ چھپا

که جاسوس همکاسه دیدم بسے

کیونکہ اکثر دفعہ جاسوس کو میں نے ہم پیالہ دیکھا ہے

سکندر که با شرقیان حرب داشت	در خیمه گویند در غرب داشت
سکندر کہ چینیوں کے ساتھ لڑنا رکھتا تھا	کہتے ہیں کہ خیمہ کا دروازہ مغرب کی طرف رکھتا تھا
چو بهمن بزاولستان خواست شد	چپ آوازه افگند و از راست شد
جب بہمن نے زاولستان میں جانا چاہا	بائیں طرف سے آوازہ ڈالا اور دائیں طرف سے گیا
اگر جز تو دانا که عزم تو چیست	بر این رای و دانش بباید گریست
اگر کوئی تیرے سوا جانے کہ تیرا ارادہ کیا ہے	تو ایسی عقل اور دانش پر افسوس کرنا چاہئے
کرم کن نه پرخاش و کین آوری	که عالم بزیر نگین آوری
بخشش کر نہ دشمنی اور لڑائی	کیونکہ اسی سے تو تمام جہان کو [illegible] لگا
چو کاری برآید بلطف و خوشی	چه حاجت به تندی و گردن کشی
جبکہ کوئی کام مہربانی اور خوشی سے	تو گردنکشی اور سختی کی کیا [illegible]

نخواهی که باشد دلت دردمند
دل دردمندان برآور ز بند

تو نہیں جانتا کہ تیرا دل دکھیا ہو
تو دکھیا دلوں کو فکر سے علیحدہ کر

به بازو توانا نباشد سپاه
برو همت از ناتوانان بخواه

فوج طاقت سے زبردست نہیں ہوتی
جا درویشوں سے دعا مانگ

دعای ضعیفان امیدوار
ز بازوی مردی به آید بکار

امیدوار مسکینوں کی دعا
جوانمردی کی بازو سے زیادہ کام آتی ہے

هر آنکه استعانت بدرویش برد
اگر بر فریدون زد از پیش برد

جس نے فقیروں کے پاس جاکر مدد چاہی
اس نے اگر فریدوں پر حملہ کیا تو بھی فتحیابی